فضائلِ نماز
مصنّفہ
مولانا محمد زکریا صاحب
شیخ عبدالکریم اینڈ سنز تاجران کتب
ملتان
1-2-0

مملوکہ احقر محمد وحید الزمان

۱۵ ذالحج سنہ ۱۳۱۸ھ

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝

(ترجمہ) بے شک فلاح اور کامیابی کو پہنچ گئے وہ لوگ جو اپنی نماز کو خشوع سے پڑھنے والے ہیں۔

فضائل نماز

جس میں

حضرت مولانا الحافظ الحاج محمد الیاس صاحب نور اللہ مرقدہ

کے ارشاد سے

حضرت مولانا الحافظ الحاج المحدث محمد زکریا صاحب دام فیضہم

شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور نے

احادیث جمع فرمائی ہیں جن میں نماز پڑھنے کی فضیلت نماز چھوڑنے پر عذاب جماعت کا ثواب اور اُس کے ترک کی سزائیں آئی ہیں۔ ہر مضمون کے مناسب بزرگوں کے ذوق و شوق کے واقعات بھی درج فرمائے ہیں

مکتبہ کریمیہ بیرون بوہڑ دروازہ ملتان شہر

صدیقیہ پریس ملتان میں باہتمام شیخ عبدالکریم طبع ہوئی۔ قیمت ۱۵/ر (کلبز کے ۲-۱)

فہرست مضامین فضائل نماز

تمت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونشکرہٗ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ اٰلہ وصحبہ واتباعہ الحماۃ للدین القویم، وبعد فھذہٖ اربعونۃ فی فضائل الصلوٰۃ جمعتہا امتثالا لامر عمی وصنو ابی رقاہ اللہ الی المراتب ووفقنی وایاہ لما یحب ویرضیٰ۔

امابعد، اس زمانے میں دین کی طرف سے جتنی بے توجہی اور بے التفاتی کی جا رہی ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ حتیٰ کہ اہم ترین عبادت نماز جو بالاتفاق سب کے نزدیک ایمان کے بعد تمام فرائض پر مقدم ہے اور قیامت میں سب سے اوّل اسی کا مطالبہ ہوگا، اس سے بھی نہایت غفلت اور لاپروائی برتی جا رہی ہے۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ دین کی طرف متوجہ کرنے والی کوئی آواز کانوں تک نہیں پہونچتی۔ تبلیغ کی کوئی صورت بارآور نہیں ہوتی۔ تجربہ سے یہ بات خیال میں آئی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشادات لوگوں تک پہونچانے کی سعی کی جائے۔ اگرچہ اس میں بھی جو مزاحمتیں حائل ہیں وہ بھی مجھ جیسے بے بضاعت کے لیے کافی ہیں۔ تاہم امید یہ ہے کہ جو لوگ خالی الذہن ہیں اور دین کا مقابلہ نہیں کرتے ہیں یہ پاک الفاظ انشاء اللہ تعالےٰ اُن پر ضرور اثر کریں گے اور کلام وصاحب کلام کی برکت سے نفع کی توقع ہے۔ نیز دوسرے دوستوں کو اس میں کامیابی کی امیدیں زیادہ ہیں

جن کی وجہ سے مخلصین کا اصرار بھی ہے۔ اس لیے اس رسالے میں صرف نماز کے متعلق چند احادیث کا ترجمہ پیش کرتا ہوں۔ چونکہ نفس تبلیغ کے متعلق بندہ ناچیز کا ایک مضمون رسالہ فضائل تبلیغ کے نام سے شائع ہوا ہے اس وجہ سے اس کو سلسلۂ تبلیغ کا نمبر ۲ قرار دے کر فضائل نماز کے ساتھ موسوم کرتا ہوں وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب ط۔

نماز کے بارے میں تین قسم کے حضرات عام طور سے پائے جاتے ہیں۔ ایک جماعت وہ ہے جو سرے سے نماز ہی کی پرواہ نہیں کرتی، دوسرا گروہ وہ ہے جو نماز تو پڑھتا ہے مگر جماعت کا اہتمام نہیں کرتا، تیسرے وہ لوگ ہیں جو نماز بھی پڑھتے ہیں اور جماعت کا اہتمام بھی کرتے ہیں مگر لاپروائی اور بری طرح سے پڑھتے ہیں۔ اس لیے اس رسالہ میں تینوں مضامین کی مناسبت سے تین باب ذکر کیے گئے ہیں اور ہر باب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشادات اور اُن کا ترجمہ پیش کر دیا ہے مگر ترجمہ میں وضاحت اور سہولت کا لحاظ کیا ہے لفظی ترجمہ کی زیادہ رعایت نہیں کی۔ نیز چونکہ نماز کی تبلیغ کرنے والے اکثر اہل علم بھی ہوتے ہیں اس لیے حدیث کا حوالہ اور اس کے متعلق جو مضامین اہل علم سے تعلق رکھتے تھے وہ عربی میں لکھ دیے گئے ہیں کہ عوام کو ان سے کچھ فائدہ نہیں ہے اور تبلیغ کرنے والے حضرات کو بسا اوقات ضرورت پڑ جاتی ہے اور ترجمہ وفوائد وغیرہ اردو میں لکھ دیے گئے ہیں ؂

۱ے فضائل تبلیغ ۶/ قیمت پر کتب خانہ صدیقیہ سے منگالیں۔

باب اوّل

نماز کی اہمیت کے بیان میں

اس باب میں دو فصلیں ہیں۔ فصل اول میں نماز کی فضیلت کا بیان ہے اور دوسری فصل میں نماز کے چھوڑنے پر جو وعید اور عتاب حدیث میں آیا ہے اس کا بیان ہے۔

فصل اوّل نماز کی فضیلت کے بیان میں

(۱) عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَہَادَۃِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر ہے۔ سب سے اول لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دینا یعنی اس بات کا اقرار کرنا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور

رمضان (متفق علیہ) رسول ہیں۔ اس کے بعد نماز کا قائم کرنا،
وقال المنذری فی الترغیب رواہ البخاری ومسلم زکوٰۃ ادا کرنا، حج کرنا، رمضان المبارک
وغیرہما عن غیر واحد من الصحابۃ۔ کے روزے رکھنا۔

ف، یہ پانچوں چیزیں ایمان کے بڑے اصول اور اہم ارکان ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پاک حدیث میں بطور مثال کے اسلام کو ایک خیمہ کے ساتھ تشبیہ دی ہے جو پانچ ستونوں پر قائم ہوتا ہے۔ پس کلمۂ شہادت خیمہ کی درمیانی لکڑی کی طرح ہے اور بقیہ چاروں ارکان بمنزلہ ان چار ستونوں کے ہیں جو چاروں کونوں پر ہوں۔ اگر درمیانی لکڑی نہ ہو تو خیمہ کھڑا ہو ہی نہیں سکتا۔ اگر یہ لکڑی موجود ہو اور چاروں طرف کے کونوں میں کوئی سی لکڑی نہ ہو تو خیمہ قائم تو ہو جائے گا لیکن جونسے کونے کی لکڑی نہیں ہوگی وہ جانب ناقص اور گری ہوئی ہوگی۔ اِس پاک ارشاد کے بعد اب ہم لوگوں کو اپنی حالت پر خود ہی غور کر لینا چاہیے کہ اسلام کے اس خیمہ کو ہم نے کس درجہ تک قائم کر رکھا ہے اور اسلام کا کون سا رکن ایسا ہے جس کو ہم نے پورے طور پر سنبھال رکھا ہے۔ اسلام کے یہ پانچوں ارکان نہایت اہم ہیں حتیٰ کہ اسلام کی بنیاد انھیں کو قرار دیا گیا ہے اور ایک مسلمان کے لیے بحیثیت مسلمان ہونے کے ان سب کا اہتمام نہایت ضروری ہے مگر ایمان کے بعد سب سے اہم چیز نماز ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ کے یہاں سب سے

زیادہ محبوب عمل کونسا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ نماز۔ میں نے عرض کیا کہ اس کے بعد کیا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک۔ میں نے عرض کیا اس کے بعد کونسا ہے؟ ارشاد فرمایا جہاد۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں علماء کے اس قول کی دلیل ہے کہ ایمان کے بعد سب سے مقدم نماز ہے۔ اس کی تائید اس حدیث صحیح سے بھی ہوتی ہے جس میں ارشاد ہے الصلوۃ خیر موضوع یعنی بہترین عمل جو اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لیے مقرر فرمایا ہے وہ نماز ہے۔ اھ۔ اور احادیث میں کثرت سے یہ مضمون صاف اور صحیح حدیثوں میں نقل کیا گیا کہ تمہارے اعمال میں سب سے بہتر عمل نماز ہے۔ چنانچہ جامع صغیر میں حضرت ثوبان ابن عمرو، سلمہ، ابو امامہ، عبادہ رضی اللہ عنہم پانچ صحابہ سے یہ حدیث نقل کی گئی ہے اور حضرت ابن مسعود و انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اپنے وقت پر نماز کا پڑھنا افضل ترین عمل نقل کیا گیا ہے (جامع الصغیر) حضرت ابن عمر اور ام فروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اول وقت نماز پڑھنا نقل کیا گیا ہے مقصد سب کا قریب ہی قریب ہے۔

(۲) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِی الشِّتَاءِ وَالْوَرَقُ یَتَہَافَتُ فَاَخَذَ بِغُصْنَیْنِ مِنْ شَجَرَۃٍ قَالَ فَجَعَلَ ذٰلِکَ الْوَرَقُ یَتَہَافَتُ

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سردی کے موسم میں باہر تشریف لائے اور پتے درختوں پر سے گر رہے تھے آپؐ نے ایک درخت کی ٹہنی ہاتھ میں لی اس کے

فَقَالَ یَا اَبَاذَرٍّ قُلْتُ لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَیُصَلِّی الصَّلٰوۃَ یُرِیْدُ بِھَا وَجْہَ اللہِ فَتَھَافَتُ عَنْہُ ذُنُوْبُہٗ کَمَا تَھَافَتَ ھٰذَا الْوَرَقُ عَنْ ھٰذِہِ الشَّجَرَۃِ

رواہ احمد باسناد حسن کذا فی الترغیب

پتّے اور بھی گرنے لگے۔ آپ نے فرمایا اے ابوذر مسلمان بندہ جب اخلاص سے اللہ کے لیے نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ ایسے ہی گرتے ہیں جیسے پتے درخت سے گر رہے ہیں۔

ف۔ سردی کے موسم میں درختوں کے پتّے ایسی کثرت سے گرتے ہیں کہ بعضے درختوں پر ایک بھی پتّہ نہیں رہتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے کہ اخلاص سے نماز پڑھنے کا اثر بھی یہی ہے کہ اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں ایک بھی نہیں رہتا۔ مگر ایک بات قابل لحاظ ہے۔ علماء کی تحقیق آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کی وجہ سے یہ ہے کہ نماز وغیرہ عبادات سے صرف گناہ صغیرہ معاف ہوتے ہیں کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتا۔ اس لیے نماز کے ساتھ توبہ اور استغفار کا اہتمام بھی کرنا چاہیے اس سے غافل نہ ہونا چاہیے۔ البتہ حق تعالیٰ شانہٗ اپنے فضل سے کسی کے گناہ کبیرہ بھی معاف فرما دیں تو دوسری بات ہے۔

(۳) عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ قَالَ کُنْتُ مَعَ سَلْمَانَ تَحْتَ شَجَرَۃٍ فَاَخَذَ غُصْنًا مِّنْھَا یَابِسًا فَھَزَّہٗ حَتّٰی تَحَاتَّ

ابو عثمان کہتے ہیں کہ میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک درخت کے نیچے تھا انھوں نے اس درخت کی ایک

وَرَقُهٗ ثُمَّ قَالَ يَا اَبَا عُثْمَانُ
اَلَا تَسْأَلُنِيْ لِمَ اَفْعَلُ هٰذَا قُلْتُ
وَلِمَ تَفْعَلُهٗ قَالَ هٰكَذَا فَعَلَ بِيْ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَاَنَا مَعَهٗ تَحْتَ الشَّجَرَةِ وَ
اَخَذَ مِنْهَا غُصْنًا يَابِسًا فَهَزَّهٗ
حَتّٰى تَحَاتَّ وَرَقُهٗ فَقَالَ يَا
سَلْمَانُ اَلَا تَسْأَلُنِيْ لِمَ اَفْعَلُ هٰذَا
قُلْتُ وَلِمَ تَفْعَلُهٗ قَالَ اِنَّ الْمُسْلِمَ
اِذَا تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ صَلَّى
الصَّلَوٰتِ الْخَمْسَ تَحَاتَّتْ خَطَايَاهُ
كَمَا تَحَاتَّ هٰذَا الْوَرَقُ وَ
قَالَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ
وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ
يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى
لِلذّٰكِرِيْنَ. رواه احمد والنسائی والطبرانی و
رواه احمد فی الصحیح الا علی بن زید کذا فی الترغیب

خشک ٹہنی پکڑ کر اس کو حرکت دی جس
سے اس کے پتے گر گئے۔ پھر مجھ سے کہنے
لگے کہ ابو عثمان تم نے مجھ سے یہ نہ پوچھا کہ
میں نے یہ کیوں کیا؟ میں نے کہا بتا دیجیے
کیوں کیا انھوں نے کہا کہ میں ایک دفعہ
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک
درخت کے نیچے تھا آپ نے بھی درخت
کی ایک خشک ٹہنی پکڑ کر اسی طرح کیا تھا
جس سے اس ٹہنی کے پتے جھڑ گئے تھے۔
پھر حضورؐ نے ارشاد فرمایا تھا کہ سلمان
پوچھتے نہیں کہ میں نے اس طرح کیوں کیا
میں نے عرض کیا کہ بتا دیجیے کیوں کیا؟
آپؐ نے ارشاد فرمایا تھا کہ جب مسلمان
اچھی طرح سے وضو کرتا ہے پھر پانچوں نمازیں
پڑھتا ہے تو اس کی خطائیں اس سے ایسی
گر جاتی ہیں جیسے یہ پتے گرتے ہیں پھر آپؐ
نے قرآن کی آیت اقم الصلوۃ طرفی النہار
تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ قائم کر نماز کو دن کے دونوں سروں میں اور رات کے کچھ حصوں
میں بیشک نیکیاں دور کر دیتی ہیں گناہوں کو۔ یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لیے۔

ف حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے جو عمل کرکے دکھایا یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے تعشق کی ادنیٰ مثال ہے۔ جب کسی شخص کو کسی سے عشق ہوتا ہے اس کی ہر ادا بھاتی ہے اور اسی طرح ہر کام کے کرنے کو جی چاہتا ہے جس طرح محبوب کو کرتے دیکھتا ہے۔ جو لوگ محبت کا ذائقہ چکھ چکے ہیں وہ اس کی حقیقت سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات نقل کرنے میں اکثر ان افعال کی بھی نقل کرتے تھے جو اس ارشاد کے وقت حضورؐ نے کیے تھے۔ نماز کا اہتمام اور اس کی وجہ سے گناہوں کا معاف ہونا جس کثرت سے روایات میں ذکر کیا گیا ہے اس کا احاطہ دشوار ہے۔ پہلے بھی متعدد روایات میں یہ مضمون گذر چکا ہے۔ علماء نے اس کو صغیرہ گناہوں کے ساتھ مخصوص کیا ہے جیسا پہلے معلوم ہو چکا۔ مگر احادیث میں صغیرہ کبیرہ کی کچھ قید نہیں ہے مطلق گناہوں کا ذکر ہے۔ میرے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیم کے وقت اس کی دو وجہیں ارشاد فرمائی تھیں ایک یہ کہ مسلمان کی شان سے یہ بعید ہے کہ اس کے ذمہ کوئی کبیرہ ہو اوّلاً تو اس سے گناہ کبیرہ کا صادر ہونا ہی مشکل ہے اور اگر ہو بھی گیا تو بغیر توبہ کے اس کو چین آنا مشکل ہے۔ مسلمان کی مسلمانی شان کا مقتضیٰ یہ ہے کہ جب اس سے کبیرہ صادر ہو جائے تو اتنے روپیٹ کر اس کو دھو نہ لے اس کو چین نہ آئے۔ البتہ صغیرہ گناہ ایسے ہیں کہ ان کی طرف بسا اوقات التفات نہیں ہوتا ہے اور ذمہ رہ جاتے ہیں جو نماز وغیرہ سے معاف ہو جاتے ہیں۔ دوسری وجہ

یہ ہے کہ جو شخص اخلاص سے نماز پڑھے گا اور آداب و مستحبات کی رعایت رکھے گا وہ خود ہی نہ معلوم کتنی مرتبہ توبہ استغفار کرلے گا اور نماز میں التحیات کی اخیر دعا اَللّٰھُمَّ اِنِّی ظَلَمْتُ نَفْسِی الخ میں توبہ واستغفار خود ہی موجود ہے۔

ان روایات میں وضو کو بھی اچھی طرح سے کرنے کا حکم ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے آداب و مستحبات کی تحقیق کرکے ان کا اہتمام کرے مثلاً ایک سنت اس کی مسواک ہی ہے جس کی طرف عام طور پر بے توجہی ہے۔ حالانکہ حدیث میں وارد ہے کہ جو نماز مسواک کرکے پڑھی جائے وہ اس نماز سے جو بلا مسواک پڑھی جائے ستر درجے افضل ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ مسواک کا اہتمام کیا کرو اس میں دس فائدے ہیں منھ کو صاف کرتی ہے، اللہ کی رضا کا سبب ہے، شیطان کو غصہ دلاتی ہے مسواک کرنے والے کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتے ہیں اور فرشتے محبوب رکھتے ہیں۔ مسوڑوں کو قوت دیتی ہے، بلغم کو قطع کرتی ہے، منھ میں خوشبو پیدا کرتی ہے، صفرا کو دور کرتی ہے، نگاہ کو تیز کرتی ہے۔ منھ کی بدبو کو زائل کرتی ہے اور ان سب کے علاوہ یہ ہے کہ سنت ہے (منبہات ابن حجر) علماء نے لکھا ہے کہ مسواک کے اہتمام میں ستر فائدے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ مرتے وقت کلمہ شہادت پڑھنا نصیب ہوتا ہے اور اس کے بالمقابل افیون کھانے میں ستر مضرتیں ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ مرتے وقت کلمہ یاد نہیں آتا۔ اچھی طرح وضو کرنے کے فضائل احادیث میں بڑی

کثرت سے آئے ہیں۔ وضو کے اعضاء قیامت میں روشن اور چمکدار ہوں گے اور اس سے فوراً حضورؐ اپنے امتی کو پہچان لیں گے۔

(۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَرَاَیْتُمْ لَوْ اَنَّ نَھَرًا بِبَابِ اَحَدِکُمْ یَغْتَسِلُ فِیْہِ کُلَّ یَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ ھَلْ یَبْقٰی مِنْ دَرَنِہٖ شَیْئٌ قَالُوْا لَا یَبْقٰی مِنْ دَرَنِہٖ شَیْئٌ قَالَ فَذٰلِکَ مَثَلُ الصَّلَوٰاتِ الْخَمْسِ یَمْحُو اللّٰہُ بِھِنَّ الْخَطَایَا۔ رواہ البخاری ومسلم و الترمذی والنسائی ورواہ ابن ماجۃ من حدیث عثمان کذا فی الترغیب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا بتاؤ اگر کسی شخص کے دروازے پر ایک نہر جاری ہو جس میں وہ پانچ مرتبہ روزانہ غسل کرتا ہو کیا اس کے بدن پر کچھ میل باقی رہیگا؟ صحابہ نے عرض کیا کہ کچھ بھی باقی نہیں رہیگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی حال پانچوں نمازوں کا ہے اللہ جل شانہٗ ان کی وجہ سے گناہوں کو زائل کر دیتے ہیں۔

(۵) عن جابر قال قال رسول اللہ علیہ وسلم مَثَلُ الصَّلَوٰاتِ الْخَمْسِ کَمَثَلِ نَھَرٍ جَارٍ غَمْرٍ عَلٰی بَابِ اَحَدِکُمْ یَغْتَسِلُ مِنْہُ کُلَّ یَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ رواہ مسلم کذا فی الترغیب

حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ پانچوں نمازوں کی مثال ایسی ہے کہ کسی کے دروازے پر ایک نہر ہو جس کا پانی جاری ہو اور بہت گہرا ہو اس میں روزانہ پانچ دفعہ غسل کرے۔

ف - جاری پانی گندگی وغیرہ سے پاک ہوتا ہے اور پانی جتنا بھی گہرا ہوگا اتنا ہی صاف شفاف ہوگا۔ اسی لیے اس حدیث میں اس کا جاری ہونا اور گہرا ہونا فرمایا گیا ہے اور جتنے صاف پانی سے آدمی غسل کرے گا، اتنی ہی صفائی بدن پر آئے گی۔ اسی طرح نمازوں کی وجہ سے اگر آداب کی رعایت رکھتے ہوئے پڑھی جائیں تو گناہوں سے صفائی حاصل ہوتی ہے۔ جس قسم کا مضمون ان دو حدیثوں میں ارشاد ہوا ہے اس قسم کا مضمون کئی حدیثوں میں مختلف صحابہ سے مختلف الفاظ میں نقل کیا گیا ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پانچوں نمازیں درمیانی اوقات کے لیے کفارہ ہیں یعنی ایک نماز تک جو صغیرہ گناہ ہوتے ہیں وہ نماز کی برکت سے معاف ہوجاتے ہیں۔ اس کے بعد حضورؐ نے ارشاد فرمایا مثلاً ایک شخص کا کوئی کارخانہ ہے جس میں وہ کچھ کاروبار کرتا ہے جس کی وجہ سے اس کے بدن پر کچھ گرد وغبار میل کچیل لگ جاتا ہے اور اس کے کارخانے اور مکان کے درمیان میں پانچ نہریں پڑتی ہیں جب وہ کارخانے سے گھر جاتا ہے تو ہر نہر پر غسل کرتا ہے۔ اسی طرح سے پانچوں نمازوں کا حال ہے کہ جب کبھی درمیانی اوقات میں کچھ خطا لغزش وغیرہ ہوجاتی ہے تو نمازوں میں دعا و استغفار کرنے سے اللہ جل شانہٗ بالکل اس کو معاف کردیتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود اس قسم کی مثالوں سے اس امر کا سمجھا دینا ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے نماز کو گناہوں کی معافی میں بہت قوی تاثیر عطا

فرمائی ہے اور چونکہ مثال سے بات ذرا اچھی طرح سمجھ میں آجاتی ہے اس لیے مختلف مثالوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مضمون کو واضح فرما دیا ہے۔ اللہ جل شانہٗ کی اس رحمت اور وسعت مغفرت اور لطف و انعام اور کرم سے ہم لوگ فائدہ نہ اٹھائیں تو کسی کا کیا نقصان ہے اپنا ہی کچھ کھوتے ہیں۔ ہم لوگ گناہ کرتے ہیں، نافرمانیاں کرتے ہیں، حکم عدولیاں کرتے ہیں، تعمیل ارشاد میں کوتاہیاں کرتے ہیں اس کا مقتضا یہ تھا کہ قادر عادل بادشاہ کے یہاں ضرور سزا ہوتی اور اپنے کیے کو بھگتتے مگر اللہ کے کرم کے قربان کہ جس نے اپنی نافرمانیاں اور حکم عدولیاں کرنے کی تلافی کا طریقہ بھی بتا دیا۔ اگر ہم اس سے نفع حاصل نہ کریں تو ہماری حماقت ہے۔ حق تعالےٰ شانہٗ کی رحمت اور لطف تو عطا کے واسطے بہانے ڈھونڈتے ہیں۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جو شخص سوتے ہوئے یہ ارادہ کرے کہ تہجد پڑھونگا اور پھر آنکھ نہ کھلے تو اس کا ثواب اس کو ملے گا اور سونا مفت میں رہا۔ (ترغیب) کیا ٹھکانا ہے اللہ کی دین اور عطا کا۔ اور جو کریم اس طرح عطائیں کرتا ہو اس سے نہ لینا کتنی سخت محرومی اور کتنا زبردست نقصان ہے۔

( ) عن حذیفۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا حزبہ امر فزع الی الصلوٰۃ اخرجہ احمد وابوداود وابن جریر کذا فی الدر المنثور

حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی سخت امر پیش آتا تھا تو نماز کی طرف فوراً متوجہ ہوتے تھے۔

ف ۔ نماز اللہ کی بڑی رحمت ہے اس لیے ہر پریشانی کے وقت میں ادھر متوجہ ہو جانا گویا اللہ کی رحمت کی طرف متوجہ ہو جانا ہے اور جب رحمت الٰہی مساعد و مددگار ہو تو پھر کیا مجال ہے کسی پریشانی کی کہ باقی رہے۔ بہت سی روایتوں میں مختلف طور سے یہ مضمون وارد ہوا ہے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جو ہر قدم پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع فرمانے والے ہیں ان کے حالات میں بھی یہ چیز نقل کی گئی ہے۔

حضرت ابو درداء فرماتے ہیں کہ جب آندھی چلتی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوراً مسجد میں تشریف لے جاتے تھے اور جب تک آندھی بند نہ ہو جاتی مسجد سے نہ نکلتے۔ اسی طرح جب سورج یا چاند کو گرہن ہو جاتا تو حضور فوراً نماز کی طرف متوجہ ہو جاتے۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ پہلے انبیاء کا بھی یہی معمول تھا کہ ہر پریشانی کے وقت نماز کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ سفر میں تھے راستہ میں اطلاع ملی کہ بیٹے کا انتقال ہو گیا اونٹ سے اُترے دو رکعت نماز پڑھی پھر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور پھر فرمایا کہ ہم نے وہ کیا کہ جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے اور قرآن پاک کی آیت وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ تلاوت کی۔ ایک اور قصہ اسی قسم کا نقل کیا گیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ تشریف لے جا رہے تھے راستہ میں ان کے بھائی

قثم کے انتقال کی خبر ملی، راستہ سے ایک طرف کو ہو کر اونٹ سے اُترے دو رکعت نماز پڑھی اور التحیات میں بہت دیر تک دعائیں پڑھتے رہے اس کے بعد اُٹھے اور اونٹ پر سوار ہوئے اور قرآن پاک کی آیت وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ تلاوت فرمائی۔ (ترجمہ) اور مدد حاصل کرو صبر کے ساتھ اور بے شک وہ نماز دشوار ضرور ہے مگر جن کے دلوں میں خشوع ہے اُن پر کچھ دشوار نہیں۔ خشوع کا بیان تیسرے باب میں مفصل آ رہا ہے۔ انہی کا ایک اور قصہ ہے کہ ازواج مطہرات میں سے کسی کے انتقال کی خبر ملی تو سجدے میں گر گئے کسی نے دریافت کیا کہ یہ کیا بات تھی؟ آپ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا ہم کو یہی ارشاد ہے کہ جب کوئی حادثہ دیکھو تو سجدہ میں (یعنی نماز میں) مشغول ہو جاؤ۔ اس سے بڑا حادثہ اور کیا ہو گا کہ ام المومنین کا انتقال ہو گیا۔ (ابوداؤد)

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کا وقت جب قریب آیا تو جو لوگ وہاں موجود تھے ان سے فرمایا کہ میں ہر شخص کو اس سے روکتا ہوں کہ وہ مجھے روئے اور جب میری روح نکل جائے تو ہر شخص وضو کرے اور اچھی طرح سے آداب کی رعایت رکھتے ہوئے وضو کرے پھر مسجد میں جائے اور نماز پڑھ کر میرے واسطے استغفار کرے اس لیے کہ اللہ جل شانہٗ نے وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ کا حکم فرمایا ہے اس کے بعد مجھے قبر کے گڑھے میں پہنچا دینا۔

حضرت ام کلثوم کے خاوند حضرت عبد الرحمٰن بیمار تھے اور ایک دفعہ ایسی سکتہ کی حالت ہو گئی کہ سب نے انتقال ہو جانا تجویز کر لیا حضرت ام کلثوم اٹھیں اور نماز کی نیت باندھ لی نماز سے فارغ ہوئیں تو حضرت عبد الرحمٰن کو بھی اِفاقہ ہوا۔ لوگوں سے پوچھا کہ کیا میری حالت موت کی سی ہو گئی تھی؟ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا کہ دو فرشتے میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا چلو احکم الحاکمین کی بارگاہ میں تمہارا فیصلہ ہوتا ہے وہ مجھے لے جانے لگے تو ایک تیسرے فرشتے آئے اور ان دونوں سے کہا کہ تم چلے جاؤ۔ یہ ان لوگوں میں ہیں جن کی قسمت میں سعادت اسی وقت لکھ دی گئی تھی جب یہ ماں کے پیٹ میں تھے اور ابھی ان کی اولاد کو ان سے اور فوائد حاصل کرنے ہیں اس کے بعد ایک مہینے تک عبد الرحمٰن زندہ رہے اور پھر انتقال ہوا۔ (در منثور)

حضرت نضر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دن میں ایک مرتبہ سخت اندھیرا ہو گیا۔ میں دوڑا ہوا حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے دریافت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں بھی کبھی ایسی نوبت آئی ہے؟ انھوں نے فرمایا خدا کی پناہ حضور کے زمانہ میں تو ذرا بھی ہوا تیز چلتی تھی تو ہم سب مسجدوں کو دوڑ جاتے تھے کہ کہیں قیامت تو نہیں آگئی۔ (ابوداؤد)

عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والوں پر کسی قسم کی تنگی پیش آتی تو ان کو نماز کا حکم

فرمایا کرتے اور یہ آیت تلاوت فرماتے وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَ اصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا الآیۃ۔ (ترجمہ) اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کرتے رہیے اور خود بھی اس کا اہتمام کیجیے۔ ہم آپ سے روزی کموانا نہیں چاہتے روزی تو آپ کو ہم دیں گے۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جس شخص کو کوئی بھی ضرورت پیش آئے دینی ہو یا دنیوی، اس کا تعلق مالک الملک سے ہو یا کسی آدمی سے اس کو چاہیے کہ بہت اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے۔ پھر اللہ جل شانہ کی حمد و ثنا کرے اور پھر درود شریف پڑھے اس کے بعد یہ دعا پڑھے تو انشاء اللہ اس کی حاجت ضرور پوری ہوگی۔ دعا یہ ہے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّ السَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ لَا تَدَعْ لِي ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهٗ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ۝

وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ سے حاجتیں نماز کے ذریعہ طلب کی جاتی ہیں اور پہلے لوگوں کو جب کوئی حادثہ پیش آتا تھا تو وہ نماز ہی کی طرف متوجہ ہوتے تھے جس پر بھی کوئی حادثہ گذرتا وہ جلدی سے نماز کی طرف رجوع کرتا۔

*(حکایت)

کہتے ہیں کوفہ میں ایک قلی تھا جس پر لوگوں کو بہت اعتماد تھا۔ امین ہونے کی وجہ سے تاجروں کا سامان روپیہ وغیرہ بھی لے جاتا۔ ایک مرتبہ وہ سفر میں جا رہا تھا۔ راستہ میں ایک شخص اس کو ملا پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ قلی نے کہا فلاں شہر کا وہ کہنے لگا کہ مجھے بھی جانا ہے۔ میں پاؤں چل سکتا تو تیرے ساتھ ہی چلتا۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک دینار کرایہ پر مجھے خچر پر سوار کر لے۔ قلی نے اس کو منظور کر لیا وہ سوار ہو گیا۔ راستہ میں ایک دوراہہ ملا سوار نے پوچھا کدھر کو چلنا چاہیے؟ قلی نے شارع عام کا راستہ بتایا۔ سوار نے کہا یہ دوسرا راستہ قریب کا ہے اور جانور کے لیے بھی سہولت کا ہے کہ سبزہ اس پر خوب ہے۔ قلی نے کہا میں نے یہ راستہ دیکھا نہیں سوار نے کہا کہ میں بارہا اس راستہ پر چلا ہوں۔ قلی نے کہا اچھی بات ہے۔ چنانچہ اسی راستہ پر چلے۔ تھوڑی دور چل کر وہ راستہ ایک وحشتناک جنگل پر ختم ہو گیا جہاں بہت سے مُردے پڑے تھے وہ شخص سواری سے اُترا اور کمر سے خنجر نکال کر قلی کے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ قلی نے کہا ایسا نہ کر۔ یہ خچر اور سامان سب کچھ لے لے یہی تیرا مقصود ہے قتل نہ کر۔ اس نے نہ مانا اور قسم کھالی کہ پہلے تجھے مارونگا پھر یہ سب کچھ لوں گا اس نے بہت عاجزی کی مگر اس ظالم نے ایک بھی نہ مانی۔ قلی نے کہا اچھا مجھے دو رکعت آخری نماز پڑھنے دے اس نے قبول کیا اور ہنس کر کہا جلدی سے پڑھ لے ان مُردوں نے بھی یہی درخواست

کی تھی مگر ان کی نماز نے کچھ بھی کام نہ دیا۔ اس قلی نے نماز شروع کی۔ الحمد شریف پڑھ کر سورت بھی یاد نہ آئی۔ ادھر وہ ظالم کھڑا تقاضا کر رہا تھا کہ جلدی ختم کر۔ بے اختیار اس کی زبان پر یہ آیت جاری ہوئی اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ الآیۃ۔ یہ پڑھ رہا تھا اور رو رہا تھا کہ ایک سوار نمودار ہوا جس کے سر پر چمکتا ہوا خود (لوہے کی ٹوپی) تھا اس نے نیزہ مار کر اس ظالم کو ہلاک کر دیا۔ جس جگہ وہ ظالم مر کر گرا آگ کے شعلے اس جگہ سے اٹھنے لگے یہ نمازی بے اختیار سجدہ میں گر گیا، اللہ کا شکر ادا کیا۔ نماز کے بعد اس سوار کی طرف دوڑا اس سے پوچھا کہ خدا کے واسطے اتنا بتا دو کہ تم کون ہو کیسے آئے۔ اس نے کہا کہ میں اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ کا غلام ہوں، اب تم مامون ہو جہاں جی چاہے چلے جاؤ یہ کہہ کر چلا گیا۔ (نزہۃ المجالس)

درحقیقت نماز ایسی ہی بڑی دولت ہے کہ اللہ کی رضا کے علاوہ دنیا کے مصائب سے بھی اکثر نجات کا سبب ہوتی ہے اور سکون قلب تو حاصل ہوتا ہی ہے۔ ابن سیرین کہتے ہیں کہ اگر مجھے جنت کے جانے میں اور دو رکعت نماز پڑھنے میں اختیار دے دیا جائے تو میں دو رکعت ہی کو اختیار کروں گا۔ اس لیے کہ جنت میں جانا میری اپنی خوشی کے واسطے ہے اور دو رکعت نماز میں میرے مالک کی رضا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد ہے بڑا قابل رشک ہے وہ مسلمان جو ہلکا پھلکا ہو (یعنی اہل و عیال کا زیادہ بوجھ نہ ہو) نماز سے وافر حصہ اس کو ملا ہو روزی صرف گذارہ کے

قابل ہو جس پر صبر کرکے عمر گذار دے۔ اللہ کی عبادت اچھی طرح کرتا ہو گم نامی میں پڑا ہو۔ جلدی سے مرجاوے نہ میراث زیادہ ہو، نہ رونے والے زیادہ ہوں۔ (الجامع الصغیر) ایک حدیث میں آیا ہے کہ اپنے گھر میں نماز کثرت سے پڑھا کرو گھر کی خیر میں اضافہ ہو گا (الجامع الصغیر)

(۶) عن ابی مسلم التغلبی قال دخلت علی ابی اُمامۃ وھو فی المسجد فقلت یا ابا امامۃ ان رجلا حدثنی منک انک سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من توضأ فاسبغ الوضوء غسل یدیہ ووجہہ ومسح علی راسہ واُذنیہ ثم قام الی صلوۃ مفروضۃ غفر اللہ لہ فی ذلک الیوم ما مشت الیہ رجلاہ وقبضت علیہ یداہ وسمعت الیہ اُذناہ ونظرت الیہ عیناہ وحدثت بہ نفسہ من سوء فقال واللہ لقد سمعتہ من النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرارا۔ رواہ احمد والغالب علی سندہ الحسن وتقدم لہ شواھد فی الوضوء

ابومسلم کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوامامہ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ مسجد میں تشریف فرما تھے میں نے عرض کیا کہ مجھ سے ایک صاحب نے آپ کی طرف سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ ارشاد سنا ہے کہ جو شخص اچھی طرح وضو کرے اور پھر فرض نماز پڑھے تو حق تعالیٰ جل شانہ اس دن وہ گناہ جو چلنے سے ہوئے ہوں اور وہ گناہ جن کو اس کے ہاتھوں نے کیا ہو اور وہ گناہ جو اس کے کانوں سے صادر ہوئے ہوں اور وہ گناہ جن کو اس نے آنکھوں سے کیا ہو اور وہ گناہ جو اس کے دل میں پیدا ہوئے ہوں سب کو معاف فرما دیتے ہیں۔ حضرت ابواُمامہ نے فرمایا کہ میں نے

(کذا فی الترغیب) قلت وقد روی معنی الحدیث عن ابی امامۃ بطرق فی مجمع الزوائد

یہ مضمون نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے کئی دفعہ سُنا ہے۔

ف - یہ مضمون بھی کئی صحابہ سے نقل کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت عثمان حضرت ابوہریرہ، حضرت انس، حضرت عبد اللہ صنابحی حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہم اجمعین وغیرہ حضرات سے مختلف الفاظ کے ساتھ متعدد روایات میں ذکر کیا گیا ہے اور جو حضرات اہل کشف ہوتے ہیں ان کو گناہوں کا زائل ہو جانا محسوس بھی ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا قصہ مشہور ہے کہ وضو کا پانی گرتے ہوئے یہ محسوس فرمالیتے تھے کہ کونسا گناہ اس میں دُھل رہا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا یہ ارشاد بھی نقل کیا گیا ہے کہ کسی شخص کو اس بات سے مغرور نہیں ہونا چاہیے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس گھمنڈ پر کہ نماز سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں گناہوں پر جرأت نہیں کرنی چاہیے اس لیے کہ ہم لوگوں کی نماز اور عبادات جیسی ہوتی ہیں ان کو اگر حق تعالیٰ جل شانہٗ اپنے لطف اور کرم سے قبول فرمالیں تو اُن کا لطف، احسان و انعام ہے ورنہ ہماری عبادتوں کی حقیقت ہمیں خوب معلوم ہے۔ اگرچہ نماز کا یہ اثر ضروری ہے کہ اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں مگر ہماری نماز بھی اس قابل ہے اس کا علم اللہ ہی کو ہے۔ اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ اس وجہ سے گناہ کرنا کہ میرا مالک کریم ہے، معاف کرنے والا ہے انتہائی بے غیرتی ہے اس کی مثال تو ایسی ہوئی کہ کوئی شخص یوں کہے کہ اپنے بیٹوں سے جو فلاں کام کریں درگذر کرتا ہوں تو وہ نالائق بیٹے اس وجہ سے

کہ باپ نے درگذر کرنے کو کہہ دیا ہے جان جان کر اس کی نافرمانیاں کریں۔

(۷) عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ رَجُلَانِ مِن بَلِیٍّ حَیٍّ مِن قُضَاعَةَ اسلما مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فَاسْتُشْهِدَ اَحَدُهُمَا وَاُخِّرَ الْاٰخَرُ سَنَةً قال طلحة بن عُبَید اللّٰہ فرأیت المؤخر منهما اُدْخِلَ الجنة قَبْلَ الشهید فتعجبت لذلك فاصبحت فذکرت ذلك للنبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم او ذُکِرَ لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال رسول اللّٰہ اَلَیْسَ قَدْ صَامَ بَعْدَہٗ رَمَضَانَ وَصَلّٰی سِتَّةَ آلاف رکعة کذا وکذا رکعة صلوٰة سَنَةٍ رواہ احمد باسناد حسن ورواہ ابن ماجة وابن حبان فی صحیحہ والبیھقی کلھم عن طلحة بنحوہ اطول منه وزاد ابن ماجة وابن حبان فی آخرہ فلما بینھما اطول ما بین السماء والارض کذا فی الترغیب ولفظ احمد فی النسخة التی بایدینا او کذا وکذا رکعة بلفظ او وفی الدر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک قبیلہ کے دو صحابی ایک ساتھ مسلمان ہوئے۔ ان میں سے ایک صاحب جہاد میں شہید ہو گئے اور دوسرے صاحب کا ایک سال بعد انتقال ہوا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ وہ صاحب جن کا ایک سال بعد انتقال ہوا تھا ان شہید سے بھی پہلے جنت میں داخل ہو گئے تو مجھے بڑا تعجب ہوا کہ شہید کا درجہ تو بہت اونچا ہے وہ پہلے جنت میں داخل ہوتے میں نے حضور سے خود عرض کیا یا کسی اور نے عرض کیا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جن صاحب کا بعد میں انتقال ہوا ان کی نیکیاں نہیں دیکھتے کتنی زیادہ ہو گئیں۔ ایک رمضان المبارک کے پورے روزے

اخرجہ مالک و احمد و النسائی و ابن خزیمۃ والحاکم وصححہ والبیھقی فی شعب الایمان عن عامر بن سعد قال سمعت سعدًا وناسًا من الصحابۃ یقولون کان رجلان اخوان فی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان احدھما افضل من الاخر فتوفی الذی ھو افضلھما ثم عمر الاخر بعدہ اربعین لیلۃ بحدیث وقد اخرج ابوداؤد بمعنی حدیث الباب من حدیث عبید بن خالد بلفظ قتل احدھما ومات الاخر بعدہ بجمعۃ الحدیث۔

بھی ان کے زیادہ ہوئے اور چھ ہزار اور اتنی اتنی رکعتیں نماز کی ایک سال میں ان کی بڑھ گئیں۔

ف۔ اگر ایک سال کے تمام مہینے انتیس دن کے لگائے جائیں اور صرف فرض اور وتر کی بیس رکعتیں شمار کی جائیں تب بھی چھ ہزار نو سو ساٹھ رکعتیں ہوتی ہیں اور جتنے مہینے تیس دن کے ہوں گے بیس بیس رکعتوں کا اضافہ ہوتا رہے گا اور سنتیں اور نوافل بھی شمار کیے جائیں تو کیا ہی پوچھنا۔ ابن ماجہ میں یہ قصہ اور بھی مفصل آیا ہے۔ اس میں حضرت طلحہؓ جو خواب دیکھنے والے ہیں وہ خود بیان کرتے ہیں کہ ایک قبیلہ کے دو آدمی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک ساتھ آئے اور اکٹھے ہی مسلمان ہوئے۔ ایک صاحب بہت زیادہ مستعد اور ہمت والے تھے وہ ایک لڑائی میں شہید ہو گئے اور دوسرے صاحب کا ایک سال بعد انتقال ہوا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوں اور وہ دونوں صاحب بھی وہاں ہیں اندر سے ایک شخص آئے اور ان صاحب کو جن کا ایک سال بعد انتقال ہوا تھا

اندر جانے کی اجازت ہوگئی اور جو صاحب شہید ہوئے تھے وہ کھڑے رہ گئے تھوڑی دیر بعد پھر اندر سے ایک شخص آئے اور ان شہید کو بھی اجازت ہوگئی اور مجھ سے یہ کہا کہ تمہارا ابھی وقت نہیں آیا تم واپس چلے جاؤ. میں نے صبح کو لوگوں سے اپنے خواب کا تذکرہ کیا سب کو اس پر تعجب ہوا کہ ان شہید کو بعد میں کیوں اجازت ہوئی ان کو تو پہلے ہونی چاہیے تھی۔ آخر حضور سے لوگوں نے اس کا تذکرہ کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس میں تعجب کی کیا بات ہے لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ شہید بھی ہوئے اور بہت زیادہ مستعد اور ہمت والے بھی تھے اور جنت میں یہ دوسرے صاحب پہلے داخل ہو گئے. حضور نے ارشاد فرمایا کیا انھوں نے ایک سال عبادت زیادہ نہیں کی عرض کیا بے شک کی، ارشاد فرمایا کیا انھوں نے پورے ایک رمضان کے روزے ان سے زیادہ نہیں رکھے، عرض کیا گیا بے شک رکھے، ارشاد فرمایا کیا انھوں نے اتنے اتنے سجدے ایک سال کی نمازوں کے زیادہ نہیں کیے. عرض کیا گیا کہ بے شک کیے، حضور نے فرمایا پھر تو ان دونوں میں آسمان زمین کا فرق ہو گیا اھ. اس نوع کے قصے کئی لوگوں کے ساتھ پیش آئے. ابوداؤد شریف میں دو صحابہ کا قصہ اسی قسم کا صرف آٹھ دن کے فرق سے ذکر کیا گیا ہے کہ دوسرے صاحب کا انتقال ایک ہفتہ بعد ہوا پھر بھی وہ جنت میں پہلے داخل ہو گئے۔

حقیقت میں ہم لوگوں کو اس کا اندازہ نہیں کہ نماز کتنی قیمتی چیز ہے آخر کوئی تو بات ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں بتلائی ہے۔ حضور کی آنکھ کی ٹھنڈک جو انتہائی محبت کی علامت ہے

معمولی چیز نہیں۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ دو بھائی تھے ان میں سے ایک چالیس روز پہلے انتقال کر گئے دوسرے بھائی کا چالیس روز بعد انتقال ہوا۔ پہلے بھائی زیادہ بزرگ تھے لوگوں نے ان کو بہت بڑھانا شروع کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا دوسرے بھائی مسلمان نہ تھے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ بے شک مسلمان تھے مگر معمولی درجے میں تھے۔ حضور نے ارشاد فرمایا تمھیں کیا معلوم کہ ان چالیس دن کی نمازوں نے ان کو کس درجے تک پہنچا دیا ہے نماز کی مثال ایک میٹھی اور گہری نہر کی سی ہے جو دروازہ پر جاری ہو اور آدمی پانچ دفعہ اس میں نہاتا ہو تو اس کے بدن پر کیا میل رہ سکتا ہے اس کے بعد پھر دوبارہ حضور نے فرمایا تمھیں کیا معلوم کہ اسکی نمازوں نے جو بعد میں پڑھی گئیں اس کو کس درجے تک پہنچا دیا۔ (قال المنذری رواہ ومالکؒ اللفظلہ واحمد باسناد حسن والنسائی وابن خزیمۃ فی صحیحہ)

(۸) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ یُبْعَثُ مُنَادٍ عِنْدَ حَضْرَۃِ کُلِّ صَلٰوۃٍ فَیَقُوْلُ یَا بَنِیْٓ اٰدَمَ قُوْمُوْا فَاَطْفِئُوْا مَا اَوْقَدْتُمْ عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ فَیَقُوْمُوْنَ فَیَتَطَھَّرُوْنَ وَیُصَلُّوْنَ الظُّھْرَ فَیُغْفَرُ لَھُمْ مَا بَیْنَھُمَا فَاِذَا حَضَرَتِ الْعَصْرُ فَمِثْلُ ذٰلِکَ فَاِذَا حَضَرَتِ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب نماز کا وقت آتا ہے تو ایک فرشتہ اعلان کرتا ہے کہ اے آدم کی اولاد اٹھو اور جہنم کی اس آگ کو جسے تم نے (گناہوں کی بدولت) اپنے اوپر جلانا شروع کر دیا ہے بجھاؤ۔ چنانچہ (دیندار لوگ) اٹھتے ہیں وضو کرتے ہیں ظہر کی نماز پڑھتے ہیں

الْمَغْرِبُ فَمِثْلُ ذٰلِكَ فَاِذَا حَضَرَتِ الْعَتَمَۃُ فَمِثْلُ ذٰلِكَ فَيَنَامُوْنَ فَمُدْلِجٌ فِيْ خَيْرٍ وَمُدْلِجٌ فِيْ شَرٍّ۔

رواہ الطبرانی فی الکبیر کذا فی الترغیب۔

جس کی وجہ سے ان کے گناہوں کی (صبح سے ظہر تک کی) مغفرت کر دی جاتی ہے اسی طرح پھر عصر کے وقت پھر مغرب کے وقت پھر عشا کے وقت (غرض ہر نماز کے وقت یہی صورت ہوتی ہے) عشا کے بعد لوگ سونے میں مشغول ہو جاتے ہیں اس کے بعد اندھیرے میں بعض لوگ بُرائیوں (زنا کاری بدکاری، چوری وغیرہ) کی طرف چل دیتے ہیں اور بعض لوگ بھلائیوں (نماز وظیفہ، ذکر وغیرہ) کی طرف چلنے لگتے ہیں۔

ف ۔ حدیث کی کتابوں میں بہت کثرت سے یہ مضمون آیا ہے کہ اللہ جل شانہٗ اپنے لطف سے نماز کی بدولت گناہوں کو معاف فرماتے ہیں اور نماز میں چونکہ استغفار خود موجود ہے جیسا کہ اوپر گذرا اس لیے صغیرہ اور کبیرہ ہر قسم کے گناہ اس میں داخل ہو جاتے ہیں بشرطیکہ دل سے گناہوں پر ندامت ہو۔ خود حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے:۔ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّہَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْہِبْنَ السَّیِّاٰتِ۔ جیسا کہ حدیث ۴ میں گذرا۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ ایک بڑے مشہور صحابی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جب عشا کی نماز ہو لیتی ہے تو تمام آدمی تین جماعتوں میں منقسم ہو جاتے ہیں۔ ایک وہ جماعت ہے جس کے لیے رات نعمت ہے اور کمائی ہے اور

بھلائی ہے یہ وہ حضرات ہیں جو رات کی فرصت کو غنیمت سمجھتے ہیں اور جب لوگ اپنے راحت و آرام اور سونے میں مشغول ہو جاتے ہیں تو یہ لوگ نماز میں مشغول ہو جاتے ہیں ان کی رات ان کے لیے اجر و ثواب بن جاتی ہے۔ دوسری وہ جماعت ہے جس کے لیے رات وبال ہے، عذاب ہے۔ یہ وہ جماعت ہے جو رات کی تنہائی اور فرصت کو غنیمت سمجھتی ہے اور گناہوں میں مشغول ہو جاتی ہے ان کی رات ان پر وبال ہو جاتی ہے۔ تیسری وہ جماعت ہے جو عشا کی نماز پڑھ کر سو جاتی ہے اس کے لیے نہ وبال ہے نہ کمائی نہ کچھ گیا نہ آیا۔ (درمنثور)

(۹) عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اِنِّیْ فَرَضْتُ عَلٰی اُمَّتِکَ خَمْسَ صَلَوٰتٍ وَعَھِدْتُ عِنْدِیْ عَھْدًا اَنَّہٗ مَنْ حَافَظَ عَلَیْھِنَّ لِوَقْتِھِنَّ اَدْخَلْتُہُ الْجَنَّةَ فِیْ عَھْدِیْ وَمَنْ لَّمْ یُحَافِظْ عَلَیْھِنَّ فَلَا عَھْدَ لَہٗ عِنْدِیْ. کذا فی الدر المنثور برواية ابی داود وابن ماجة وفیہ ایضا اخرج مالك ابن ابی شیبة و احمد وابوداؤد والنسائی وابن ماجة وابن حبان والبیھقی عن عبادة بن الصامت فذکر معنی حدیث الباب مرفوعا باطول منہ

حضور کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تمہاری امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور اس کا میں نے عہد کر لیا ہے کہ جو شخص ان پانچوں نمازوں کو ان کے وقت پر ادا کرنے کا اہتمام کرے اس کو اپنی ذمہ داری پر جنت میں داخل کروں گا اور جو ان نمازوں کا اہتمام نہ کرے تو مجھ پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں۔

ف۔ ایک دوسری حدیث میں یہ مضمون اور وضاحت سے آیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں جو شخص ان میں لاپروائی سے کسی قسم کی کوتاہی نہ کرے اچھی طرح وضو کرے اور وقت پر ادا کرے خشوع خضوع سے پڑھے حق تعالیٰ شانہٗ کا عہد ہے کہ اس کو جنت میں ضرور داخل فرمائیں گے۔ اور جو شخص ایسا نہ کرے اللہ تعالیٰ کا کوئی عہد اس سے نہیں چاہے اس کی مغفرت فرمائیں چاہے عذاب دیں۔ کتنی بڑی فضیلت ہے نماز کی کہ اس کے اہتمام سے اللہ کے عہد میں اور ذمہ داری میں آدمی داخل ہوجاتا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی معمولی سا حاکم یا دولتمند کسی شخص کو اطمینان دلادے یا کسی مطالبہ کا ذمہ دار ہوجائے یا کسی قسم کی ضمانت کرلے تو وہ کتنا مطمئن اور خوش ہوتا ہے اور اس حاکم کا کس قدر احسانمند اور گرویدہ بن جاتا ہے۔ یہاں ایک معمولی عبادت پر جس میں کچھ مشقت بھی نہیں ہے مالک الملک دوجہان کا بادشاہ عہد کرتا ہے پھر بھی لوگ اس چیز سے غفلت اور لاپروائی کرتے ہیں اس میں کسی کا کیا نقصان ہے اپنی ہی کم نصیبی اور اپنا ہی ضرر ہے۔

(۱۰) عَنِ ابْنِ سَلْمَانَ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهٗ قَالَ لَمَّا فَتَحْنَا خَيْبَرَ اَخْرَجُوْا غَنَائِمَهُمْ مِنَ الْمَتَاعِ وَالسَّبْيِ فَجَعَلَ النَّاسُ

ایک صحابی فرماتے ہیں کہ ہم لوگ لڑائی میں جب خیبر کو فتح کرچکے تو لوگوں نے اپنے مال غنیمت کو نکالا جس میں متفرق سامان تھا اور قیدی تھے اور خرید فروخت شروع ہوگئی کہ ہر شخص اپنی ضروریات خریدنے لگا، دوسری زائد چیزیں فروخت

يَتَبَايَعُوْنَ غَنَائِمَهُمْ فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ رَبِحْتُ رِبْحًا مَا رَبِحَ الْيَوْمَ مِثْلَهٗ اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ الْوَادِيْ قَالَ وَيْحَكَ وَمَا رَبِحْتَ قَالَ مَا زِلْتُ اَبِيْعُ وَاَبْتَاعُ حَتّٰى رَبِحْتُ ثَلٰثَمِائَةِ اُوْقِيَّةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اُنَبِّئُكَ بِخَيْرِ رَجُلٍ رَبِحَ قَالَ مَا هُوَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ

اخرجہ ابوداؤد وسکت عنہ المنذری۔

کرنے لگا) اتنے میں ایک صحابی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے آج کی اس تجارت میں اس قدر نفع ہوا کہ ساری جماعت میں سے کسی کو بھی اتنا نفع نہیں مل سکا۔ حضور نے تعجب سے پوچھا کہ کتنا کمایا۔ انھوں نے عرض کیا کہ حضور میں سامان خریدتا رہا اور بیچتا رہا جس میں تین سو اوقیہ چاندی نفع میں بچی حضور نے ارشاد فرمایا میں تمھیں بہترین نفع کی چیز بتاؤں؟ انھوں نے عرض کیا حضور ضرور بتاویں۔ ارشاد فرمایا کہ فرض نماز کے بعد دو رکعت نفل۔

ف۔ ایک اوقیہ چالیس درم کا ہوتا ہے اور ایک درم تقریباً چار آنے کا۔ تو اس حساب سے تین ہزار روپیہ ہوا جس کے مقابلہ میں دو جہان کے بادشاہ کا ارشاد ہے کہ یہ کیا نفع ہوا حقیقی نفع وہ ہے جو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہنے والا اور کبھی نہ ختم ہونے والا ہے۔ اگر حقیقت میں ہم لوگوں کے ایمان ایسے ہی ہو جائیں اور دو رکعت نماز کے مقابلہ میں تین ہزار روپے کی وقعت نہ رہے تو پھر واقعی زندگی کا لطف ہے اور حق یہ ہے کہ

نماز ہے ہی ایسی دولت۔ اسی وجہ سے حضورِ اقدس سیّد البشر فخرِ رسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں بتلائی ہے اور وصال کے وقت آخری وصیّت جو فرمائی ہے اس میں نماز کے اہتمام کا حکم فرمایا ہے (کنز العمال) متعدد حدیثوں میں اس کی وصیّت مذکور ہے۔ من جملہ ان کے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آخری وقت میں جب زبانِ مبارک سے پورے لفظ نہیں نکل رہے تھے اس وقت بھی حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز اور غلاموں کے حقوق کی تاکید فرمائی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی یہی نقل کیا گیا کہ آخری کلام حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نماز کی تاکید اور غلاموں کے بارے میں اللہ سے ڈرنے کا حکم تھا۔ (جامع صغیر)

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجد کی طرف ایک مرتبہ جہاد کے لیے لشکر بھیجا جو بہت ہی جلدی واپس لوٹ آیا اور ساتھ ہی بہت سارا مالِ غنیمت لے کر آیا۔ لوگوں کو بڑا تعجب ہوا کہ اتنی ذرا سی مدت میں ایسی بڑی کامیابی اور مال و دولت کے ساتھ واپس آگیا۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں اس سے بھی کم وقت میں اس مال سے بہت زیادہ غنیمت اور دولت کمانے والی جماعت بتاؤں یہ وہ لوگ ہیں جو صبح کی نماز میں جماعت میں شریک ہوں اور آفتاب نکلنے تک اسی جگہ بیٹھے رہیں۔ آفتاب نکلنے کے بعد (جب مکہ وہ وقت جو تقریباً بیس منٹ رہنا ہے نکل جائے) تو دو رکعت (اشراق کی) نماز پڑھیں یہ لوگ بہت تھوڑے سے وقت میں بہت زیادہ دولت کمانے والے ہیں۔

حضرت شفیق بلخی مشہور صوفی اور بزرگ ہیں فرماتے ہیں کہ ہم نے پانچ چیزیں تلاش کیں ان کو پانچ جگہ پایا۔ روزی کی برکت چاشت کی نماز میں ملی اور قبر کی روشنی تہجد کی نماز میں ملی۔ منکر نکیر کے سوال کا جواب طلب کیا تو اس کو قرأت میں پایا اور پل صراط کا سہولت سے پار ہونا روزے اور صدقے میں پایا اور عرش کا سایہ خلوت میں پایا۔ (نزہتہ المجالس)

نماز کے متعلق چالیس حدیثیں

حدیث کی کتابوں میں نماز کے بارے میں بہت سی تاکید اور بہت سے فضائل وارد ہوئے ہیں۔ ان سب کا احاطہ کرنا مشکل ہے۔ تبرکاً چند احادیث کا صرف ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

(۱) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے میری امت پر سب چیزوں سے پہلے نماز فرض کی اور قیامت میں سب سے پہلے نماز ہی کا حساب ہوگا۔ (۲) نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرو، نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ (۳) آدمی کے اور شرک کے درمیان نماز ہی حائل ہے۔ (۴) اسلام کی علامت نماز ہے۔ جو شخص دل کو فارغ کر کے اور اوقات اور مستحبات کی رعایت رکھ کر نماز پڑھے وہ مومن ہے۔ (۵) حق تعالیٰ شانہ نے کوئی چیز ایمان اور نماز سے افضل فرض نہیں کی اگر اس سے افضل کسی اور چیز کو فرض کرتے تو فرشتوں کو اس کا حکم دیتے، فرشتے دن رات کوئی رکوع میں ہے کوئی سجدہ میں۔ (۶) نماز دین کا

ستون ہے۔ (۷) نماز شیطان کا مُنہ کالا کرتی ہے۔ (۸) نماز مومن کا نور ہے۔ (۹) نماز افضل جہاد ہے۔ (۱۰) جب آدمی نماز میں داخل ہوتا ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ اس کی طرف پوری توجہ فرماتے ہیں جب وہ نماز سے ہٹ جاتا ہے تو وہ بھی توجہ ہٹا لیتے ہیں۔ (۱۱) جب کوئی آفت آسمان سے اُترتی ہے تو مسجد کے آباد کرنے والوں سے ہٹ جاتی ہے۔ (۱۲) اگر کسی وجہ سے جہنم میں جاتا ہے تو اس کی آگ سجدہ کی جگہ کو نہیں کھاتی۔ (۱۳) اللہ نے سجدہ کی جگہ کو آگ پر حرام فرما دیا ہے۔ (۱۴) سب سے زیادہ پسندیدہ عمل اللہ کے نزدیک وہ نماز ہے جو وقت پر پڑھی جائے۔ (۱۵) اللہ جل شانہٗ کو آدمی کی ساری حالتوں میں سب سے زیادہ یہ پسند ہے کہ اس کو سجدہ میں پڑا ہوا دیکھیں کہ پیشانی زمین سے رگڑ رہا ہے (۱۶) اللہ جل شانہٗ کے ساتھ آدمی کو سب سے زیادہ قرب سجدہ میں ہوتا ہے۔ (۱۷) جنت کی کنجیاں نماز ہیں (۱۸) جب آدمی نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو جنت کے دروازے کُھل جاتے ہیں اور اللہ جل شانہٗ کے اور اس نمازی کے درمیان کے پردے ہٹ جاتے ہیں جب تک کہ کھانسی وغیرہ میں مشغول نہ ہو۔ (۱۹) نمازی شہنشاہ کا دروازہ کھٹکاتا ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ جو دروازہ کھٹکاتا ہی رہے تو کُھلتا ہی ہے۔ (۲۰) نماز کا مرتبہ دین میں ایسا ہے جیسا کہ سر کا درجہ ہے بدن میں۔ (۲۱) نماز دل کا نور ہے جو اپنے دل کو نورانی بنانا چاہے (نماز کے ذریعہ سے) بنالے۔ (۲۲) جو شخص اچھی طرح وضو کرے اس کے بعد خشوع خضوع سے دو یا چار رکعت نماز فرض یا نفل پڑھ کر اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہے اللہ تعالیٰ شانہٗ معاف فرما دیتے ہیں۔

(۲۳) زمین کے جس حصہ پر نماز کے ذریعہ سے اللہ کی یاد کی جاتی ہے وہ حصہ زمین کے دوسرے ٹکڑوں پر فخر کرتا ہے۔ (۲۴) جو شخص دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا مانگتا ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ وہ دعا قبول فرما لیتے ہیں خواہ فوراً ہو یا کسی مصلحت سے کچھ دیر کے بعد مگر قبول ضرور فرماتے ہیں۔ (۲۵) جو شخص تنہائی میں دو رکعت نماز پڑھے جس کو اللہ اور اس کے فرشتوں کے سوا کوئی نہ دیکھے تو اس کو جہنم کی آگ سے بری ہونے کا پروانہ مل جاتا ہے (۲۶) جو شخص ایک فرض نماز ادا کرے اللہ تعالیٰ شانہٗ کے یہاں ایک مقبول دعا اس کی ہو جاتی ہے۔ (۲۷) جو پانچوں نمازوں کا اہتمام کرتا رہے اُن کے رکوع، سجدے اور وضو وغیرہ کو اہتمام کے ساتھ اچھی طرح سے پورا کرتا رہے جنت اس کے لیے واجب ہو جاتی ہے اور دوزخ اس پر حرام ہو جاتی ہے۔ (۲۸) مسلمان جب تک پانچوں نمازوں کا اہتمام کرتا رہتا ہے شیطان اس سے ڈرتا رہتا ہے، اور جب وہ نمازوں میں کوتاہی کرنے لگتا ہے تو شیطان کو اس پر جرأت ہو جاتی ہے اور اس کے بہکانے کی طمع کرنے لگتا ہے۔ (۲۹) سب سے افضل عمل اوّل وقت نماز پڑھنا ہے۔ (۳۰) نماز ہر متقی کی قربانی ہے۔ (۳۱) اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ نماز کو اوّل وقت پڑھنا ہے۔ (۳۲) صبح کو جو شخص نماز کو جاتا ہے اس کے ہاتھ میں ایمان کا جھنڈا ہوتا ہے اور جو بازار کو جاتا ہے اس کے ہاتھ میں شیطان کا جھنڈا ہوتا ہے۔ (۳۳) ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعتوں کا ثواب ایسا ہے جیسا کہ تہجد کی چار رکعتوں کا۔ (۳۴) ظہر سے پہلے چار رکعتیں تہجد کی چار

رکعتوں کے برابر شمار ہوتی ہیں۔ (۳۵) جب آدمی نماز کو کھڑا ہوتا ہے تو رحمتِ الٰہیہ اس کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے۔ (۳۶) افضل ترین نماز آدھی رات کی ہے مگر اس کے پڑھنے والے بہت ہی کم ہیں۔ (۳۷) میرے پاس حضرت جبرئیل آئے اور کہنے لگے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خواہ کتنا ہی آپ زندہ رہیں آخر ایک دن مرنا ہے اور جس سے چاہے محبت کریں آخر ایک دن اس سے جدا ہونا ہے اور آپ جس قسم کا بھی عمل کریں (بھلا یا برا) اس کا بدلہ ضرور ملے گا۔ اس میں کوئی تردد نہیں کہ مومن کی شرافت تہجد کی نماز ہے اور مومن کی عزت لوگوں سے استغنا ہے۔ (۳۸) اخیر رات کی دو رکعتیں تمام دُنیا سے افضل ہیں۔ اگر مجھے مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا تو اُمت پر فرض کر دیتا۔ (۳۹) تہجد ضرور پڑھا کرو کہ تہجد صالحین کا طریقہ ہے اور اللہ کے قرب کا سبب ہے، تہجد گناہوں سے روکتا ہے اور خطاؤں کی معافی کا ذریعہ ہے۔ اس سے بدن کی تن درستی بھی ہوتی ہے۔ (۴۰) حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے کہ آدم کی اولاد تو دن کے شروع میں چار رکعتوں سے عاجز نہ بن میں تمام دن تیرے کاموں کی کفایت کروں گا۔

حدیث کی کتابوں میں بہت کثرت سے نماز کے فضائل اور ترغیبیں ذکر کی گئی ہیں۔ چالیس کے عدد کی رعایت سے اتنے پر کفایت کی گئی کہ اگر کوئی شخص ان کو حفظ یاد کر لے تو چالیس حدیثیں یاد کرنے کی فضیلت حاصل کرے گا حق یہ ہے کہ نماز ایسی بڑی دولت ہے کہ اس کی قدر وہی کر سکتا ہے جس کو اللہ جل شانہٗ نے اس کا مزا چکھا دیا ہو۔ اسی دولت کی وجہ سے حضور نے

اپنی آنکھ کی ٹھنڈک اس میں فرمائی اور اسی لذت کی وجہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کا اکثر حصہ نماز ہی میں گذار دیتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال کے وقت خاص طور پر نماز کی وصیت فرمائی اور اس کے اہتمام کی تاکید فرمائی۔ متعدد احادیث میں ارشاد نبوی نقل کیا گیا اتقوا اللہ فی الصلوٰۃ نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضور سے نقل کرتے ہیں کہ تمام اعمال میں مجھے نماز سب سے زیادہ محبوب ہے۔

حکایت

ایک صحابی کہتے ہیں کہ میں ایک رات مسجد نبوی پر گذرا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے مجھے بھی شوق ہوا حضور کے پیچھے نیت باندھ لی۔ حضور سورۂ بقرہ پڑھ رہے تھے میں نے خیال کیا کہ سو آیتوں پر رکوع کر دیں گے مگر جب وہ گذر گئیں اور رکوع نہ کیا تو میں نے سوچا کہ دو سو پر رکوع کریں گے مگر وہاں بھی نہ کیا تو مجھے خیال ہوا کہ سورت کے ختم ہی پر کریں گے جب سورت ختم ہوئی تو حضور نے کئی مرتبہ اللھم لک الحمد اللھم لک الحمد پڑھا اور سورۂ آل عمران شروع کر دی۔ میں سوچ میں پڑ گیا آخر میں نے خیال کیا کہ آخر اس کے ختم پر تو رکوع کریں ہی گے حضور نے اس کو ختم فرمایا اور تین مرتبہ اللھم لک الحمد پڑھا اور سورۂ مائدہ شروع کر دی اس کو ختم کر کے رکوع کیا اور رکوع میں سبحان ربی العظیم پڑھتے رہے اور اس کے ساتھ

کچھ اور بھی پڑھتے تھے جو سمجھ میں نہ آیا۔ اس کے بعد اسی طرح سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی بھی پڑھتے رہے اور اس کے ساتھ بھی کچھ پڑھتے تھے۔ اس کے بعد دوسری رکعت میں سورۂ انعام شروع کر دی۔ میں حضور کے ساتھ نماز پڑھنے کی ہمت نہ کر سکا اور مجبور ہو کر چلا آیا پہلی رکعت میں تقریبًا پانچ سیپارے ہوئے اور پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پڑھنا جو نہایت اطمینان سے تجوید اور ترتیل کے ساتھ ایک ایک آیت جدا جدا کر کے پڑھتے تھے۔ ایسی صورت میں کتنی لانبی رکعت ہوئی ہوگی۔ انہی وجوہ سے آپ کے پاؤں پر نماز پڑھتے پڑھتے ورم آجاتا تھا مگر جس چیز کی لذت دل میں اتر جاتی ہے اس میں مشقت اور تکلیف دشوار نہیں رہتی۔

اقوال و حکایات بزرگان دین

ابواسحاق سبیعی مشہور محدث ہیں۔ سو برس کی عمر میں انتقال فرمایا اس پر افسوس کیا کرتے تھے کہ بڑھاپے اور ضعف کی وجہ سے نماز کا لطف جاتا رہا۔ دو رکعتوں میں صرف دو سورتیں سورۂ بقر اور سورۂ آل عمران پڑھی جاتی ہیں زیادہ نہیں پڑھا جاتا۔ (تہذیب التہذیب۔) یہ دو سورتیں بھی پونے چار پارے کی ہیں۔

محمد بن سماک فرماتے ہیں کہ کوفہ میں میرا ایک پڑوسی تھا اس کے ایک لڑکا تھا جو دن کو ہمیشہ روزہ رکھتا اور رات بھر نماز میں اور شوقیہ اشعار میں رہتا وہ سوکھ کر ایسا ہو گیا کہ صرف ہڈی اور چمڑا رہ گیا اس کے والد نے مجھ سے کہا کہ

تم اس کو ذرا سمجھاؤ۔ میں ایک مرتبہ اپنے دروازہ پر بیٹھا ہوا تھا وہ سامنے سے گذرا میں نے اس کو بلایا وہ آیا سلام کر کے بیٹھ گیا میں نے کہنا شروع ہی کیا تھا کہ وہ کہنے لگا چچا شاید آپ محنت کی کمی کا مشورہ دیں گے۔ چچا جان میں نے اس محلہ کے چند لڑکوں کے ساتھ یہ طے کیا تھا کہ دیکھیں کون شخص عبادت میں زیادہ کوشش کرے انھوں نے کوشش اور محنت کی اور اللہ تعالیٰ کی طرف بلا لیے گئے جب وہ بلائے گئے تو بڑی خوشی اور سرور کے ساتھ گئے۔ ان میں سے میرے سوا کوئی باقی نہیں رہا۔ میرا عمل دن میں دوبار ان پر ظاہر ہوتا ہوگا وہ کیا کہیں گے جب اس میں کوتاہی پائیں گے۔ چچا جان ان نوجوانوں نے بڑے بڑے مجاہدے کیے ان کی محنتیں اور مجاہدے بیان کرنے لگا جن کو سن کر ہم لوگ متحیر رہ گئے۔ اس کے بعد وہ لڑکا اٹھ کر چلا گیا تیسرے دن ہم نے سنا کہ وہ بھی رخصت ہو گیا۔ رحمۃ اللہ رحمۃً واسعۃ۔ (نزہۃ)

اب بھی اس گئے گزرے زمانے میں اللہ کے بندے ایسے دیکھے جاتے ہیں جو رات کا اکثر حصہ نماز میں گذار دیتے ہیں اور دن میں دین کے دوسرے کاموں تبلیغ و تعلیم میں منہمک رہتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی سے کون شخص پاکستان میں ناواقف ہوگا ان کے ایک خلیفہ مولانا عبدالواحد لاہوریؒ نے ایک دن ارشاد فرمایا کہ کیا جنت میں نماز نہ ہوگی؟ کسی نے عرض کیا حضرت جنت میں نماز کیوں ہو وہ تو اعمال کے بدلے کی جگہ ہے نہ کہ عمل کرنے کی۔ اس پر ایک آہ کھینچی اور رونے لگے اور فرمایا کہ بغیر نماز کے جنت میں کیوں کر گذرے گی۔ ایسے ہی لوگوں سے دنیا قائم ہے اور زندگی کو وصول کرنے والی

حقیقت میں یہی مبارک ہستیاں ہیں۔ اللہ جل شانہٗ اپنے لطف اور اپنے پر مرمٹنے والوں کے طفیل اس رُوسیاہ کو بھی نواز دے تو اس کے لطف عام سے کیا بعید ہے۔ ایک پُر لطف قصہ پر اس فصل کو ختم کرتا ہوں۔

حکایت

حافظ ابن حجر نے منبہات میں لکھا ہے ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے دنیا میں تین چیزیں محبوب ہیں خوشبو، عورتیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ حضور کے پاس چند صحابہ تشریف فرما تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا آپ نے سچ فرمایا اور مجھے تین چیزیں محبوب ہیں آپ کے چہرے کا دیکھنا، اپنے مال کو آپ پر خرچ کرنا اور یہ کہ میری بیٹی آپ کے نکاح میں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا سچ ہے اور مجھے تین چیزیں محبوب ہیں امر بالمعروف نہی عن المنکر (اچھے کاموں کا حکم کرنا اور بُری باتوں سے روکنا) اور پُرانا کپڑا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ نے سچ کہا اور مجھے تین چیزیں محبوب ہیں بھوکوں کو کھلانا، ننگوں کو کپڑا پہنانا اور قرآن پاک کی تلاوت کرنا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرمایا آپ نے سچ فرمایا اور مجھے تین چیزیں پسند ہیں مہمان کی خدمت، گرمی کا روزہ اور دشمن پر تلوار۔ اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا کہ مجھے حق تعالیٰ شانہٗ نے بھیجا ہے۔ اور فرمایا کہ اگر میں (یعنی جبرئیل) دنیا والوں میں ہوتا تو بتاؤں مجھے کیا پسند ہوتا۔ حضور نے ارشاد فرمایا بتاؤ، عرض کیا بھولے ہوؤں کو راستہ بتانا،

غریب عبادت کرنے والوں سے محبت رکھنا اور عیال دار مفلسوں کی مدد کرنا اور اللہ جل جلالہ کو بندوں کی تین چیزیں پسند ہیں۔ (اللہ کی راہ) میں طاقت کا خرچ کرنا (مال سے ہو یا جان سے) اور (گناہ پر) ندامت کے وقت رونا اور فاقہ پر صبر کرنا۔

حافظ ابن قیم زاد المعاد میں تحریر فرماتے ہیں کہ نماز روزی کو کھینچنے والی ہے صحت کی محافظ ہے، بیماریوں کو دفع کرنے والی ہے، دل کو تقویت پہنچاتی ہے، چہرہ کو خوبصورت اور منور کرتی ہے، جان کو فرحت پہنچاتی ہے۔ اعضا میں نشاط پیدا کرتی ہے، کاہلی کو دفع کرتی ہے، شرح صدر کا سبب ہے، روح کی غذا ہے دل کو منور کرتی ہے، اللہ کے انعام کی محافظ ہے اور عذاب الٰہی سے حفاظت کا سبب ہے، شیطان کو دور کرتی ہے اور رحمٰن سے قرب پیدا کرتی ہے غرض روح اور بدن کی صحت کی حفاظت میں اس کو خاص دخل ہے اور دونوں چیزوں میں اس کی عجیب تاثیر ہے نیز دنیا اور آخرت کی مضرتوں کے دور کرنے میں اور دونوں جہان کے منافع پیدا کرنے میں اس کو بہت خصوصیت ہے۔

دوسری فصل

نماز کے چھوڑنے پر جو وعید اور عتاب حدیث میں آیا ہے اُس کا بیان

حدیث کی کتابوں میں نماز نہ پڑھنے پر بہت سخت سخت عذاب ذکر کیے گئے ہیں۔ نمونہ کے طور پر چند حدیثیں ذکر کی جاتی ہیں۔ سچی خبر دینے والے کا ایک ارشاد بھی

سمجھدار کے لیے کافی تھا مگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفقت کے قربان کہ آپ نے کئی کئی طرح سے اور بار بار اس چیز کی طرف متوجہ فرمایا کہ ان کے نام لیوا ان کی اُمت کہیں اس میں کوتاہی نہ کرنے لگے۔ پھر افسوس ہے ہمارے حال پر کہ ہم حضور کے اس اہتمام کے باوجود نماز کا اہتمام نہیں کرتے اور بے غیرتی اور بے حیائی سے اپنے کو اُمتی اور متبع رسول اور اسلام کا دھنی بھی سمجھتے ہیں۔

(۱) عن جابر بن عبداللّٰہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بین الرَّجُلِ وَبَیْنَ الْکُفْرِ تَرْکُ الصَّلٰوۃِ رواہ احمد ومسلم وقال بَیْنَ الرَّجُلِ وَبَیْنَ الشِّرْکِ وَالْکُفْرِ تَرْکُ الصَّلٰوۃِ وابوداؤد والنسائی ولفظہ لَیْسَ بَیْنَ الْعَبْدِ وَبَیْنَ الْکُفْرِ اِلَّا تَرْکُ الصَّلٰوۃِ والترمذی ولفظہٗ قَالَ بَیْنَ الْکُفْرِ وَالْاِیْمَانِ تَرْکُ الصَّلٰوۃِ وابن ماجۃ ولفظہٗ قال بَیْنَ الْعَبْدِ وَبَیْنَ الْکُفْرِ تَرْکُ الصَّلٰوۃِ کذا فی الترغیب للمنذری وقال السیوطی فی الدر حدیث جابر اخرجہ ابن شیبۃ واحمد وابوداؤد والترمذی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نماز چھوڑنا آدمی کو کفر سے ملا دیتا ہے۔

ایک جگہ ارشاد ہے کہ بندہ کو اور کفر کو ملانے والی چیز صرف نماز چھوڑنا ہے۔

ایک جگہ ارشاد ہے کہ ایمان اور کفر کے درمیان نماز چھوڑنے کا فرق ہے۔

وصححہ والنسائی وابن ماجۃ وابن
حبان والحاکم وصححہ عن بریدۃ
مرفوعًا العھد الذی بیننا وبینھم
الصلوٰۃ فمن ترکھا فقد کفر۔

ف۔ اس قسم کا مضمون اور بھی کئی حدیثوں میں آیا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ ابر کے دن نماز جلدی پڑھا کرو کیونکہ نماز چھوڑنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ یعنی کہیں ایسا نہ ہو کہ ابر کی وجہ سے وقت کا پتہ نہ چلے اور نماز قضا ہو جائے۔ اس کو بھی نماز کا چھوڑنا ارشاد فرمایا۔ کتنی سخت بات ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے چھوڑنے والے پر کفر کا حکم لگاتے ہیں۔ گو علماء نے اس حدیث کو انکار کے ساتھ مقیّد فرمایا ہے مگر حضور کے ارشاد کی فکر اتنی سخت چیز ہے کہ جس کے دل میں ذرا بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وقعت اور حضور کے ارشاد کی اہمیت ہو گی اس کے لیے یہ ارشادات نہایت سخت ہیں۔ اس کے علاوہ بڑے بڑے صحابہ جیسا کہ حضرت عمرؓ، حضرت عبد اللہ بن مسعود حضرت عبد اللہ بن عباس وغیرہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا مذہب یہی ہے کہ بلا عذر جان کر نماز چھوڑنے والا کافر ہے۔ ائمہ میں سے حضرت امام احمد بن حنبل، اسحٰق بن راہویہ، ابن مبارک کا بھی یہی مذہب نقل کیا جاتا ہے۔
اللّٰھم احفظنا (ترغیب)

(۲) عن عبادۃ بن الصامت قال
اوصانی خلیلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عبادہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے محبوب
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

بِسَبْعِ خِصَالٍ فَقَالَ لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّاِنْ قُطِّعْتُمْ اَوْ حُرِّقْتُمْ اَوْ صُلِّبْتُمْ وَلَا تَتْرُكُوا الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدِيْنَ فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْمِلَّةِ وَلَا تَرْكَبُوا الْمَعْصِيَةَ فَاِنَّهَا سَخَطُ اللّٰهِ وَلَا تَشْرَبُوا الْخَمْرَ فَاِنَّهَا رَأْسُ الْخَطَايَا كُلِّهَا الحديث رواه الطبرانی ومحمد بن نصر فی کتاب الصلوة باسنادین لاباس بهما کذا فی الترغیب وهکذا ذکره السیوطی فی الدر المنثور وعزاه الیهما وفی المشکوة بروایة ابن ماجة عن ابی الدرداء نحوه۔

سات نصیحتیں کیں جن میں سے چار یہ ہیں۔ اوّل[1] یہ کہ اللہ کا شریک کسی کو نہ بناؤ چاہے تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں یا تم جلا دیے جاؤ یا سُولی چڑھا دیے جاؤ دوسرے[2] یہ کہ جان کر نماز نہ چھوڑو۔ جو جان بوجھ کر نماز چھوڑ دے وہ مذہب سے نکل جاتا ہے۔ تیسری[3] یہ کہ اللہ کی نافرمانی نہ کرو کہ اس سے حق تعالے ناراض ہو جاتے ہیں۔ چوتھی[4] یہ کہ شراب نہ پیو کہ وہ ساری خطاؤں کی جڑ ہے۔

⁂ ⁂ ⁂ ⁂

ف - ایک دوسری حدیث میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بھی اس قسم کا مضمون فرماتے ہیں کہ مجھے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصیّت فرمائی کہ اللہ کا شریک کسی کو نہ کرنا خواہ تیرے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں یا آگ میں جلا دیا جائے۔ دوسری نماز جان کر نہ چھوڑنا جو شخص جان بوجھ کر نماز چھوڑتا ہے اس سے اللہ تعالیٰ شانہٗ بری الذمہ ہیں۔ تیسری شراب نہ پینا کہ ہر بُرائی کی کُنجی ہے۔

(۳۳) عن معاذ بن جبلؓ قال اوصانی

حضرت معاذ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعشر کلمات قال لا تشرک باللہ شیئا وان قتلت وحرقت ولا تعقن والدیک وان امراک ان تخرج من اھلک ومالک ولا تترکن صلوۃ مکتوبۃ متعمدا فان من ترک صلوۃ مکتوبۃ متعمدا فقد برئت منہ ذمۃ اللہ ولا تشربن خمرا فانہ راس کل فاحشۃ وایاک والمعصیۃ فان بالمعصیۃ حل سخط اللہ وایاک والفرار من الزحف وان ھلک الناس وان اصاب الناس موت فاثبت وانفق علی اھلک من طولک ولا ترفع عنھم عصاک ادبا واخفھم فی اللہ رواہ احمد والطبرانی فی الکبیر واسناد احمد صحیح لو سلم من الانقطاع فان عبد الرحمن ابن جبیر لم یسمع من معاذ کذا فی الترغیب ابہما عزاہ السیوطی فی الدر

کہ مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دس باتوں کی وصیت فرمائی۔ (۱) یہ کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا گو تو قتل کر دیا جائے یا جلا دیا جائے (۲) والدین کی نافرمانی نہ کرنا گو وہ تجھے اس کا حکم کریں کہ بیوی کو چھوڑ دے یا سارا مال خرچ کر دے۔ (۳) فرض نماز جان کر نہ چھوڑنا۔ جو شخص فرض نماز جان کر چھوڑ دیتا ہے اللہ کا ذمہ اس سے بری ہے۔ (۴) شراب نہ پینا کہ یہ ہر برائی اور فحش کی جڑ ہے (۵) اللہ کی نافرمانی نہ کرنا کہ اس سے اللہ تعالے کا غضب اور قہر نازل ہوتا ہے۔ (۶) لڑائی میں نہ بھاگنا چاہے سب ساتھی مر جائیں۔ (۷) اگر کسی جگہ وبا پھیل جائے (جیسے طاعون وغیرہ) تو وہاں سے نہ بھاگنا۔ (۸) اپنے گھر والوں پر خرچ کرنا۔ (۹) تنبیہ کے واسطے ان پر سے لکڑی نہ ہٹانا۔ (۱۰) اللہ تعالیٰ سے ان کو ڈراتے رہنا

عن امیمۃ مولاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت کنت اَصُبُّ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضوءہ فدخل رَجُلٌ فقال اَوْصِنِیْ فَقَالَ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّاِنْ قُطِعْتَ اَوْحُرِّقْتَ وَلَا تَعْصِ وَالِدَیْكَ وَاِنْ اَمَرَاكَ اَنْ تَخَلّٰی مِنْ اَھْلِكَ وَدُنْیَاكَ فَتَخَلَّہٗ وَلَا تَشْرَبَنَّ خَمْرًا فَاِنَّہٗ مِفْتَاحُ کُلِّ شَرٍّ وَلَا تَتْرُکَنَّ صَلٰوۃً مُّتَعَمِّدًا فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْہُ ذِمَّۃُ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ۔

ف - لکڑی نہ ہٹانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس سے بے فکر نہ ہوں کہ باپ تنبیہ نہیں کرتا اور مارتا نہیں جو چاہے کرتے رہو۔ بلکہ ان کو حدودِ شرعیہ کے تحت میں کبھی کبھی مارتے رہنا چاہیے کہ بغیر مار کے اکثر تنبیہ نہیں ہوتی۔ آج کل اولاد کو شروع میں تو محبت کے جوش میں تنبیہ نہیں کی جاتی۔ جب وہ بری عادتوں میں پختہ ہو جاتے ہیں تو پھر روتے پھرتے ہیں۔ حالانکہ یہ اولاد کے ساتھ محبت نہیں سخت دشمنی ہے کہ اس کو بری باتوں سے روکا نہ جائے اور مار پیٹ کو محبت کے خلاف سمجھا جائے۔ کون سمجھدار اس کو

گوارا کر سکتا ہے کہ اولاد کے پھوڑے پھنسی کو بڑھایا جائے اور اس وجہ سے کہ نشتر لگانے سے زخم اور تکلیف ہوگی عمل جراحی نہ کرایا جائے۔ بلکہ لاکھ بچہ روئے منہ بنائے، بھاگے بہر حال نشتر لگانا ہی پڑتا ہے۔ بہت سی حدیثوں میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ بچہ کو سات برس کی عمر میں نماز کا حکم کرو اور دس برس کی عمر میں نماز نہ پڑھنے پر مارو (دُر) حضرت عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ بچوں کی نماز کی نگرانی کیا کرو اور اچھی باتوں کی ان کو عادت ڈالو۔ حضرت لقمان حکیم کا ارشاد ہے کہ باپ کی مار اولاد کے لیے ایسی ہے جیسا کہ کھیتی کے لیے پانی۔ (درمنثور) حضور کا ارشاد ہے کہ کوئی شخص اپنی اولاد کو تنبیہ کرے یہ ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔ (جامع صغیر) ایک صاع تقریباً ساڑھے تین سیر غلہ کا ہوتا ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس شخص پر رحمت کرے جو گھر والوں کو تنبیہ کے واسطے گھر میں کوڑا لٹکائے رکھے۔ (جامع صغیر) ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ کوئی باپ اپنی اولاد کو اس سے افضل عطیہ نہیں دے سکتا کہ اس کو اچھا طریقہ تعلیم کرے۔ (جامع صغیر)

(۴) عَنْ نَوْفَلِ بْنِ مُعٰوِيَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ فَاتَتْهُ صَلٰوةٌ فَكَاَنَّمَا وُتِرَ اَهْلَهٗ وَمَالَهٗ رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ فِيْ صَحِيْحِهٖ كَذَا فِي التَّرْغِيْبِ وَزَادَ السُّيُوْطِيُّ فِي الدُّرِّ وَالنَّسَائِيُّ اَيْضًا قُلْتُ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ فِيْ مُسْنَدِهٖ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس شخص کی ایک نماز بھی فوت ہوگئی وہ ایسا ہے کہ گویا اس کے گھر کے لوگ اور مال و دولت سب چھین لیا گیا ہو۔

ف۔ نماز کا ضائع کرنا اکثر یا بال بچوں کی وجہ سے ہوتا ہے کہ ان کی خیر خبر میں مشغول رہے یا مال و دولت کمانے کے لالچ میں ضائع کی جاتی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نماز کا ضائع کرنا انجام کے اعتبار سے ایسا ہی ہے گویا بال بچے اور مال و دولت سب ہی چھین لیا گیا اور اکیلا کھڑا رہ گیا۔ یعنی جتنا خسارہ اور نقصان اس حالت میں ہے اتنا ہی نماز کے چھوڑنے میں ہے۔ یا جس قدر رنج و صدمہ اس حالت میں ہو اتنا ہی نماز کے چھوٹنے میں ہونا چاہیے۔ اگر کسی شخص سے کوئی معتبر آدمی یہ کہدے اور اسے یقین آجائے کہ فلاں راستہ لٹتا ہے اور جو رات کو اس راستہ سے جاتا ہے تو ڈاکو اس کو قتل کر دیتے ہیں اور مال چھین لیتے ہیں۔ تو کون بہادر ہے کہ اس راستہ سے رات کو چلے۔ رات تو درکنار دن کو بھی مشکل سے اس راستہ کو چلے گا مگر اللہ کے سچے رسول کا یہ پاک ارشاد ایک دو نہیں کئی کئی حدیثوں میں وارد ہوا ہے اور ہم مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے ہونے کا دعوے بھی جھوٹی زبانوں سے کرتے ہیں مگر اس پاک ارشاد کا ہم پر اثر کیا ہے ہر شخص کو معلوم ہے۔

(۵) عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ جَمَعَ بَيْنَ صَلٰوتَيْنِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَقَدْ اَتٰى بَابًا مِنْ اَبْوَابِ الْكَبَائِرِ۔ رواہ الحاکم و قال حنش ھو ابن قیس ثقۃ وقال

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص دو نمازوں کو بلا کسی عذر کے ایک وقت میں پڑھے وہ کبیرہ گناہوں کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر پہنچ گیا۔

الحافظ بل واہ بمرۃ لا نعلم احدًا و
ثقہ غیر حصین بن نمیر کذا فی الترغیب
زاد السیوطی فی الدر الترمذی ایضًا
وذکر فی اللآلی لہ شواھد وکذا
فی التعقبات وقال الحدیث
اخرجہ الترمذی وقال حنش
ضعیف ضعفہ احمد وغیرہ
والعمل علی ھذا عند اھل العلم
فاشار بذلک الی ان الحدیث
اعتضد بقول اھل العلم وقد
صرح غیر واحد بان من دلیل
صحۃ الحدیث قول اھل العلم
بہ وان لم یکن لہ اسناد یعتمد
علی مثلہ۔ اھ۔

ف حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین چیزیں میں تاخیر نہ کر۔ ایک نماز جب اس کا وقت ہوجائے۔ دوسری، جنازہ جب تیار ہو جائے۔ تیسری، بے نکاحی عورت جب اس کے جوڑ کا خاوند مل جائے (یعنی فوراً نکاح کر دینا) بہت سے لوگ جو اپنے کو دیندار بھی سمجھتے ہیں اور گویا نماز کے پابند بھی سمجھے جاتے ہیں وہ کئی

کئی نمازیں معمولی بہانہ سے سفر کا ہو، دُکان کا ہو، ملازمت کا ہو گھر آ کر اکٹھی ہی پڑھ لیتے ہیں۔ یہ گناہ کبیرہ ہے کہ بلا کسی عذر بیماری وغیرہ کے نماز کو اپنے وقت پر نہ پڑھا جاوے اگرچہ بالکل نماز نہ پڑھنے کے برابر گناہ نہ ہو لیکن بے وقت پڑھنے کا بھی سخت گناہ ہے اس سے خلاصی نہ ہوئی۔

(۷) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ وَعَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ ذَکَرَ الصَّلٰوۃَ یَوْمًا فَقَالَ مَنْ حَافَظَ عَلَیْھَا کَانَتْ لَہٗ نُوْرًا وَّبُرْھَانًا وَّنَجَاۃً یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَمَنْ لَّمْ یُحَافِظْ عَلَیْھَا لَمْ یَکُنْ لَّہٗ نُوْرٌ وَّلَا بُرْھَانٌ وَّلَا نَجَاۃٌ وَّکَانَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مَعَ فِرْعَوْنَ وَھَامَانَ وَاُبَیِّ بْنِ خَلَفٍ۔

اخرجہ احمد وابن حبان والطبرانی کذا فی الدر المنثور للسیوطی و قال الھیثمی رواہ احمد والطبرانی فی الکبیر والاوسط و رجال احمد ثقات وقال ابن حجر فی الزواجر اخرجہ احمد بسند جید وزاد فیہ قارون ایضاً

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا ذکر فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز کا اہتمام کرے تو نماز اس کے لیے قیامت کے دن نور ہوگی اور حساب پیش ہونے کے وقت حجت ہوگی اور نجات کا سبب ہوگی۔ اور جو شخص نماز کا اہتمام نہ کرے اس کے لیے قیامت کے دن نہ نور ہوگا اور نہ اس کے پاس کوئی حجت ہوگی اور نہ نجات کا کوئی ذریعہ۔ اس کا حشر فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

مع فرعون وغیرہ وکنز ازادہ فی
منتخب الکنز بروایۃ ابن نصر
والمشکوٰۃ ایضا بروایۃ احمد
والدارمی والبیھقی فی الشعب
وابن القیم فی کتاب الصلوٰۃ۔

ف۔ فرعون کو تو ہر شخص جانتا ہے کہ کس درجہ کا کافر تھا حتیٰ کہ خدائی کا دعویٰ کیا تھا اور ہامان اس کے وزیر کا نام ہے۔ اور ابی بن خلف مکہ کے مشرکین میں سے بڑا سخت دشمن اسلام تھا۔ ہجرت سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کرتا تھا کہ میں نے ایک گھوڑا پالا ہے اس کو بہت کچھ کھلاتا ہوں اس پر سوار ہو کر (نعوذ باللہ) تم کو قتل کروں گا حضورؐ نے ایک مرتبہ اس سے فرمایا تھا کہ انشاء اللہ میں ہی تجھ کو قتل کروں گا۔ اُحد کی لڑائی میں وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرتا پھرتا تھا اور کہتا تھا کہ اگر وہ آج بچ گئے تو میری خیر نہیں۔ چنانچہ حملہ کے ارادہ سے وہ حضورؐ کے قریب پہنچ گیا۔ صحابہ نے ارادہ بھی فرمایا کہ دور ہی سے اس کو نمٹا دیں حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ آنے دو جب وہ قریب ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کے ہاتھ میں سے برچھا لے کر اس کے مارا جو اس کی گردن پر لگا اور ہلکا سا خراش اس کی گردن پر آگیا مگر اس کی وجہ سے گھوڑے سے لڑھکتا ہوا گرا اور کئی مرتبہ گرا اور بھاگتا ہوا اپنے لشکر میں پہنچ گیا اور چلاتا تھا کہ خدا کی قسم مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے قتل کر دیا۔ کفار نے اس کو

اطمینان دلایا کہ معمولی خراش ہے کوئی فکر کی بات نہیں۔ مگر وہ کہتا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مکہ میں کہا تھا کہ میں تجھ کو قتل کروں گا۔ خدا کی قسم اگر وہ مجھ پر تھوک بھی دیتے تو میں مرجاتا۔ لکھتے ہیں کہ اس کے چلّانے کی آواز ایسی ہو گئی تھی جیسے کہ بیل کی ہوتی ہے۔ ابو سفیان نے جو اس لڑائی میں بڑے زوروں پر تھا اس کو شرم دلائی کہ اس ذرا سی خراش سے اتنا چلّاتا ہے۔ اس نے کہا تجھے خبر بھی ہے کہ یہ کس نے ماری ہے، یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مار ہے۔ مجھے اس سے جس قدر تکلیف ہو رہی ہے لات اور عُزّیٰ (دو مشہور بتوں کے نام ہیں) کی قسم اگر یہ تکلیف سارے حجاز والوں کو تقسیم کر دی جائے تو سب ہلاک ہو جائیں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھ سے مکہ میں کہا تھا کہ میں تجھ کو قتل کروں گا میں نے اُسی وقت سمجھ لیا تھا کہ میں ان کے ہاتھ سے ضرور مارا جاؤں گا، میں ان سے چھوٹ نہیں سکتا اگر وہ اس کہنے کے بعد مجھ پر تھوک بھی دیتے تو میں اس سے بھی مرجاتا۔ چنانچہ مکہ مکرمہ پہنچنے سے ایک دن پہلے وہ راستہ ہی میں مر گیا۔ (خمیس)

ہم مسلمانوں کے لیے نہایت غیرت اور عبرت کا مقام ہے کہ ایک کافر پکّے کافر اور سخت دشمن کو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے سچا ہونے کا اس قدر یقین ہو کہ اس کو اپنے مارے جانے میں ذرا بھی تردد یا شک نہ تھا لیکن ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی ماننے کے باوجود، حضورؐ کو سچا ماننے کے باوجود، حضورؐ کے ارشادات کو یقینی کہنے کے باوجود، حضورؐ کے ساتھ محبت کے دعوے کے باوجود، حضورؐ کی اُمّت میں ہونے پر فخر کے باوجود

کتنے ارشادات پر عمل کرتے ہیں اور جن چیزوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عذاب بتائے ہیں ان سے کتنا ڈرتے ہیں کتنا کانپتے ہیں۔ یہ ہر شخص کے اپنے ہی گریبان میں منہ ڈال کر دیکھنے کی بات ہے۔ کوئی دوسرا کسی کے متعلق کیا کہہ سکتا ہے۔ ابن حجرؒ نے کتاب الزواجر میں قارون کا بھی فرعون وغیرہ کے ساتھ ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ ان کے ساتھ حشر ہونے کی یہ وجہ ہے کہ اکثر انہی وُجوہ سے نماز میں سُستی ہوتی ہے جو ان لوگوں میں پائی جاتی تھیں پس اگر اس کی وجہ مال و دولت کی کثرت ہے تو قارون کے ساتھ حشر ہوگا اور اگر حکومت و سلطنت ہے تو فرعون کے ساتھ اور وزارت (یعنی ملازمت یا مصاحبت) ہے تو ہامان کے ساتھ اور تجارت ہے تو ابی بن خلف کے ساتھ اور جب ان لوگوں کے ساتھ اس کا حشر ہوگیا تو پھر جس قسم کے بھی عذاب احادیث میں وارد ہوئے خواہ وہ حدیثیں متکلم فیہ ہوں ان میں کوئی اشکال نہیں رہا کہ جہنم کے عذاب سخت سے سخت ہیں البتہ یہ ضرور ہے کہ اس کو اپنے ایمان کی وجہ سے ایک نہ ایک دن ان سے خلاصی ہو جائے گی اور وہ لوگ ہمیشہ کے لیے اس میں رہیں گے۔ لیکن خلاصی ہونے تک کا زمانہ کیا کچھ ہنسی کھیل ہے نہ معلوم کتنے ہزار برس ہوں گے۔

(۷) قَالَ بَعْضُهُمْ وَرَدَ فِي الْحَدِيْثِ اَنَّ مَنْ حَافَظَ عَلَى الصَّلٰوةِ اَكْرَمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِخَمْسِ خِصَالٍ يُرْفَعُ عَنْهُ ضِيْقُ الْعَيْشِ وَعَذَابُ الْقَبْرِ

ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص نماز کا اہتمام کرتا ہے حق تعالیٰ شانہ پانچ طرح سے اس کا اکرام و اعزاز فرماتے ہیں۔ ایک یہ کہ اس پر سے رزق کی تنگی ہٹا دی

وَيُعْطِيهِ اللّٰهُ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ وَيَمُرُّ عَلَى الصِّرَاطِ كَالْبَرْقِ وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ، وَمَنْ تَهَاوَنَ عَنِ الصَّلٰوةِ عَاقَبَهُ اللّٰهُ بِخَمْسَةَ عَشَرَ عُقُوبَةً خَمْسَةٍ فِي الدُّنْيَا وَثَلٰثَةٍ عِنْدَ الْمَوْتِ وَثَلٰثٍ فِي قَبْرِهٖ وَثَلٰثٍ عِنْدَ خُرُوْجِهٖ مِنَ الْقَبْرِ فَاَمَّا اللَّوَاتِي فِي الدُّنْيَا فَالْاُوْلٰى تُنْزَعُ الْبَرَكَةُ مِنْ عُمُرِهٖ وَالثَّانِيَةُ تُمْحٰى سِيْمَاءُ الصَّالِحِيْنَ مِنْ وَجْهِهٖ وَالثَّالِثَةُ كُلُّ عَمَلٍ يَعْمَلُهُ لَا يَاْجُرُهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَالرَّابِعَةُ لَا يُرْفَعُ لَهُ دُعَاءٌ اِلَى السَّمَاءِ وَالْخَامِسَةُ لَمْ يَكُنْ لَهُ حَقٌّ فِي دُعَاءِ الصَّالِحِيْنَ وَاَمَّا الَّتِي تُصِيْبُهُ عِنْدَ الْمَوْتِ فَاِنَّهُ يَمُوْتُ ذَلِيْلًا وَالثَّانِيَةُ يَمُوْتُ جُوْعًا وَالثَّالِثَةُ يَمُوْتُ عَطْشَانًا وَلَوْ سُقِيَ بِحَارُ الدُّنْيَا مَا رَوِيَ مِنْ عَطْشِهٖ وَاَمَّا الَّتِي

جاتی ہے۔ دوسرے یہ کہ عذاب قبر ہٹا دیا جاتا ہے۔ تیسرے یہ کہ قیامت کو اس کے اعمال نامے دائیں ہاتھ میں دیے جائیں گے (جن کا حال سورہ الحاقہ میں مفصل مذکور ہے کہ جن لوگوں کے نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دیے جائیں گے وہ نہایت خوش و خرم ہر شخص کو دکھاتے پھریں گے) اور چوتھے یہ کہ پل صراط پر سے بجلی کی طرح گذر جائیں گے۔ پانچویں یہ کہ حساب سے محفوظ رہیں گے۔ اور جو شخص نماز میں سستی کرتا ہے اس کو پندرہ طریقے سے عذاب ہوتا ہے۔ پانچ طرح دنیا میں اور تین طرح سے موت کے وقت اور تین طرح قبر میں اور تین طرح قبر سے نکلنے کے بعد۔ دنیا کے پانچ تو یہ ہیں اول یہ کہ اس کی زندگی میں برکت نہیں رہتی دوسرے یہ کہ صلحاء کا نور اس کے چہرے سے ہٹا دیا جاتا ہے۔ تیسرے یہ کہ اس کے نیک کاموں کا اجر ہٹا دیا جاتا ہے

تُصِيبُهُ فِي قَبْرِهِ فَالْأُولٰى يَضِيقُ
عَلَيْهِ الْقَبْرُ حَتّٰى تَخْتَلِفَ أَضْلَاعُهُ
وَالثَّانِيَةُ يُوقَدُ عَلَيْهِ الْقَبْرُ نَارًا
فَيَتَقَلَّبُ عَلَى الْجَمْرِ لَيْلًا وَّنَهَارًا
وَالثَّالِثَةُ يُسَلَّطُ عَلَيْهِ فِي قَبْرِهٖ
ثُعْبَانٌ اِسْمُهُ الشُّجَاعُ الْأَقْرَعُ
عَيْنَاهُ مِنْ نَّارٍ وَّاَظْفَارُهٗ مِنْ
حَدِيْدٍ طُوْلُ كُلِّ ظُفْرٍ مَسِيْرَةُ
يَوْمٍ يُكَلِّمُ الْمَيِّتَ فَيَقُوْلُ اَنَا
الشُّجَاعُ الْاَقْرَعُ وَصَوْتُهٗ مِثْلُ
الرَّعْدِ الْقَاصِفِ يَقُوْلُ اَمَرَنِيْ
رَبِّيْ اَنْ اَضْرِبَكَ عَلٰى تَضْيِيْعِ
صَلٰوةِ الصُّبْحِ اِلٰى بَعْدِ طُلُوْعِ
الشَّمْسِ وَاَضْرِبُكَ عَلٰى تَضْيِيْعِ
صَلٰوةِ الظُّهْرِ اِلَى الْعَصْرِ وَاَضْرِبُكَ
عَلٰى تَضْيِيْعِ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلَى الْمَغْرِبِ
وَاَضْرِبُكَ عَلٰى تَضْيِيْعِ صَلٰوةِ
الْمَغْرِبِ اِلَى الْعِشَاءِ وَاَضْرِبُكَ
عَلٰى تَضْيِيْعِ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ اِلَى الْفَجْرِ

چوتھے اس کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں
پانچویں یہ کہ نیک بندوں کی دعاؤں
میں اس کا استحقاق نہیں رہتا اور موت
کے وقت کے تین عذاب یہ ہیں کہ اول
ذلّت سے مرتا ہے دوسرے یہ کہ بھوکا
مرتا ہے، تیسرے پیاس کی شدّت میں
موت آتی ہے اگر سمندر بھی پی لے تو
پیاس نہیں بجھتی۔ قبر کے تین عذاب یہ
ہیں۔ اوّل اُس پر قبر اتنی تنگ ہو جاتی
ہے کہ پسلیاں ایک دوسرے میں گھس
جاتی ہیں۔ دوسرے قبر میں آگ جلادی
جاتی ہے۔ تیسرے قبر میں ایک سانپ
اُس پر ایسی شکل کا مسلّط ہوتا ہے۔
جس کی آنکھیں آگ کی ہوتی ہیں اور
ناخن لوہے کے اتنے لانبے کہ ایک دن
پورا چل کر ان کے ختم تک پہنچا جائے
اس کی آواز بجلی کی کڑک کی طرح ہوتی
ہے وہ یہ کہتا ہے کہ مجھے میرے رب
نے تجھ پر مسلّط کیا ہے کہ تجھے صبح کی نماز

فَكُلَّمَا ضَرَبَهٗ ضَرْبَةً يَغُوْصُ
فِي الْاَرْضِ سَبْعِيْنَ ذِرَاعًا
فَلَا يَزَالُ فِي الْقَبْرِ مُعَذَّبًا
اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَاَمَّا الَّتِيْ
تُصِيْبُهٗ عِنْدَ خُرُوْجِهٖ مِنَ
الْقَبْرِ فِيْ مَوْقِفِ الْقِيٰمَةِ فَشِدَّةُ
الْحِسَابِ وَسَخَطُ الرَّبِّ وَدُخُوْلُ
النَّارِ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَاِنَّهٗ يَاْتِيْ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَعَلٰى وَجْهِهٖ
ثَلٰثَةُ اَسْطُرٍ مَكْتُوْبَاتٍ اَلسَّطْرُ
الْاَوَّلُ يَا مُضَيِّعَ حَقِّ اللّٰهِ اَلسَّطْرُ
الثَّانِيْ يَا مَخْصُوْصًا بِغَضَبِ اللّٰهِ
اَلثَّالِثُ كَمَا ضَيَّعْتَ فِي
الدُّنْيَا حَقَّ اللّٰهِ فَايِسِ الْيَوْمَ
اَنْتَ مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ وَمَا
ذكر في هذا الحديث من
تفصيل العدد لا يطابق جملة
الخمس عشرة لان المفصل
اربع عشرة فقط فلعل الراوی

ضائع کرنے کی وجہ سے آفتاب کے نکلنے
تک مارے جاؤں اور ظہر کی نماز ضائع
کرنے کی وجہ سے عصر تک مارے جاؤں
اور پھر عصر کی نماز ضائع کرنے کی وجہ سے
غروب تک اور مغرب کی نماز کی وجہ سے
عشاء تک اور عشاء کی نماز کی وجہ سے
صبح تک مارے جاؤں۔ جب وہ ایک
دفعہ اس کو مارتا ہے تو اس کی وجہ سے
وہ مُردہ ستّر ہاتھ زمین میں دھنس
جاتا ہے۔ اسی طرح قیامت تک اس
کو عذاب ہوتا رہے گا اور قبر سے نکلنے
کے بعد کے تین عذاب یہ ہیں ایک
حساب سختی سے کیا جائے گا۔ دوسرے
حق تعالیٰ شانہٗ کا اس پر غصہ ہوگا۔
تیسرے جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔
یہ کل میزان چودہ ہوئی۔ ممکن ہے کہ
پندرھواں بھول سے رہ گیا ہو۔ اور
ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اس کے
چہرے پر تین سطریں لکھی ہوئی ہوتی ہیں۔

نسی الخامس عشر کذا فی الزواجر لابن حجر المکی قلت وھوکذلک فان ابا اللیث السمرقندی ذکر الحدیث فی قرة العیون فجعل ستة فی الدنیا فقال الخامسة تمقته الخلائق فی الدار الدنیا والسادس لیس لہ حظ فی دعاء الصالحین ثم ذکر الحدیث بتمامہ ولم یعزہ الی احد وفی تنبیہ الغافلین للشیخ نصر بن محمد بن ابراھیم السمرقندی یقال من داوم علی الصلوات الخمس فی الجماعة اعطاہ اللہ خمس خصال ومن تھاون بھا فی الجماعة عاقبہ اللہ باثنی عشر خصلة ثلثة فی الدنیا وثلثة عند الموت وثلثة فی القبر وثلثة یوم القیمة ثم

پہلی سطر او اللہ کے حق کو ضائع کرنے والے۔ دوسری سطر او اللہ کے غصہ کے ساتھ مخصوص۔ تیسری سطر جیسا کہ تو نے دنیا میں اللہ کے حق کو ضائع کیا آج تو اللہ کی رحمت سے مایوس ہے۔

ذَكَرَ نَحْوَهَا ثُمَّ قَالَ وَرُوِيَ
عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم نحو ھذا وذکرہ
السیوطی فی ذیل اللآلی بعد
ما اخرجہ بمعناہ من تخریج
ابن النجار فی تاریخ بغداد
بسندہ الی ابی ھریرۃ وقال
فی المیزان ھذا حدیث باطل
رکبہ محمد بن علی بن عباس
علی ابی بکر بن زیاد النیسابوری
قلت لکن ذکر الحافظ فی المنبہات
عن ابی ھریرۃ مرفوعا الصلوٰۃ
عماد الدین وفیھا عشر
خصال الحدیث ذکرتہ فی
الھندیۃ وذکر الغزالی فی دقائق
الاخبار بنحو ھذا اتم منہ
وقال من حافظ علیھا اکرمہ
اللہ بخمس عشرۃ۔ الخ
مفصلاً ؂

فائدہ ۔ یہ حدیث پوری اگرچہ عام کتب حدیث میں مجھے نہیں ملی لیکن اس میں جتنی قسم کے ثواب اور عذاب ذکر کئے گئے ہیں ان کی اکثر کی تائید بہت سی روایات سے ہوتی ہے جن میں سے بعض پہلے گذر چکے اور بعض آگے آرہے ہیں ۔ اور پہلی روایات میں بے نمازی کا اسلام سے نکل جانا بھی مذکور ہے تو پھر جس قدر عذاب ہو تھوڑا ہے ۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ یہ جو کچھ مذکور ہے اور آئندہ آرہا ہے وہ سب اس فعل کی سزا ہے اس کے مستحق سزا ہونے کے بعد اور اس دفعہ کی فرد جرم کے ساتھ ہی بارشاد خداوندی اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ کہ اللہ تعالیٰ شرک کی تو معافی نہیں فرمائیں گے اس کے علاوہ جس کی دل چاہے معافی فرما دیں گے ۔ اس آیت شریفہ اور اس جیسی آیات اور احادیث کی بنا پر اگر معاف فرما دیں تو نہ ہے قسمت ۔ احادیث میں آیا ہے کہ قیامت میں تین عدالتیں ہیں ایک کفر و اسلام کی اس میں بالکل بخشش نہیں ۔ دوسری حقوق العباد کی ، اس میں حق والے کا حق ضرور دلایا جائے گا چاہے اس سے لیا جائے جس کے ذمہ ہے یا اس کو معاف فرمانے کی مرضی ہو تو اپنے پاس سے دیا جائے گا ۔ تیسری عدالت اللہ تعالیٰ کے اپنے حقوق کی ہے اس میں بخشش کے دروازے کھول دیے جائیں گے ۔ اس بنا پر یہ سمجھنا ضروری ہے کہ اپنے افعال کی سزائیں تو یہی ہیں جو احادیث میں وارد ہوئیں لیکن مراحم خسروانہ اس سے بالاتر ہیں ۔ ان کے علاوہ اور بھی بعض قسم کے عذاب اور ثواب احادیث میں آئے ہیں ۔

بخاری شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ صبح کی نماز کے بعد صحابہ سے دریافت فرماتے کہ کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ اگر کوئی دیکھتا تو بیان کر دیتا حضورؐ اس کی تعبیر ارشاد فرما دیتے۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب معمول دریافت فرمایا اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ دو شخص آئے اور مجھے اپنے ساتھ لے گئے اس کے بعد بہت لمبا خواب ذکر فرمایا جس میں جنت دوزخ اور اس میں مختلف قسم کے عذاب لوگوں کو ہوتے ہوئے دیکھے منجملہ ان کے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کا سر پتھر سے کچلا جا رہا ہے اور اس زور سے پتھر مارا جاتا ہے کہ وہ پتھر لڑھکتا ہوا دور جا پڑتا ہے اتنے اس کو اٹھایا جاتا ہے وہ سر پھر ویسا ہی ہو جاتا ہے تو دوبارہ اس کو زور سے مارا جاتا ہے اسی طرح اس کے ساتھ برتاؤ کیا جا رہا ہے۔ حضورؐ نے جب اپنے دونوں ساتھیوں سے دریافت فرمایا کہ یہ کون شخص ہے تو انہوں نے بتایا کہ اس شخص نے قرآن شریف پڑھا تھا اور اس کو چھوڑ دیا تھا اور فرض نماز چھوڑ کر سو جاتا تھا۔ ایک دوسری حدیث میں اسی قسم کا ایک اور قصہ ہے جس میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کے ساتھ یہ برتاؤ دیکھا تو حضرت جبرئیل سے دریافت کیا انہوں نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو نماز میں سستی کرتے تھے۔ (ترغیب)

مجاہد کہتے ہیں کہ جو لوگ نماز کے اوقات معلوم کرنے کا اہتمام رکھتے ہیں ان میں ایسی برکت ہوتی ہے جیسی حضرت ابراہیمؑ اور ان کی اولاد میں

ہوئی (در منثور)

حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ جو شخص دنیا سے ایسے حال میں رخصت ہو کہ اخلاص کے ساتھ ایمان رکھتا ہو، اس کی عبادت کرتا ہو، نماز پڑھتا ہو، زکوٰۃ ادا کرتا ہو تو وہ ایسی حالت میں دنیا سے رخصت ہوگا کہ حق تعالیٰ شانہٗ اس سے راضی ہوں گے (در منثور)

حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حق تعالےٰ شانہٗ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ میں کسی جگہ عذاب بھیجنے کا ارادہ کرتا ہوں مگر وہاں ایسے لوگوں کو دیکھتا ہوں جو مسجدوں کو آباد کرتے ہیں اللہ کے واسطے آپس میں محبت رکھتے ہیں اخیر راتوں میں استغفار کرتے ہیں تو عذاب کو موقوف کر دیتا ہوں۔ (در منثور)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھا جس میں یہ لکھا کہ مسجد میں اکثر اوقات گذارا کرو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ مسجد متقی کا گھر ہے اور اللہ جل شانہٗ نے اس بات کا عہد فرمالیا ہے کہ جو شخص مسجد میں اکثر رہتا ہے اس پر رحمت کروں گا اس کو راحت دوں گا اور قیامت میں پل صراط کا راستہ آسان کر دوں گا اور اپنی رضا نصیب کروں گا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ مسجدیں اللہ کا گھر ہیں اور گھر آنے والے کا اکرام ہوتا ہی

ہے اس لیے اللہ پر ان کا اکرام ضروری ہے جو مسجدوں میں حاضر ہونے والے ہیں۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ جو شخص مسجد سے الفت رکھے حق تعالیٰ شانہٗ اس سے الفت رکھتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ جب مُردہ قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو جو لوگ قبر تک ساتھ گئے تھے وہ ابھی تک واپس نہیں ہوتے کہ فرشتے اس کے امتحان کے لیے آتے ہیں اس وقت اگر وہ مومن ہے تو نماز اس کے سر کے قریب ہوتی ہے اور زکوٰۃ دائیں جانب اور روزہ بائیں جانب اور باقی جتنے بھلائی کے کام کیے تھے وہ پاؤں کی جانب ہو جاتے ہیں اور ہر طرف سے اس کا احاطہ کر لیتے ہیں۔ کہ اس کے قریب تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ فرشتے دور ہی سے کھڑے ہو کر سوال کرتے ہیں (درمنثور)

ایک صحابی ارشاد فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں پر خرچ کی کچھ تنگی ہوتی تو آپؐ ان کو نماز کا حکم فرماتے اور یہ آیت تلاوت فرماتے :-

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ۝

اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کیجیے اور خود بھی اس کا اہتمام کرتے رہیے ہم آپ سے روزی (کموانا) نہیں چاہتے روزی تو ہم دیں گے اور بہتر

انجام تو پرہیز گاری ہی کا ہے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ قیامت کے دن سارے آدمی ایک جگہ جمع ہوں گے اور فرشتہ جو بھی آواز دے گا سب کو سُنائی دے گی۔ اُس وقت اعلان ہوگا کہاں ہیں وہ لوگ جو راحت اور تکلیف میں ہر حال میں اللہ کی حمد کرتے تھے۔ یہ سُن کر ایک جماعت اٹھے گی اور بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہو جائے گی۔ پھر اعلان ہوگا کہاں ہیں وہ لوگ جو راتوں کو عبادت میں مشغول رہتے تھے اور ان کے پہلو بستروں سے دور رہتے تھے پھر ایک جماعت اُٹھے گی اور بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہو جائے گی۔ پھر اعلان ہوگا کہاں ہیں وہ لوگ جن کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی تھی پھر ایک جماعت اٹھے گی اور بغیر حساب کے جنت میں داخل ہو جائے گی۔ ایک اور حدیث میں بھی یہی قصہ آیا ہے اس میں یہ بھی ہے کہ اعلان ہوگا آج محشر والے دیکھیں گے کہ کریم لوگ کون ہیں اور اعلان ہوگا کہاں ہیں وہ لوگ جن کو تجارتی مشاغل اللہ کے ذکر اور نماز سے نہیں روکتے تھے۔ (در منثور)

شیخ نصر سمرقندی نے تنبیہ الغافلین میں بھی یہ حدیث لکھی ہے اس کے بعد لکھا ہے کہ جب یہ حضرات بغیر حساب کتاب کے چھوٹ چکیں گے تو جہنم سے ایک (عنق) لمبی گردن ظاہر ہوگی جو لوگوں کو پھاندتی ہوئی چلی آئیگی۔ اُس میں دو چمکدار آنکھیں ہوں گی اور نہایت فصیح زبان ہوگی۔ وہ کہے گی

کہ میں ہر اس شخص پر مسلط ہوں جو متکبر بد مزاج ہو اور مجمع میں سے ایسے لوگوں کو اس طرح چن لے گی جیسا کہ جانور دانہ چگتا ہے ان سب کو چن کر جہنم میں پھینک دے گی پھر اس کے بعد پھر دوبارہ نکلے گی اور کہے گی کہ اب میں ہر اس شخص پر مسلط ہوں جس نے اللہ کو اور اس کے رسول کو ایذا دی ان لوگوں کو بھی جماعت سے چن کر لے جائے گی۔ اس کے بعد سہ بارہ پھر نکلے گی اور اس مرتبہ تصویر والوں کو چن کر لے جائے گی۔ اس کے بعد جب یہ تینوں قسم کے آدمی مجمع سے چھٹ جائیں گے تو حساب کتاب شروع ہو گا۔

کہتے ہیں کہ پہلے زمانہ میں شیطان آدمیوں کو نظر آجاتا تھا ایک صاحب نے اس سے کہا کہ کوئی ترکیب ایسی بتا کہ میں بھی تجھ جیسا ہو جاؤں۔ شیطان نے کہا کہ ایسی فرمائش تو آج تک مجھ سے کسی نے بھی نہیں کی تجھے اس کی کیا ضرورت پیش آئی؟ انہوں نے کہا میرا دل چاہتا ہے۔ شیطان نے کہا اس کی ترکیب یہ ہے کہ نماز میں سستی کر اور قسم کھانے میں ذرا پروا نہ کر۔ جھوٹی سچی ہر طرح کی قسمیں کھایا کر۔ ان صاحب نے کہا کہ میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ کبھی نماز نہ چھوڑوں گا اور کبھی قسم نہ کھاؤں گا۔ شیطان نے کہا کہ تیرے سوا مجھ سے چال کے ساتھ کسی نے کچھ نہیں لیا میں نے بھی عہد کر لیا کہ آدمی کو کبھی نصیحت نہیں کروں گا۔

حضرت ابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس امت کو رفعت و عزت اور دین کے فروغ کی بشارت دو لیکن دین کے کسی کام کو جو شخص دنیا کے واسطے کرے آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔ (ترغیب)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حق تعالیٰ شانہٗ کی بہترین صورت میں زیارت کی۔ مجھ سے ارشاد ہوا کہ محمد! ملاء اعلیٰ والے یعنی فرشتے کس چیز میں جھگڑ رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا مجھے تو علم نہیں تو حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنا دستِ مبارک میرے سینہ پر رکھ دیا جس کی ٹھنڈک سینہ کے اندر تک محسوس ہوئی اور اس کی برکت سے تمام عالم مجھ پر منکشف ہو گیا۔ پھر مجھ سے ارشاد فرمایا اب بتاؤ فرشتے کس چیز میں جھگڑ رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ درجہ بلند کرنے والی چیزوں میں اور ان چیزوں میں جو گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہیں۔ اور جماعت کی نماز کی طرف جو قدم اٹھتے ہیں ان کے ثواب میں اور سردی کے وقت وضو کو اچھی طرح سے کرنے کے فضائل ہیں اور ایک نماز کے بعد سے دوسری نماز تک انتظار میں بیٹھے رہنے کی فضیلت میں۔ جو شخص ان کا اہتمام کرے گا بہترین حالت میں زندگی گذاریگا اور بہترین حالت میں مرے گا۔ متعدد احادیث میں آیا ہے حق تعالیٰ شانہٗ ارشاد فرماتے ہیں اے ابن آدم تو دن کے شروع میں میرے لیے چار رکعت پڑھ لیا کر بس تمام دن کے تیرے کام بنا دیا کروں گا۔

(تنبیہ الغافلین) میں ایک حدیث لکھی ہے کہ نماز اللہ کی رضا کا سبب ہے، فرشتوں کی محبوب چیز ہے، انبیاء کی سنت ہے۔ اس سے معرفت کا نور پیدا ہوتا ہے، دعا قبول ہوتی ہے، رزق میں برکت ہوتی ہے۔ یہ ایمان کی جڑ ہے، بدن کی راحت ہے، دشمن کے لیے ہتیار ہے، نمازی کے لیے سفارشی ہے۔ قبر میں چراغ ہے اور اس کی وحشت میں دل بہلانے والی ہے۔ منکر نکیر کے

سوال کا جواب ہے اور قیامت کی دھوپ میں سایہ ہے اور اندھیرے میں روشنی ہے، جہنم کی آگ کے لیے آڑ ہے، اعمال کی ترازو کا بوجھ ہے، پُل صراط پہ جلدی سے گذارنے والی ہے، جنت کی کنجی ہے۔

حافظ ابن حجرؒ نے منبہات میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جو شخص نماز کی محافظت کرے اوقات کی پابندی کے ساتھ اس کا اہتمام کرے حق تعالےٰ شانہٗ نو چیزوں کے ساتھ اس کا اکرام فرماتے ہیں۔ اوّل یہ کہ اس کو خود محبوب رکھتے ہیں۔ دوسرے تندرستی عطا فرماتے ہیں۔ تیسرے فرشتے اس کی حفاظت فرماتے ہیں، چوتھے اس کے گھر میں برکت عطا فرماتے ہیں۔ پانچویں اس کے چہرے پہ صلحاء کے انوار ظاہر ہوتے ہیں، چھٹے اس کا دل نرم فرماتے ہیں، ساتویں وہ پُل صراط پہ بجلی کی طرح سے گذر جائے گا، آٹھویں جہنم سے نجات فرما دیتے ہیں، نویں جنت میں ایسے لوگوں کا پڑوس نصیب ہوگا جن کے بارے میں لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ الآیۃ وارد ہے یعنی قیامت میں نہ ان کو کوئی خوف ہوگا نہ وہ غمگین ہوں گے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نماز دین کا ستون ہے اور اس میں دس خوبیاں ہیں۔ چہرے کی رونق ہے۔ دل کا نور ہے، بدن کی راحت اور تندرستی کا سبب ہے۔ قبر کا انس ہے، اللہ کی رحمت اُترنے کا ذریعہ ہے، آسمان کی کنجی ہے، اعمال ناموں کی ترازو کا وزن ہے (کہ اس سے نیک اعمال کا پلڑا بھاری ہو جاتا ہے) اللہ کی رضا کا سبب ہے، جنت کی قیمت ہے اور دوزخ کی آڑ ہے جس شخص نے اس کو قائم کیا اس نے دین کو قائم رکھا اور

جس نے اس کو چھوڑا اپنے دین کو گرادیا۔ (منبہات ابن حجر)

ایک حدیث میں وارد ہوا کہ گھر میں نماز پڑھنا نور ہے۔ نماز سے اپنے گھروں کو منور کیا کرو۔ (جامع الصغیر) اور یہ تو مشہور حدیث ہے کہ میری امت قیامت کے دن وضو اور سجدے کی وجہ سے روشن ہاتھ پاؤں والی روشن چہرے والی ہوگی۔ اسی علامت سے دوسری اُمتوں سے پہچانی جائے گی۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب آسمان سے کوئی بلا، آفت نازل ہوتی ہے تو مسجد کے آباد کرنے والوں سے ہٹالی جاتی ہے۔ (جامع الصغیر)

متعدد احادیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم پر حرام کر دیا ہے کہ سجدہ کے نشان کو جلائے (یعنی اگر اپنے اعمالِ بد کی وجہ سے وہ جہنم میں داخل بھی ہوگا تو سجدہ کا نشان جس جگہ ہوگا اس پر آگ کا اثر نہ ہو سکے گا۔

ایک حدیث میں ہے کہ نماز شیطان کا منہ کالا کرتی ہے اور صدقہ اس کی کمر توڑ دیتا ہے (جامع الصغیر)

ایک جگہ ارشاد ہے کہ نماز شفا ہے (جامع الصغیر) دوسری جگہ اس کے متعلق ایک قصہ نقل کیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ پیٹ کے بل لیٹے ہوئے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا پیٹ میں درد ہے؟ عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا اُٹھ نماز پڑھ نماز میں شفا ہے۔ (ابن کثیر)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ جنت کو خواب میں دیکھا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے جوتوں کے گھسٹنے کی آواز بھی سُنائی دی۔ صبح کو حضور نے پوچھا کہ تیرا وہ خصوصی عمل کیا ہے جس کی وجہ سے جنت میں بھی تو

(دنیا کی طرح سے) میرے ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ عرض کیا کہ رات میں جس وقت بھی میرا وضو ٹوٹ جاتا ہے تو وضو کرتا ہوں اس کے بعد (تحیۃ الوضو) کی نماز جتنی مقدور ہو پڑھتا ہوں۔ (فتح)

سفیری نے کہا ہے کہ صبح کی نماز چھوڑنے والے کو ملائکہ اوفاجر سے پکارتے ہیں اور ظہر کی نماز چھوڑنے والے کو اوخاسر (خسارہ والے) سے اور عصر کی نماز چھوڑنے والے کو عاصی سے اور مغرب کی چھوڑنے والے کو کافر سے اور عشاء کی چھوڑنے والے کو او مضیع (اللہ کا حق ضائع کرنے والے) سے پکارتے ہیں (غایۃ المواعظ)

علامہ شعرانی فرماتے ہیں کہ یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ مصیبت ہر اُس آبادی سے ہٹادی جاتی ہے کہ جہاں کے لوگ نمازی ہوں جیسا کہ ہر اس آبادی پر نازل ہوتی ہے جہاں کے لوگ نمازی نہ ہوں۔ ایسی جگہوں میں زلزلوں کا آنا بجلیوں کا گرنا، مکانوں کا دھنس جانا کچھ بھی مستبعد نہیں۔ اور کوئی یہ خیال نہ کرے کہ میں تو نمازی ہوں مجھے دوسروں سے کیا غرض۔ اس لیے کہ جب بلا نازل ہوتی ہے تو عام ہوا کرتی ہے۔ (خود حدیث شریف میں مذکور ہے کسی نے سوال کیا کہ ہم لوگ ایسی صورت میں ہلاک ہو سکتے ہیں کہ ہم میں صلحاء موجود ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں جب خباثت کا غلبہ ہو جائے) اس لیے اُن کے ذمہ یہ بھی ضروری ہے کہ اپنی وسعت کے موافق دوسروں کو بُری باتوں سے روکیں اور اچھی باتوں کا حکم کریں۔ (لواقح الانوار)

(۸) روی انہ علیہ الصلوٰۃ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل

والسلام قال من ترك الصلوٰة حتی مضی وقتها ثم قضی عذب فی النار حقبا والحقب ثمانون سنة والسنة ثلثمائة و ستون یوما کل یوم کان مقداره الف سنة کذا فی مجالس الابرار قلت لم اجده فیما عندی من کتب الحدیث الا ان مجالس الابرار مدحه شیخ مشائخنا الشاه عبدالعزیز الدهلوی ثم قال الراغب فی قوله تعالیٰ لابثین فیها احقابا قیل جمع الحقب ای الدهر قیل والحقبة ثمانون عاما والصحیح ان الحقبة مدة من الزمان مبهمة اخرج ابن کثیر فی تفسیر قوله تعالیٰ فویل للمصلین الذین هم عن صلوتهم ساهون عن ابن

کیا گیا ہے کہ جو شخص نماز کو قضا کر دے وہ اگرچہ بعد میں پڑھ بھی لے پھر بھی اپنے وقت پر نہ پڑھنے کی وجہ سے ایک حقب جہنم میں جلے گا اور حقب کی مقدار اسی برس کی ہوتی ہے اور ایک برس تین سو ساٹھ دن کا اور قیامت کا ایک دن ایک ہزار برس کے برابر ہوگا اس حساب سے ایک حقب کی مقدار دو کروڑ اٹھاسی لاکھ برس ہوئی

(۲۸۸۰۰۰۰۰)

عباس اَنَّ فِی جَهَنَّمَ لَوَادِیًا
تَستَعِیذُ جَهَنَّمُ مِنْ ذٰلِکَ
الْوَادِیْ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ اَرْبَعَمِائَۃِ
مَرَّۃٍ اُعِدَّ ذٰلِکَ الْوَادِیْ
لِلْمُرَائِیْنَ مِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ
الحدیث وذکرابواللیث
السمرقندی فی قرۃ العیون
عن ابن عباس وھو مسکن
مَنْ یُؤَخِّرُ الصَّلٰوۃَ عَنْ وَقْتِهَا
وعن سعد بن ابی وقاص مرفوعًا
اَلَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ سَاهُوْنَ
قال هُمُ الَّذِیْنَ یُؤَخِّرُوْنَ
الصَّلٰوۃَ عَنْ وَقْتِهَا وصحح الحاکم
البیهقی وقفہ واخرج الحاکم عن عبداللہ فی قولہ
تعالٰی فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ غَیًّا
قَالَ وَادٍ فِیْ جَهَنَّمَ بَعِیْدُ
الْقَعْرِ خَبِیْثُ الطَّعْمِ وقال
صحیح الاسناد۔

ف ۔ حقب کے معنی لغت میں بہت زیادہ زمانہ کے ہیں ۔ اکثر

حدیثوں میں اس کی مقدار یہی آئی ہے جو اوپر گذری یعنی اسّی سال۔ درمنثور میں متعدد روایات سے یہی مقدار منقول ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہلال ہجری سے دریافت فرمایا کہ حقب کی کیا مقدار ہے انھوں نے کہا کہ حقب اسّی برس کا ہوتا ہے اور ہر برس بارہ مہینے کا اور ہر مہینہ تیس دن کا اور ہر دن ایک ہزار برس کا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی صحیح روایت سے اسّی برس منقول ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی نقل کیا ہے کہ ایک حقب اسّی سال کا ہوتا ہے اور ایک سال تین سو ساٹھ دن کا اور ایک دن تمھارے دنوں کے اعتبار سے (یعنی دنیا کے موافق) ایک ہزار دن کا۔ یہی مضمون حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرمایا ہے اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس بھروسہ پر نہیں رہنا چاہیے کہ ایمان کی بدولت جہنم سے آخر نکل جائیں گے۔ اتنے سال یعنی دو کروڑ اٹھاسی لاکھ برس جلنے کے بعد نکلنا ہوگا وہ بھی جب ہی کہ کوئی اور وجہ زیادہ پڑے رہنے کی نہ ہو اس کے علاوہ اور بھی کچھ مقدار اس سے کم و زیادہ حدیث میں آئی ہے۔ مگر اول تو اوپر والی مقدار کئی حدیثوں میں آئی ہے اس لیے یہ مقدم ہے۔ دوسرے یہ بھی ممکن ہے کہ آدمیوں کی حالت کے اعتبار سے کم و بیش ہو۔

ابو اللیث سمرقندی نے قرۃ العیون میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے جو شخص ایک فرض نماز بھی جان بوجھ کر چھوڑ دے اس کا نام جہنم کے دروازے پر لکھ دیا جاتا ہے اور اس کو اس میں جانا ضروری ہے،

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ کہو کہ اے اللہ ہم میں سے کسی کو شقی محروم نہ کر پھر فرمایا جانتے ہو شقی محروم کون ہے؟ صحابہ کے استفسار پر ارشاد فرمایا کہ شقی محروم نماز کا چھوڑنے والا ہے اس کا کوئی حصہ اسلام میں نہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ دیدہ دانستہ بلا عذر نماز چھوڑنے والے کی طرف حق تعالیٰ شانہٗ قیامت میں التفات ہی نہ فرمائیں گے اور عذاب الیم (دُکھ دینے والا عذاب) اس کو دیا جائے گا۔

(۹) ایک حدیث سے نقل کیا ہے کہ دس آدمیوں کو خاص طور سے عذاب ہوگا۔ من جملہ ان کے نماز کا چھوڑنے والا بھی ہے کہ اس کے ہاتھ بندھے ہوئے ہوں گے اور فرشتے مُنہ اور پُشت پر ضرب لگا رہے ہوں گے جنت کہے گی کہ میرا تیرا کوئی تعلق نہیں نہ میں تیرے لیے نہ تو میرے لیے۔ دوزخ کہے گی کہ آجا میرے پاس آجا تو میرے لیے ہے میں تیرے لیے۔ یہ بھی نقل کیا ہے کہ جہنم میں ایک وادی (جنگل) ہے جس کا نام ہے لم لم۔ اس میں سانپ ہیں جو اونٹ کی گردن کے برابر موٹے ہیں اور ان کی لمبائی ایک مہینے کی مسافت کے برابر ہے اس میں نماز چھوڑنے والوں کو عذاب دیا جائے گا۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ایک میدان ہے جس کا نام جب الحزن ہے وہ بچھوؤں کا گھر ہے اور ہر بچھو خچر کے برابر ہوتا ہے وہ بھی نماز چھوڑنے والوں کو ڈسنے کے لیے ہیں ہاں مولائے کریم معاف کر دے تو کون پوچھنے والا ہے مگر کوئی معافی چاہے بھی تو۔

(شعر) تم کو شکوہ ہے ہمارا
جینے والے کو گلہ ہے کہ امتحان لیا ؟

ابن حجر نے زواجر میں لکھا ہے کہ ایک عورت کا انتقال ہو گیا تھا اس کا بھائی دفن میں شریک تھا۔ اتفاق سے دفن کرتے ہوئے ایک تھیلی قبر میں گر گئی۔ اس وقت خیال نہیں آیا بعد میں یاد آئی تو بہت رنج ہوا۔ چپکے سے قبر کھول کر نکالنے کا ارادہ کیا۔ قبر کو کھولا تو وہ آگ کے شعلوں سے بھر رہی تھی روتا ہوا ماں کے پاس آیا اور حال بیان کیا اور پوچھا کہ یہ کیا بات ہے؟ ماں نے بتایا کہ وہ نماز میں سستی کرتی تھی اور قضا کر دیتی تھی۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهَا

(۹) عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لَا سَهْمَ فِي الْإِسْلَامِ لِمَنْ لَا صَلٰوةَ لَهٗ وَلَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَا وُضُوْءَ لَهٗ اخرجه البزار واخرج الحاکم عن عائشة مرفوعا وصححه ثَلٰثٌ أَحْلِفُ عَلَيْهِنَّ لَا يَجْعَلُ اللّٰهُ مَنْ لَهٗ سَهْمٌ فِي الْإِسْلَامِ كَمَنْ لَا سَهْمَ لَهٗ وَسِهَامُ الْإِسْلَامِ الصَّوْمُ وَالصَّلٰوةُ وَالصَّدَقَةُ الحدیث واخرج الطبرانی فی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اسلام میں کوئی بھی حصہ نہیں اس شخص کا جو نماز نہ پڑھتا ہو اور بے وضو کی نماز نہیں ہوتی۔ دوسری حدیث میں ہے کہ دین بغیر نماز کے نہیں ہے۔ نماز دین کے لیے ایسی ہے جیسا کہ آدمی کے بدن کے لیے سر ہوتا ہے۔

الاوسط عن ابن عمر مرفوعًا
لَادِيْنَ لِمَنْ لَاصَلٰوۃَ لَہٗ
اِنَّمَا مَوْضِعُ الصَّلٰوۃِ مِنَ
الدِّيْنِ كَمَوْضِعِ الرَّاْسِ مِنَ
الْجَسَدِ. كذا في الدر المنثور

ف - جو لوگ نماز نہ پڑھ کر اپنے کو مسلمان کہتے ہیں یا حمیت اسلامی کے لمبے چوڑے دعوے کرتے ہیں وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات پر ذرا غور کریں اور جن اسلاف کی کامیابیوں تک پہنچنے کے خواب دیکھتے ہیں ان کے حالات کی بھی تحقیق کریں کہ وہ دین کو کس مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھے پھر دنیا اُن کے قدم کیوں نہ چُومتی۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی آنکھ میں پانی اُتر آیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اس کا علاج تو ہو سکتا ہے مگر چند روز آپ نماز نہ پڑھ سکیں گے انہوں نے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ جو شخص نماز نہ پڑھے وہ اللہ جل شانہٗ کے یہاں ایسی حالت میں حاضر ہوگا کہ حق تعالےٰ شانہٗ اس پر ناراض ہوں گے۔ ایک حدیث میں آیا کہ لوگوں نے کہا پانچ دن لکڑی پر سجدہ کرنا پڑے گا انہوں نے فرمایا کہ ایک رکعت بھی اس طرح نہیں پڑھوں گا۔ عمر بھر بینائی کو صبر کر لینا ان حضرات کے یہاں اس سے سہل تھا کہ نماز چھوڑ دیں۔ حالانکہ اس عذر کی وجہ سے نماز کا چھوڑنا جائز بھی تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اخیر زمانہ میں جب برچھا مارا گیا تو ہر وقت خون جاری رہتا تھا اکثر اوقات غفلت طاری رہتی تھی۔ حتی کہ اسی حالت میں وصال بھی ہو گیا مگر بیماری کے ان دنوں میں جب نماز کا وقت ہوتا تو ان کو ہوشیار کیا جاتا اور نماز کی درخواست کی جاتی وہ اسی حالت میں نماز ادا کرتے اور یہ فرماتے کہ ہاں ہاں ضرور جو شخص نماز نہ پڑھے اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔ ہمارے یہاں بیمار کی خیر خواہی، راحت رسانی اس میں سمجھی جاتی ہے کہ اس کو نماز کی تکلیف نہ دی جائے۔ بعد میں فدیہ دے دیا جائے گا۔ ان حضرات کے یہاں خیر خواہی یہ تھی کہ جو عبادت بھی چلتے چلاتے کر سکے دریغ نہ کیا جائے۔ ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک خادم مانگا۔ حضور نے فرمایا یہ تین غلام ہیں جو پسند ہو لے لو۔ انہوں نے عرض کیا آپ ہی پسند فرما دیں حضور نے ایک شخص کے متعلق فرمایا کہ اس کو لے لو یہ نمازی ہے مگر اس کو مارنا نہیں۔ ہمیں نمازیوں کے مارنے کی ممانعت ہے۔ اس قسم کا واقعہ ایک اور صحابی ابو الہیثم کے ساتھ بھی ہوا۔ انہوں نے بھی حضور سے غلام مانگا تھا۔ اس کے بالمقابل ہمارا ملازم نمازی بن جائے تو ہم اس کو طعن کرتے ہیں اور حماقت سے اس کی نماز میں اپنا حرج سمجھتے ہیں۔ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایک مرتبہ غلبہ حال ہوا تو سات روز تک گھر میں رہے نہ کھاتے تھے نہ پیتے تھے۔ نہ سوتے تھے۔ شیخ کو اس کو اطلاع کی گئی۔ دریافت کیا کہ نماز کے اوقات تو محفوظ رہتے ہیں

(یعنی نماز کے اوقات کا تو اہتمام رہتا ہے) لوگوں نے عرض کیا کہ نماز کے اوقات بے شک محفوظ ہیں۔ فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَجْعَلْ لِلشَّیْطَانِ عَلَیْہِ سَبِیْلًا۔ تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے شیطان کو اس پر مسلط نہ ہونے دیا۔ (بہجۃ النفوس)

باب دوم

جماعت کے بیان میں

جیسا کہ شروع رسالہ میں لکھا جاچکا ہے بہت سے حضرات نماز پڑھتے ہیں لیکن جماعت کا اہتمام نہیں کرتے۔ حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جس طرح نماز کے بارے میں بہت سخت تاکید آئی ہے اسی طرح جماعت کے بارے میں بھی بہت سی تاکیدیں وارد ہوئی ہیں۔ اس باب میں بھی دو فصلیں ہیں۔ پہلی فصل جماعت کے فضائل میں۔ دوسری فصل جماعت کے چھوڑنے پر عتاب میں۔

فصل اوّل جماعت کے فضائل میں

(۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوۃُ الْجَمَاعَۃِ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوۃِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِیْنَ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جماعت کی نماز اکیلے کی نماز سے ستائیس ۲۷ درجہ زیادہ ہوتی ہے۔

درجۃً۔ رواہ مالک و البخاری
ومسلم والترمذی والنسائی
کذا فی الترغیب

ف: جب آدمی نماز پڑھتا ہے اور ثواب ہی کی نیت سے پڑھتا ہے تو معمولی سی بات ہے کہ گھر میں نہ پڑھے مسجد میں جا کر جماعت سے پڑھ لے کہ نہ اس میں کچھ مشقت ہے نہ دقت اور اتنا بڑا ثواب حاصل ہوتا ہے کون شخص ایسا ہوگا جس کو ایک روپے کے ستائیس یا اٹھائیس روپے ملتے ہوں اور وہ ان کو چھوڑ دے مگر دین کی چیزوں میں اتنے بڑے نفع سے بھی بے توجہی کی جاتی ہے اس کی وجہ اس کے سوا کیا ہو سکتی ہے کہ ہم لوگوں کو دین کی پرواہ نہیں۔ اس کا نفع ہم لوگوں کی نگاہ میں نفع نہیں۔ دنیا کی تجارت جس میں ایک آنہ دو آنہ فی روپیہ نفع ملتا ہے اس کے پیچھے دن بھر خاک چھانتے ہیں آخرت کی تجارت جس میں ستائیس گُنا نفع ہے وہ ہمارے لیے مصیبت ہے۔ جماعت کی نماز کے لیے جانے میں دوکان کا نقصان سمجھا جاتا ہے، بِکری کا بھی نقصان بتایا جاتا ہے، دُکان کے بند کرنے کی بھی دِقت کہی جاتی ہے۔ لیکن جن لوگوں کے یہاں اللہ جلّ شانہٗ کی عظمت ہے اللہ کے وعدوں پر ان کو اطمینان ہے اس کے اجر و ثواب کی کوئی قیمت ہے ان کے یہاں یہ لچر عذر کچھ بھی وقعت نہیں رکھتے ایسے ہی لوگوں کی اللہ جلّ شانہٗ نے کلام پاک میں تعریف فرمائی ہے۔ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ الآیۃ۔ تیسرے باب کے شروع میں پوری آیت مع ترجمہ موجود ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا جو معمول اذان

کے بعد اپنی تجارت کے ساتھ تھا وہ "حکایات صحابہ" کے پانچویں باب میں مختصر طور پر گذر چکا۔

سالم حدادایک بزرگ تھے تجارت کرتے تھے۔ جب اذان کی آواز سنتے تو رنگ متغیر ہو جاتا اور زرد پڑ جاتا بے قرار ہو جاتے، دوکان کھلی چھوڑ کر کھڑے ہو جاتے اور یہ اشعار پڑھتے

إِذَا مَا دَعَا دَاعِيكُمُ قُمْتُ مُسْرِعًا ۔ مُجِيبًا لِمَوْلَى جَلَّ لَيْسَ لَهُ مِثْلُ

جب تمہارا منادی (موذن) پکارنے کے واسطے کھڑا ہو جاتا ہے تو میں جلدی سے کھڑا ہو جاتا ہوں ایسے مالک کی پکار کو قبول کرتے ہوئے جس کی بڑی شان ہے اس کا کوئی مثل نہیں

أُجِيبُ إِذَا نَادَى بِسَمْعٍ وَطَاعَةٍ ۔ وَبِي نَشْوَةٌ لَبَّيْكَ يَا مَنْ لَهُ الْفَضْلُ

جب وہ منادی (موذن) پکارتا ہے تو میں بحالت نشاط اطاعت وفرمانبرداری کے ساتھ جواب میں کہتا ہوں کہ اے فضل وبزرگی والے لبیک یعنی حاضر ہوتا ہوں

وَيَصْفَرُّ لَوْنِي خِيفَةً وَمَهَابَةً ۔ وَيَرْجِعُ لِي عَنْ كُلِّ شُغْلٍ بِهِ شُغْلُ

اور میرا رنگ خوف اور ہیبت سے زرد پڑ جاتا ہے اور اس پاک ذات کی مشغولی مجھے ہر کام سے بے خبر کر دیتی ہے۔

وَحَقِّكُمُ مَا لَذَّ لِي غَيْرُ ذِكْرِكُمْ ۔ وَذِكْرُ سِوَاكُمْ فِي فَمِي قَطُّ لَا يَحْلُو

تمہارے حق کی قسم تمہارے ذکر کے سوا مجھے کوئی چیز بھی لذیذ نہیں معلوم ہوتی اور تمہارے سوا کسی کے ذکر میں بھی مجھے مزا نہیں آتا

---

۵ حکایات صحابہ کی قیمت دو روپے

مَتٰی یَجْمَعُ الْاَیَّامُ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ
وَیَفْرَحُ مُشْتَاقٌ اِذَا اجْمَعَ الشَّمْلُ

دیکھیے زمانہ مجھ کو اور تم کو کب جمع کرے گا اور مشتاق تو جب ہی خوش ہوتا ہے جب اجتماع نصیب ہوتا ہے۔

فَمَنْ شَاهَدَتْ عَیْنَاهُ نُوْرَ جَمَالِکُمْ
یَمُوْتُ اشْتِیَاقًا نَحْوَکُمْ قَطُّ لَا یَسْلُوْا

جس کی آنکھوں نے تمہارے جمال کا نور دیکھ لیا ہے وہ تمہارے اشتیاق میں مرجائے گا کبھی بھی تسلی نہیں پا سکتا۔ (نزہۃ)

حدیث میں آیا ہے کہ جو لوگ کثرت سے مسجد میں جمع رہتے ہوں (وہ) مسجد کے کھونٹے ہیں۔ فرشتے ان کے ہمنشین ہوتے ہیں اگر وہ بیمار ہو جائیں تو فرشتے ان کی عیادت کرتے ہیں اور وہ کسی کام کو جائیں تو فرشتے اُن کی اعانت کرتے ہیں (حاکم)

(۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِیْ جَمَاعَةٍ تَضْعَفُ عَلٰی صَلٰوتِهٖ فِیْ بَیْتِهٖ وَفِیْ سُوْقِهٖ خَمْسًا وَّعِشْرِیْنَ ضِعْفًا وَّذٰلِكَ اَنَّهٗ اِذَا تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ خَرَجَ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آدمی کی وہ نماز جو جماعت سے پڑھی گئی ہو اس نماز سے جو گھر میں یا بازار میں پڑھ لی ہو پچیس[۲۵] درجہ مضاعف ہوتی ہے۔ اور بات یہ ہے کہ جب آدمی وضو کرتا ہے اور وضو کو کمال درجہ تک پہنچا دیتا ہے پھر مسجد کی طرف

إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الصَّلٰوةُ لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً إِلَّا رُفِعَتْ لَهٗ بِهَا دَرَجَةٌ وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةٌ فَإِذَا صَلّٰى لَمْ تَزَلِ الْمَلٰٓئِكَةُ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ مَا دَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ مَا لَمْ يُحْدِثْ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ وَلَا يَزَالُ فِيْ صَلٰوةٍ مَّا انْتَظَرَ الصَّلٰوةَ رواہ البخاری واللفظ لہ ومسلم وابوداود والترمذی وابن ماجۃ کذا فی الترغیب

نماز کے ارادہ سے چلتا ہے کوئی اور ارادہ اس کے ساتھ شامل نہیں ہوتا تو جو قدم بھی رکھتا ہے اس کی وجہ سے ایک نیکی بڑھ جاتی ہے اور ایک خطا معاف ہو جاتی ہے اور پھر جب نماز پڑھ کر اسی جگہ بیٹھا رہتا ہے تو جب تک باوضو بیٹھا رہے گا فرشتے اس کے لیے مغفرت اور رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں اور جب تک آدمی نماز کے انتظار میں رہتا ہے وہ نماز کا ثواب پاتا رہتا ہے۔

ف ۔ پہلی حدیث میں ستائیس درجہ کی زیادتی بتلائی گئی تھی اور اس حدیث میں پچیس درجہ کی۔ ان دونوں حدیثوں میں جو اختلاف ہوا ہے علماء نے اس کے بہت سے جوابات تحریر فرمائے ہیں جو شروح حدیث میں مذکور ہیں منجملہ ان کے یہ ہے کہ یہ نمازیوں کے حال کے اختلاف کی وجہ سے ہے کہ بعضوں کو پچیس درجہ کی زیادتی ہوتی ہے اور بعضوں کو اخلاص کی وجہ سے ستائیس کی ہو جاتی ہے۔ بعض علماء نے نماز کے اختلاف پر محمول فرمایا ہے کہ سری نمازوں میں پچیس ہے اور جہری میں ستائیس ہے۔ بعض نے ستائیس عشاء اور صبح کے لیے بتایا ہے کہ ان دونوں نمازوں میں جانا مشکل

معلوم ہوتا ہے اور پچیس باقی نمازوں میں۔ بعض شراح نے لکھا ہے کہ اس امت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعامات کی بارش بڑھتی ہی چلی گئی جیسا کہ اور بھی بہت سی جگہ اس کا ظہور ہے اس لیے اول پچیس درجے تھا بعد میں ستائیس ہو گیا۔ بعض شراح نے ایک عجیب بات لکھی ہے وہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کا ثواب پہلی حدیث سے بہت زیادہ ہے اس لیے کہ اس حدیث میں یہ ارشاد نہیں کہ وہ پچیس درجے کی زیادتی ہے بلکہ یہ ارشاد ہے کہ پچیس درجہ مضاعف ہوتی ہے جس کا ترجمہ دوچند اور دوگنا ہوتا ہے یعنی یہ کہ پچیس مرتبہ تک دوگنا اجر ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس صورت میں جماعت کی ایک نماز کا ثواب تین کروڑ پینتیس لاکھ چون ہزار چار سو بتیس (۳۳۵۵۴۴۳۲) ہوا۔ حق تعالیٰ شانہ کی رحمت سے یہ ثواب کچھ بعید نہیں اور جب نماز کے چھوڑنے کا گناہ ایک حقبہ ہے جو پہلے باب میں گذرا تو اس کے پڑھنے کا ثواب یہ ہونا قرین قیاس بھی ہے۔

دوسری حدیث اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرف اشارہ فرمایا کہ یہ تو خود ہی غور کر لینے کی چیز ہے کہ جماعت کی نماز میں کس قدر اجر و ثواب اور کس کس طرح حسنات کا اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے کہ جو شخص گھر سے وضو کر کے محض نماز کی نیت سے مسجد میں جائے تو اس کے ہر ہر قدم پر ایک نیکی کا اضافہ اور ایک خطا کی معافی ہوتی چلی جاتی ہے۔

بنو سلمہ مدینہ طیبہ میں ایک قبیلہ تھا ان کے مکانات مسجد سے دور تھے انہوں نے ارادہ کیا کہ مسجد کے قریب ہی کہیں منتقل ہو جائیں۔ حضور

وحید حمید

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہیں رہو تمہارے مسجد تک آنے کا ہر ہر قدم لکھا جاتا ہے۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص گھر سے وضو کر کے نماز کو جائے وہ ایسا ہے جیسا کہ گھر سے احرام باندھ کر حج کو جائے۔ اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک اور فضیلت کی طرف اشارہ فرماتے ہیں کہ جب نماز پڑھ چکا تو اس کے بعد جب تک مصلے پر رہے فرشتے مغفرت اور رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ فرشتے اللہ کے مقبول اور معصوم بندے ہیں ان کی دعا کی برکات خود ظاہر ہیں۔

محمد بن سماعہ ایک بزرگ عالم ہیں جو امام ابو یوسف، امام محمد کے شاگرد ہیں۔ ایک سو تین برس کی عمر میں انتقال ہوا۔ اس وقت دو سو رکعات نفل روزانہ پڑھتے تھے کہتے ہیں کہ مسلسل چالیس برس تک میری ایک مرتبہ کے علاوہ تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی۔ صرف ایک مرتبہ جس دن میری والدہ کا انتقال ہوا ہے اس کی مشغولی کی وجہ سے تکبیر اولیٰ فوت ہو گئی تھی یہ بھی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میری جماعت کی نماز فوت ہو گئی تھی تو میں نے اس وجہ سے کہ جماعت کی نماز کا ثواب پچیس درجے زیادہ ہے اس نماز کو پچیس دفعہ پڑھا تاکہ وہ وعدہ پورا ہو جائے۔ تو خواب میں دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ محمد پچیس دفعہ نماز تو پڑھ لی مگر ملائکہ کی آمین کا کیا ہو گا؟ (فوائد بہیہ) ملائکہ کی آمین کا مطلب یہ ہے کہ بہت سی احادیث میں یہ ارشاد نبوی آیا ہے کہ جب امام سورہ فاتحہ کے بعد آمین کہتا ہے تو ملائکہ بھی آمین کہتے ہیں۔ جس شخص کی آمین ملائکہ کی آمین کے ساتھ ہو جاتی ہے اس کے پچھلے سب گناہ

معاف ہو جاتے ہیں۔ تو خواب میں اس حدیث کی طرف اشارہ ہے۔ مولانا عبد الحی صاحب فرماتے ہیں کہ اس قصہ میں اس طرف اشارہ ہے کہ جماعت کا ثواب مجموعی طور سے جو حاصل ہوتا ہے وہ اکیلے میں حاصل ہو ہی نہیں سکتا، چاہے ایک ہزار مرتبہ اس نماز کو پڑھ لے۔ اور یہ ظاہر بات ہے ایک آمین کی موافقت ہی صرف نہیں بلکہ مجمع کی شرکت نماز سے فراغت کے بعد ملائکہ کی دعا جس کا اس حدیث میں ذکر ہے ان کے علاوہ اور بہت سی خصوصیات ہیں جو جماعت ہی میں پائی جاتی ہیں۔ ایک ضروری امر یہ بھی قابل لحاظ ہے علماء نے لکھا ہے کہ فرشتوں کی اس دعاء کا مستحق جب ہی ہو گا جب نماز نماز بھی ہو۔ اور اگر ایسے ہی پڑھی کہ پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر منہ پر مار دی گئی تو پھر فرشتوں کی دعا کا مستحق نہیں ہوتا۔ (بہجۃ)

---

(۳) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّلْقَی اللّٰہَ غَدًا مُّسْلِمًا فَلْیُحَافِظْ عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ الصَّلَوَاتِ حَیْثُ یُنَادٰی بِھِنَّ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی شَرَعَ لِنَبِیِّکُمْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُنَنَ الْھُدٰی وَ اِنَّھُنَّ مِنْ سُنَنِ الْھُدٰی وَلَوْ اَنَّکُمْ صَلَّیْتُمْ فِیْ بُیُوْتِکُمْ کَمَا یُصَلِّیْ ھٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِیْ بَیْتِہٖ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ چاہے کہ کل قیامت کے دن اللہ جل شانہٗ کی بارگاہ میں مسلمان بن کر حاضر ہو وہ ان نمازوں کو ایسی جگہ ادا کرنے کا اہتمام کرے جہاں اذان ہوتی ہے (یعنی مسجد میں) اس لیے کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے تمہارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ایسی سنتیں جاری فرمائی ہیں جو

لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ وَلَوْ تَرَكْتُمْ
سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ وَمَا مِنْ
رَجُلٍ يَتَطَهَّرُ فَيُحْسِنُ الطُّهُوْرَ
ثُمَّ يَعْمِلُ إِلَى مَسْجِدٍ مِّنْ هٰذِهِ
الْمَسَاجِدِ إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ
بِكُلِّ خَطْوَةٍ يَّخْطُوْهَا حَسَنَةً
وَّيَرْفَعُهٗ بِهَا دَرَجَةً وَّيَحُطُّ عَنْهُ
بِهَا سَيِّئَةً وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا
يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مُنَافِقٌ مَّعْلُوْمُ
النِّفَاقِ وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤْتٰى
بِهٖ يُهَادٰى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتّٰى
يُقَامَ فِي الصَّفِّ وَفِي رِوَايَةٍ
لَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنِ
الصَّلٰوةِ إِلَّا مُنَافِقٌ قَدْ عُلِمَ
نِفَاقُهٗ أَوْ مَرِيْضٌ إِنْ كَانَ
الرَّجُلُ لَيَمْشِيْ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ
حَتّٰى يَأْتِيَ الصَّلٰوةَ وَقَالَ إِنَّ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَّمَنَا سُنَنَ الْهُدٰى وَإِنَّ مِنْ

سراسر ہدایت ہیں۔ انہیں میں سے یہ
جماعت کی نمازیں بھی ہیں۔ اگر تم لوگ
اپنے گھروں میں نماز پڑھنے لگو گے جیسا
کہ فلاں شخص پڑھتا ہے۔ تو تم نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کی سُنت کے چھوڑنے
والے ہو گے اور یہ سمجھ لو کہ اگر نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنت چھوڑ دو گے
تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ اور جو شخص اچھی طرح
وضو کرے اس کے بعد مسجد کی طرف
جائے تو ہر ہر قدم پر ایک ایک نیکی لکھی
جائے گی اور ایک ایک خطا معاف
ہو گی۔ اور ہم تو اپنا یہ حال دیکھتے تھے
کہ جو شخص کھلم کھلا منافق ہوتا وہ تو جماعت
سے رہ جاتا تھا ورنہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے زمانہ میں عام منافقوں
کی بھی جماعت چھوڑنے کی ہمت نہ
ہوتی تھی یا کوئی سخت بیمار ورنہ جو شخص
دو آدمیوں کے سہارے سے گھسٹتا
ہوا جا سکتا تھا وہ بھی صف میں کھڑا

سُنَنِ الْهُدٰی الصَّلٰوۃَ فِی الْمَسْجِدِ الَّذِیْ یُؤَذَّنُ فِیْہِ رواہ مسلم وابوداود والنسائی وابن ماجہ کذا فی الترغیب الدر المنثور والسنۃ نوعان سنۃ الھدی و تارکھا یستوجب اساءۃ کالجماعۃ والاذان والزوائد وتارکھا لا یستوجب اساءۃ کسیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی لباسہ وقعودہ کذا فی نور الانوار والاضافۃ فی سنۃ الھدی بیانیۃ ای سنۃ ھی ھدی والحمل مبالغۃ کذا فی قمر الاقمار

کر دیا جاتا تھا۔

ف۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے یہاں جماعت کا اس قدر اہتمام تھا کہ اگر بیمار بھی کسی طرح جماعت میں جا سکتا تھا تو وہ بھی جا کر شریک ہو جاتا تھا۔ چاہے دو آدمیوں کو کھینچ کر لے جانے کی نوبت آتی اور یہ اہتمام کیوں نہ ہوتا جب کہ ان کے اور ہمارے آقا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کا اہتمام تھا۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض

الوفات میں بھی یہی صورت پیش آئی کہ مرض کی شدت کی وجہ سے بار بار غشی ہوتی تھی اور کئی کئی دفعہ وضو کا پانی طلب فرماتے تھے۔ آخر ایک مرتبہ وضو فرمایا اور حضرت عباس اور ایک دوسرے صحابی کے سہارے سے مسجد میں تشریف لے گئے کہ زمین پر پاؤں مبارک اچھی طرح جمتا بھی نہ تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تعمیل ارشاد میں نماز پڑھانی شروع کر دی تھی اور حضور جا کر نماز میں شریک ہوئے۔ (صحیحین)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سُنا کہ اللہ کی عبادت اس طرح کر گویا وہ بالکل سامنے ہے اور تو اس کو دیکھ رہا ہے اور اپنے آپ کو مُردوں کی فہرست میں شمار کیا کر (زندوں میں اپنے کو سمجھ ہی نہیں کہ پھر نہ کسی بات کی خوشی نہ کسی بات سے رنج) اور مظلوم کی بد دُعا سے اپنے کو بچا اور جو تو اتنی بھی طاقت رکھتا ہو کہ زمین پر گھسٹ کر عشاء اور صبح کی جماعت میں شریک ہو سکے تو دریغ نہ کر۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ منافقوں پر عشاء اور صبح کی نماز بہت بھاری ہے اگر ان کو یہ معلوم ہو جاتا کہ جماعت میں کتنا ثواب ہے تو زمین پر گھسٹ کر جاتے اور جماعت سے ان کو پڑھتے۔ (ترغیب)

(۴) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى لِلّٰهِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص چالیس دن اخلاص کے ساتھ ایسی طرح نماز پڑھے کہ تکبیر اولیٰ فوت نہ ہو

فِیْ جَمَاعَۃٍ یُدْرِکُ التَّکْبِیْرَۃَ الْاُوْلٰی کُتِبَ لَہٗ بَرَاءَتَانِ بَرَاءَۃٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَاءَۃٌ مِّنَ النِّفَاقِ۔

تو اس کو دو۲ پروانے ملتے ہیں ایک پروانہ جہنم سے چھٹکارے کا دوسرا نفاق سے بری ہونے کا۔

رواہ الترمذی وقال لا اعلم احدا رفعہ الا ما روی مسلم بن قتیبۃ عن طعمۃ بن عمرو وقال المصلی ومسلم وبقیۃ رواتہ ثقات کذا فی الترغیب قلت ولہ شواھد من حدیث عمرؓ رفعہ مَنْ صَلّٰی فِیْ مَسْجِدٍ جَمَاعَۃً اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً لَّا تَفُوْتُہُ الرَّکْعَۃُ الْاُوْلٰی مِنْ صَلٰوۃِ الْعِشَاءِ کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ بِھَا عِتْقًا مِّنَ النَّارِ رواہ ابن ماجۃ واللفظ لہ والترمذی وقال نحو حدیث انس یعنی المتقدم ولم یذکر لفظہ وقال مرسل یعنی ان عمارۃ الراوی عن انس لم یدرک انسا وعزاہ فی منتخب الکنز الی البیہقی فی الشعب وابن عساکر وابن النجار

ف یعنی جو اس طرح چالیس دن اخلاص سے نماز پڑھے کہ شروع ہی سے امام کے ساتھ شریک ہو اور نماز شروع کرنے کی تکبیر جب امام کہے تو اسی وقت یہ بھی نماز میں شریک ہو جائے تو وہ شخص نہ جہنم میں داخل ہو گا نہ منافقوں میں داخل ہو گا۔ منافق وہ لوگ کہلاتے ہیں جو اپنے کو مسلمان ظاہر کریں لیکن دل میں کفر رکھتے ہوں۔ اور چالیس دن کی خصوصیت بظاہر اس وجہ سے ہے کہ حالات کے تغیر میں چالیس دن کو خاص دخل ہے۔ چنانچہ آدمی کی پیدائش کی ترتیب جس حدیث میں آئی ہے اس میں بھی چالیس دن تک نطفہ رہتا ہے پھر گوشت کا ٹکڑا چالیس دن تک۔ اسی طرح چالیس چالیس دن میں اس کا تغیر فرمایا ہے۔ اسی وجہ سے صوفیہ کے یہاں چلّہ بھی خاص اہمیت رکھتا ہے۔ کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کی برسوں بھی تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوتی۔

(۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ رَاحَ فَوَجَدَ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا اَعْطَاهُ اللّٰهُ مِثْلَ اَجْرِ مَنْ صَلَّاهَا وَحَضَرَهَا لَا یَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَیْءٌ[۵] رواہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر مسجد میں نماز کے لیے جائے اور وہاں پہنچ کر معلوم ہو کہ جماعت ہو چکی تو بھی اس کو جماعت کی نماز کا ثواب ہو گا اور اس ثواب کی وجہ سے ان لوگوں کے ثواب میں کچھ کمی نہیں ہو گی جنہوں نے جماعت

---

[۵] کذا فی الاصل ولفظ ابی داؤد شیئا بالنصب وہو الظاہر ۱۲ منہ

سے نماز پڑھی ہے۔

ابوداؤد والنسائی والحاکم وقال صحیح علی شرط مسلم کذا فی الترغیب وفیہ ایضاعن سعید بن المسیب قَالَ حَضَرَ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ الْمَوْتُ فَقَالَ اِنِّیْ مُحَدِّثُکُمْ حَدِیْثًا مَّا اُحَدِّثُکُمُوْہُ اِلَّا احْتِسَابًا اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا تَوَضَّأَ اَحَدُکُمْ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ الْحَدِیْثَ وَفِیْہِ فَاِنْ اَتَی الْمَسْجِدَ فَصَلّٰی فِیْ جَمَاعَۃٍ غُفِرَ لَہٗ فَاِنْ اَتَی الْمَسْجِدَ وَقَدْ صَلَّوْا بَعْضًا وَبَقِیَ بَعْضٌ صَلّٰی مَا اَدْرَکَ وَاَتَمَّ مَا بَقِیَ کَانَ کَذٰلِکَ فَاِنْ اَتَی الْمَسْجِدَ وَقَدْ صَلَّوْا فَاَتَمَّ الصَّلٰوۃَ کَانَ کَذٰلِکَ رواہ ابوداؤد

ف - یہ اللہ کا کس قدر انعام و احسان ہے کہ محض کوشش اور

سعی پر جماعت کا ثواب مل جائے گو جماعت نہ مل سکے۔ اللہ کی اس دَین پر بھی ہم لوگ خود ہی نہ لیں تو کسی کا کیا نقصان ہے۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ محض اس کھٹکے سے کہ جماعت ہو چکی ہو گی مسجد جانا ملتوی نہ کرنا چاہیے اگر جا کر معلوم ہو کہ ہو چکی ہے تب بھی ثواب تو مل ہی جائے گا۔ البتہ اگر پہلے سے یقیناً معلوم ہو جائے کہ جماعت ہو چکی ہے تو مضائقہ نہیں۔

(۶) عَنْ قَبَاثِ بْنِ اَشْیَمَ اللَّیْثِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃُ الرَّجُلَیْنِ یَؤُمُّ اَحَدُھُمَا صَاحِبَہٗ اَزْکٰی عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ صَلٰوۃِ اَرْبَعَۃٍ تَتْرٰی وَصَلٰوۃُ ثَمَانِیَۃٍ یَؤُمُّھُمْ اَحَدُھُمْ اَزْکٰی عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ صَلٰوۃِ مِائَۃٍ تَتْرٰی رواہ البزار والطبرانی باسناد لاباس بہ کذا فی الترغیب وفی مجمع الزوائد رواہ البزار والطبرانی فی الکبیر ورجال الطبرانی موثقون وعزاہ فی الجامع الصغیر الی الطبرانی والبیہقی

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے کہ دو آدمیوں کی جماعت کی نماز کہ ایک امام ہو ایک مقتدی اللہ کے نزدیک چار آدمیوں کی علیحدہ علیحدہ نماز سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ اسی طرح چار آدمیوں کی جماعت کی نماز آٹھ آدمیوں کی متفرق نماز سے زیادہ محبوب ہے اور آٹھ آدمیوں کی جماعت کی نماز سو آدمیوں کی متفرق نمازوں سے بڑھی ہوئی ہے ایک دوسری حدیث میں ہے اسی طرح جتنی بڑی جماعت میں نماز پڑھی جائے گی وہ اللہ کو زیادہ محبوب ہے مختصر جماعت سے۔

ورقم لہ بالصحۃ وعن ابی بن
کعب رفعہ بمعنی حدیث
الباب وفیہ قصۃ وفی اٰخرہٖ
وَکُلَّمَا کَثُرَ فَھُوَ اَحَبُّ اِلَی
اللہِ عَزَّ وَجَلَّ رواہ احمد و
ابوداؤد والنسائی وابن خزیمۃ
وابن حبان فی صحیحھما والحاکم
وقد جزم یحیی بن معین و
الذھلی بصحۃ ھذا الحدیث
کذا فی الترغیب

ف - جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ دو چار آدمی مل کر گھر دوکان وغیرہ پر جماعت کر لیں وہ کافی ہے۔ اوّل تو اس میں مسجد کا ثواب شروع ہی سے نہیں ہوتا۔ دوسرے کثرتِ جماعت کے ثواب سے بھی محرومی ہوتی ہے۔ مجمع جتنا زیادہ ہوگا اتنا ہی اللہ تعالےٰ کو زیادہ محبوب ہے۔ اور جب اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کے واسطے ایک کام کرنا ہے تو پھر جس طریقہ میں اس کی خوشنودی زیادہ ہو اسی طریقے سے کرنا چاہیے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حق تعالےٰ شانہٗ تین چیزوں کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں ایک جماعت کی صف کو، ایک اس شخص کو جو آدھی رات (تہجد) کی نماز پڑھ رہا ہو تیسرے اُس شخص کو جو کسی لشکر کے ساتھ لڑ رہا ہو۔ (جامع الصغیر)

وعید

(۷) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ نِ السَّاعِدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَشِّرِ الْمَشَّائِیْنَ فِی الظُّلَمِ اِلَی الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِّ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ رواہ ابن ماجہ وابن خزیمۃ فی صحیحہ والحاکم واللفظ لہ وقال صحیح علی شرط الشیخین کذا فی الترغیب وفی المشکوٰۃ بروایۃ الترمذی وابی داؤد عن بریدۃ ثم قال رواہ ابن ماجۃ عن سھل بن سعد وانس اھ قلت ولہ شاھد فی منتخب کنز العمال بروایۃ الطبرانی عن ابی امامۃ بلفظ بشر المدلجین الی المساجد فی الظلم بمنابر من نور یوم القیمۃ یفزع الناس ولا یفزعون وذکر السیوطی فی الدر المنثور

حضرت سہل فرماتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اندھیرے میں مسجدوں میں بکثرت جاتے رہتے ہیں ان کو قیامت کے دن کے پورے پورے نور کی خوش خبری سُنادے۔

فی تفسیر قولہ تعالیٰ اِنَّمَا
یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ عدۃ روایات
فی ھذا المعنی

ف - یعنی آج دنیا میں اندھیری رات میں مسجد میں جانے کی قدر اس وقت معلوم ہوگی جب قیامت کا ہولناک منظر سامنے ہوگا اور ہر شخص مصیبت میں گرفتار ہوگا۔ آج کے اندھیروں کی مشقت کا بدلہ اور اس کی قدر اس وقت ہوگی جب ایک چمکتا ہوا نور اور آفتاب سے کہیں زیادہ روشنی ان کے ساتھ ساتھ ہوگی۔ ایک حدیث میں ہے کہ وہ قیامت کے دن نور کے ممبروں پر ہوں گے اور بے فکر اور لوگ گھبراہٹ میں ہونگے ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ قیامت کے دن ارشاد فرمائیں گے کہ میرے پڑوسی کہاں ہیں؟ فرشتے عرض کریں گے کہ آپ کے پڑوسی کون ہیں؟ ارشاد ہوگا کہ مسجدوں کو آباد کرنے والے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو سب جگہوں سے زیادہ محبوب مسجدیں ہیں اور سب میں زیادہ ناپسند بازار ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ مسجدیں جنت کے باغ ہیں (جامع الصغیر) ایک صحیح حدیث میں وارد ہے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں جس شخص کو دیکھو کہ مسجد کا عادی ہے تو اس کے ایماندار ہونے کی گواہی دو (جامع الصغیر) اس کے بعد اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ یہ آیت تلاوت فرمائی۔ یعنی مسجدوں کو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں (در)

ایک حدیث میں وارد ہے کہ مشقت کے وقت وضو کرنا اور مسجد کی طرف قدم اٹھانا اور نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھے رہنا گناہوں کو دھو دیتا ہے (جامع الصغیر)

ایک حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص جتنا مسجد سے دور ہوگا اتنا ہی زیادہ ثواب ہوگا۔ (جامع الصغیر) اس کی وجہ یہی ہے کہ ہر ہر قدم پر اجر و ثواب ہے اور جتنی دور مسجد ہوگی اتنے ہی قدم زیادہ ہوں گے۔ اسی وجہ سے بعض صحابہ چھوٹے چھوٹے قدم رکھتے تھے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر لوگوں کو ان کا ثواب معلوم ہو جائے تو لڑائیوں سے ان کو حاصل کیا جائے۔ ایک اذان کہنا دوسری جماعت کی نمازوں کے لیے دوپہر کے وقت جانا۔ تیسری پہلی صف میں نماز پڑھنا۔ (جامع الصغیر)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ قیامت کے دن جب ہر شخص پریشان حال ہوگا اور آفتاب نہایت تیزی پر ہوگا سات آدمی ایسے ہوں گے جو اللہ کی رحمت کے سایہ میں ہوں گے ان میں سے ایک وہ شخص بھی ہوگا جس کا دل مسجد میں اٹکا رہے کہ جب کسی ضرورت سے باہر آئے تو پھر مسجد ہی میں واپس جانے کی خواہش ہو۔ ایک حدیث میں وارد ہے جو شخص مسجد سے الفت رکھتا ہے اللہ جل شانہٗ اس سے الفت فرماتے ہیں۔ (جامع الصغیر)

شریعت مطہرہ کے ہر حکم میں خیر و برکت اجر و ثواب تو بے پایاں ہے ہی۔ اس کے ساتھ ہی بہت سی مصلحتیں بھی ان احکام میں ملحوظ ہوتی ہیں ان کی

حقیقت تک پہنچنا تو مشکل ہے کہ اللہ جل شانہٗ کے علوم اور ان کے مصالح تک کس کی رسائی ہے مگر اپنی اپنی استعداد اور حوصلہ کے موافق جہاں تک اپنی سمجھ کام دیتی ہے ان کی مصالح بھی سمجھ میں آتی ہیں اور جتنی استعداد ہوتی ہے اتنی ہی خوبیاں ان احکام کی معلوم ہوتی رہتی ہیں۔ علماء نے جماعت کی مصالح بھی اپنی اپنی سمجھ کے موافق تحریر فرمائی ہیں۔ ہمارے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے حجۃ اللہ البالغہ میں ایک تقریر اس کے متعلق ارشاد فرمائی ہے جس کا ترجمہ اور مطلب یہ ہے۔

رسم و رواج کے مہلکات سے بچنے کے لیے اس سے زیادہ نافع کوئی چیز نہیں کہ عبادات میں سے کسی عبادت کو ایسی عام رسم اور عام رواج بنایا جائے جو علی الاعلان ادا کی جائے اور ہر شخص کے سامنے خواہ سمجھ دار ہو یا ناسمجھ وہ ادا کی جاسکے۔ اس کے ادا کرنے میں شہری اور غیر شہری برابر ہوں۔ مسابقت اور تفاخر اسی پر کیا جائے اور ایسی عام ہو جائے کہ ضروریات زندگی میں اس طرح داخل ہو جائے کہ اس سے علیحدگی ناممکن اور دشوار بن جائے تاکہ وہ اللہ کی عبادت کے لیے مؤید ہو جائے اور وہ رسم و رواج جو موجب مضرت و نقصان تھا۔ وہی حق کی طرف کھینچنے والا بن جائے اور چونکہ عبادات میں کوئی عبادت بھی نماز سے زیادہ مہتم بالشان اور دلیل و حجت کے اعتبار سے بڑھی ہوئی نہیں اس لیے ضروری ہوا کہ آپس میں اس کے رواج کو خوب شائع کیا جائے اور اس کے لیے خاص طور سے اجتماع کیا جائے اور آپس میں اتفاق سے اس کو ادا کیا جائے۔

حمید

نیز ہر مذہب اور دین میں کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو مقتدا ہوتے ہیں کہ ان کا اتباع کیا جاتا ہے۔ اور کچھ لوگ دوسرے درجہ میں ایسے ہوتے ہیں جو کسی معمولی سی ترغیب و تنبیہ کے محتاج ہوتے ہیں اور کچھ لوگ تیسرے درجہ میں بہت ناکارہ اور ضعیف الاعتقاد ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو اگر مجمع میں عبادت کا مکلف نہ کیا جائے تو وہ سستی اور کاہلی کی وجہ سے عبادت بھی چھوڑ دیتے ہیں اس وجہ سے مصلحت کا مقتضا یہی ہے کہ یہ سب لوگ اجتماعی طور پر عبادت کو ادا کریں تاکہ جو لوگ عبادت کو چھوڑنے والے ہیں وہ عبادت کرنے والوں سے ممتاز ہو جائیں۔ اور رغبت کرنے والوں اور بے رغبتی کرنے والوں میں کھلا تفاوت ہو جائے اور ناواقف لوگ علمائے کے اتباع سے واقف بن جائیں۔ اور جاہل لوگوں کو عبادت کا طریقہ معلوم ہو جائے اور اللہ کی عبادت ان لوگوں میں اس پگھلی ہوئی چاندی کی طرح سے ہو جائے جو کسی ماہر کے سامنے رکھی جائے جس سے جائز، ناجائز اور کھرے کھوٹے میں کھلا فرق ہو جائے۔ جائز کی تقویت کی جائے اور ناجائز کو روکا جائے۔

(۳) اس کے علاوہ مسلمانوں کے ایسے اجتماع میں جس میں اللہ کی طرف رغبت کرنے والے اس کی رحمت کے طلب کرنے والے اس سے ڈرنے والے موجود ہوں اور سب کے سب اللہ ہی کی طرف ہمہ تن متوجہ ہوں برکتوں کے نازل ہونے اور رحمت کے متوجہ ہونے کی عجیب خاصیت رکھی ہے۔

(۴) نیز امت محمدیہ کے قیام کا مقصد ہی یہ ہے کہ اللہ کا بول بالا ہو اور دین اسلام کو تمام دینوں پر غلبہ ہو اور یہ ممکن نہیں جب تک یہ طریقہ

رائج نہ ہو سب کے سب عوام و خواص شہر کے رہنے والے اور گاؤں کے رہنے والے چھوٹے بڑے ایک جگہ جمع ہو کر اس چیز کو جو اسلام کا سب سے بڑا شعار ہے اور سب سے بالاتر عبادت ہے ادا نہ کریں۔ ان وجوہ سے شریعت جمعہ اور جماعت کے اہتمام کی طرف متوجہ ہوئی ان کے اظہار و اعلان کی ترغیبیں اور چھوڑنے پر وعیدیں نازل ہوئیں۔ اور چونکہ اظہار و اجتماع ایک صرف محلہ اور قبیلہ کا ہے اور ایک تمام شہر کا۔ اور محلہ کا اجتماع ہر وقت سہل ہے اور تمام شہر کا ہر وقت مشکل ہے کہ اس میں تنگی ہے اس لیے محلہ کا اجتماع ہر نماز کے وقت قرار دیا اور جماعت کی نماز اس کے لیے مشروع ہوئی اور تمام شہر کا اجتماع آٹھویں دن قرار دیا اور جمعہ کی نماز اس کے لیے تجویز ہوئی۔

دوسری فصل

جماعت کے چھوڑنے پر عتاب کے بیان میں

حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنے احکام کی پابندی پر جیسے کہ انعامات کا وعدہ فرمایا ایسے ہی تعمیل نہ کرنے پر ناراضی اور عتاب بھی فرمایا ہے۔ یہ بھی اللہ کا فضل ہے کہ تعمیل میں بیکراں انعامات کا وعدہ ہے ورنہ بندگی کا مقتضا صرف عتاب ہی ہونا چاہیے تھا کہ بندگی کا فرض ہے تعمیل ارشاد۔ پھر اس پر انعام

کے کیا معنی۔ اور نافرمانی کی صورت میں جتنا بھی عتاب وعذاب ہو وہ برمحل کہ آقا کی نافرمانی سے بڑھ کر اور کیا جرم ہو سکتا ہے۔ پس کسی خاص عتاب یا تنبیہ کے فرمانے کی ضرورت نہ تھی۔ مگر پھر بھی اللہ جل شانہٗ اور اس کے پاک رسول نے ہم پر شفقت فرمائی کہ طرح طرح سے متنبہ فرمایا۔ اس کے نقصانات بتائے مختلف طور سے سمجھایا۔ پھر بھی ہم نہ سمجھیں تو اپنا ہی نقصان۔

(۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ يَمْنَعْهُ مِنِ اتِّبَاعِهٖ عُذْرٌ قَالُوْا وَمَا الْعُذْرُ قَالَ خَوْفٌ اَوْ مَرَضٌ لَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ الصَّلٰوةُ الَّتِيْ صَلّٰى۔ رواہ ابوداود وابن حبان فی صحیحہ وابن ماجہ بنحوہ کذا فی الترغیب فی المشکوۃ رواہ ابوداؤد والدارقطنی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اذان کی آواز سنے اور بلا کسی عذر کے نماز کو نہ جائے (وہیں پڑھ لے) تو وہ نماز قبول نہیں ہوتی۔ صحابہ نے عرض کیا کہ عذر سے کیا مراد ہے؟ ارشاد ہوا کہ مرض ہو یا کوئی خوف ہو۔

ف۔ قبول نہ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اس نماز پر جو ثواب اور انعام حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے ہوتا وہ نہ ہوگا۔ گو فرض ذمہ سے اتر جائیگا اور یہی مراد ہے ان حدیثوں سے جن میں آیا ہے کہ اس کی نماز نہیں ہوتی اس لیے کہ ایسا ہونا بھی کچھ ہونا ہوا جس پر انعام واکرام نہ ہوا۔ یہ ہمارے امام کے

نزدیک ہے ورنہ صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت کے نزدیک ان احادیث کی بنا پر بلا عذر جماعت کا چھوڑنا حرام ہے۔ اور جماعت سے پڑھنا فرض ہی حتّٰے کہ بہت سے علماء کے نزدیک نماز ہوتی ہی نہیں۔ حنفیہ کے نزدیک اگرچہ نماز ہو جاتی ہے مگر جماعت کے چھوڑنے کا جرم تو ہو ہی گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں یہ بھی نقل کیا گیا کہ اس شخص نے اللہ کی نافرمانی کی اور رسول کی نافرمانی کی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ جو شخص اذان کی آواز سُنے اور جماعت سے نماز نہ پڑھے نہ اس نے بھلائی کا ارادہ کیا نہ اس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا گیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اذان کی آواز سُنے اور جماعت میں حاضر نہ ہو اس کے کان پگھلے ہوئے سیسے سے بھر دیے جائیں، یہ بہتر ہے۔

(۲) عَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ اَلْجَفَاءُ کُلَّ الْجَفَاءِ وَالْکُفْرُ وَالنِّفَاقُ مَنْ سَمِعَ مُنَادِیَ اللّٰہِ یُنَادِیْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَلَا یُجِیْبُہٗ

رواہ احمد والطبرانی من روایۃ زبان بن فائد کذا فی الترغیب وفی مجمع الزوائد

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سراسر ظلم ہے اور کفر ہے اور نفاق ہے (اس شخص کا فعل) جو اللہ کے منادی (یعنی مؤذن) کی آواز سُنے اور نماز کو نہ جائے۔

رواہ الطبرانی فی الکبیر وزبان
ضعفہ ابن معین ووثقہ ابوحاتم
وعزاہ فی الجامع الصغیر الی
الطبرانی ورقم لہ بالضعف۔

ف کتنی سخت وعید اور ڈانٹ ہے اس حدیث پاک میں کہ اس
کی اس حرکت کو کافروں کا فعل اور منافقوں کی حرکت بتایا ہے کہ گویا مسلمان
سے یہ بات ہو ہی نہیں سکتی۔ ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ آدمی
کی بدبختی اور بدنصیبی کے لیے یہ کافی ہے کہ مؤذن کی آواز سُنے اور نماز کو نہ جائے
سلیمان بن ابی حثمہ جلیل القدر لوگوں میں تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے
زمانہ میں پیدا ہوئے مگر حضورؐ سے روایت سُننے کی نوبت کم عمری کی وجہ سے
نہیں آئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بازار کا نگران بنا رکھا تھا۔ ایک دن
اتفاق سے صبح کی نماز میں موجود نہ تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس طرف
تشریف لے گئے تو ان کی والدہ سے پوچھا کہ سلیمان صبح کی نماز میں نہیں تھے۔
والدہ نے کہا کہ رات بھر نفلوں میں مشغول رہا نیند کے غلبہ سے آنکھ لگ گئی
آپ نے فرمایا میں صبح کی جماعت میں شریک ہوں یہ مجھے اس سے پسند یدہ ہے
کہ رات بھر نفلیں پڑھوں۔

(۳) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
لَقَدْ ھَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ فِتْیَتِیْ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد
فرماتے ہیں کہ میرا دل چاہتا ہے کہ چند
جوانوں سے کہوں کہ بہت سا ایندھن

فَیَجْمَعُوْا اِلَیَّ حُزَمًا مِّنْ حَطَبٍ ثُمَّ اٰتِیَ قَوْمًا یُّصَلُّوْنَ فِیْ بُیُوْتِہِمْ لَیْسَتْ بِہِمْ عِلَّۃٌ فَاُحَرِّقُھَا عَلَیْہِمْ رواہ مسلم وابوداود وابن ماجۃ والترمذی کذا فی الترغیب قال السیوطی فی الدر اخرج ابن ابی شیبۃ والبخاری و مسلم وابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ رفعہ اثقل الصلوۃ علی المنافقین صلوۃ العشاء وصلوۃ الفجر ولو یعلمون ما فیہما لاتوھما ولو حبوا ولقد ھممت ان اٰمر بالصلوۃ فتقام الحدیث بنحوہ

اکٹھا کر کے لائیں۔ پھر میں ان لوگوں کے پاس جاؤں جو بلا عذر کے گھروں میں نماز پڑھ لیتے ہیں اور جا کر ان کے گھروں کو جلا دوں۔

ف۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو باوجود اس شفقت اور رحمت کے جو امت کے حال پر تھی اور کسی شخص کی ادنیٰ سی تکلیف بھی گوارا نہ تھی ان لوگوں پر جو گھروں میں نماز پڑھ لیتے ہیں اس قدر غصہ ہے کہ ان کے گھروں میں آگ لگا دینے کو بھی آمادہ ہیں۔

(۴) عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا مِنْ ثَلٰثَۃٍ فِیْ قَرْیَۃٍ وَّلَا بَدْوٍ لَا تُقَامُ فِیْہِمُ الصَّلٰوۃُ اِلَّا اسْتَحْوَذَ عَلَیْہِمُ الشَّیْطَانُ فَعَلَیْکُمْ بِالْجَمَاعَۃِ فَاِنَّمَا یَأْکُلُ الذِّئْبُ مِنَ الْغَنَمِ الْقَاصِیَۃَ رواہ احمد وابوداؤد والنسائی و ابن خزیمۃ وابن حبان فی صحیحیہما والحاکم وزاد رزین فی جامعہ وَاِنَّ ذِئْبَ الْاِنْسَانِ الشَّیْطَانُ اِذَا خَلَا بِہٖ اَکَلَہٗ کذا فی الترغیب ورقم لہ فی الجامع الصغیر بالصحۃ وصححہ الحاکم واقرہ علیہ الذہبی

ارشاد ہے کہ جس گاؤں یا جنگل میں تین آدمی ہوں اور وہاں باجماعت نماز نہ ہوتی ہو تو اُن پر شیطان مسلط ہوجاتا ہے اس لیے جماعت کو ضروری سمجھو۔ بھیڑیا اکیلی بکری کو کھا جاتا ہے اور آدمیوں کا بھیڑیا شیطان ہے

ف۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ کھیتی باڑی میں مشغول رہتے ہیں اگر تین آدمی ہوں تو ان کو جماعت سے نماز پڑھنی چاہیے بلکہ دو کو بھی جماعت سے پڑھنا اولیٰ ہے۔ کسان عام طور سے اول تو نماز پڑھتے ہی نہیں

کہ ان کے لیے کھیتی کی مشغولی اپنے نزدیک کافی عذر ہے اور جو بہت دیندار سمجھے جاتے ہیں وہ بھی اکیلے ہی پڑھ لیتے ہیں۔ حالانکہ اگر چند کھیت والے بھی ایک جگہ جمع ہو کر پڑھیں تو کتنی بڑی جماعت ہو جائے اور کتنا بڑا ثواب حاصل کریں چار پیسے کے واسطے گرمی، سردی، دھوپ، بارش سب سے بے نیاز ہو کر دن بھر مشغول رہتے ہیں لیکن اتنا بڑا ثواب ضائع کرتے ہیں اور اس کی کچھ بھی پروا نہیں کرتے۔ حالانکہ یہ لوگ اگر جنگل میں جماعت سے نماز پڑھیں تو اور بھی زیادہ ثواب کا سبب ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ پچاس نمازوں کا ثواب ہو جاتا ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب کوئی بکریاں چرانے والا کسی پہاڑ کی جڑ میں (یا جنگل میں) اذان کہتا ہے اور نماز پڑھنے لگتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ اس سے بے حد خوش ہوتے ہیں اور تعجب و تفاخر سے فرشتوں سے فرماتے ہیں دیکھو جی میرا بندہ اذان کہہ کر نماز پڑھنے لگا یہ سب میرے ڈر کی وجہ سے کر رہا ہے میں نے اس کی مغفرت کر دی اور جنت کا داخلہ طے کر دیا۔ (مشکوٰۃ)

(۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ یَّصُوْمُ النَّہَارَ وَیَقُوْمُ اللَّیْلَ وَلَا یَشْہَدُ الْجَمَاعَۃَ وَلَا الْجُمُعَۃَ فَقَالَ ھٰذَا فِی النَّارِ رواہ الترمذی موقوفا کذا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ ایک شخص دن بھر روزہ رکھتا ہے اور رات بھر نفلیں پڑھتا ہے مگر جمعہ اور جماعت میں شریک نہیں ہوتا (اس کے متعلق کیا حکم ہے؟)

فی الترغیب و فی تنبیہ الغافلین روی عن مجاھد ان رجلا جاء الی ابن عباس فقال یا ابن عباس ما تقول فی رجل فذکرہ بلفظہ زاد فی اٰخرہ فاختلف الیہ شھرا یسأله عن ذلك وھو یقول ھو فی النار

آپ نے فرمایا کہ یہ شخص جہنمی ہے۔

ف۔ گو ایک خاص زمانہ تک سزا بھگتنے کے بعد جہنم سے نکل آئے کہ بہرحال مسلمان ہے مگر نہ معلوم کتنے عرصہ تک پڑا رہنا پڑے گا۔ جاہل صوفیوں میں وظیفوں اور نفلوں کا تو زور ہوتا ہے مگر جماعت کی پروا نہیں ہوتی اس کو وہ بزرگی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ کمال بزرگی اللہ کے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اتباع ہے۔

ایک حدیث میں وارد ہے کہ تین شخصوں پر حق تعالیٰ شانہٗ لعنت بھیجتے ہیں۔ ایک اس شخص پر جس سے نمازی (کسی معقول وجہ سے) ناراض ہوں اور وہ امامت کرے۔ دوسرے اس عورت پر جس کا خاوند اس سے ناراض ہو۔ تیسرے اس شخص پر جو اذان کی آواز سنے اور جماعت میں شریک نہ ہو۔

(۶) اَخْرَجَ ابْنُ مَرْدَوَیْہِ عَنْ کَعْبِ نِ الْحِبْرِ قَالَ وَالَّذِیْ اَنْزَلَ

حضرت کعب احبار فرماتے ہیں کہ قسم ہے اس پاک ذات کی جس نے تورات حضرت

التَّوْرَاةَ عَلٰى مُوْسٰى وَالْاِنْجِيْلَ
عَلٰى عِيْسٰى وَالزَّبُوْرَ عَلٰى دَاوٗدَ
وَالْفُرْقَانَ عَلٰى مُحَمَّدٍ اُنْزِلَتْ
هٰذِهِ الْاٰيَاتُ فِى الصَّلَوٰاتِ
الْمَكْتُوْبَاتِ حَيْثُ يُنَادٰى بِهِنَّ
يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ الى قوله
وَهُمْ سَالِمُوْنَ اَلصَّلَوٰاتُ
الْخَمْسُ اِذَا نُوْدِىَ بِهَا واخرج
البيهقى فى شعب عن سعيد بن
جبير قال اَلصَّلَوٰات فى الْجَمَاعَاتِ
واخرج البيهقى عن ابن عباس
قَالَ الرَّجُلُ يَسْمَعُ الْاَذَانَ
فَلَا يُجِيْبُ الصَّلٰوةَ كذا
فى الدر المنثور قلت وتمام
الاية يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ
اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ
خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ
وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَ
هُمْ سَالِمُوْنَ ٥

موسیٰ پر اور انجیل حضرت عیسیٰ پر اور
زبور حضرت داؤد پر (علی نبینا وعلیہم
الصلوٰۃ والسلام) نازل فرمائی اور
قرآن شریف سیدنا محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا کہ یہ آیتیں
فرض نمازوں کو جماعت سے ایسی جگہ
پڑھنے کے بارے میں جہاں اذان
ہوتی ہو نازل ہوئی ہیں (ترجمہ آیات)
جس دن حق تعالیٰ شانہٗ ساق کی تجلّی
فرمائیں گے (جو ایک خاص قسم کی تجلّی
ہوگی) اور لوگ اس دن سجدہ کے لیے
بلائے جاویں گے. تو یہ لوگ سجدہ
نہیں کر سکیں گے. ان کی آنکھیں شرم
کے مارے جھکی ہوئی ہوں گی. اور ان
پر ذلت چھائی ہوئی ہوگی. اس لیے
کہ یہ لوگ دنیا میں سجدہ کی طرف بلائے
جاتے تھے اور صحیح سالم تندرست تھے
(پھر بھی سجدہ نہیں کرتے تھے)

ف. ساق کی تجلّی ایک خاص قسم کی تجلّی ہے جو میدان حشر میں ہوگی اس تجلّی کو دیکھ کر سارے مسلمان سجدہ میں گر جائیں گے. مگر بعض لوگ ایسے ہوں گے جن کی کمر تختہ ہوجائے گی اور سجدہ پر قدرت نہ ہوگی. یہ کون لوگ ہوں گے اس کے بارے میں تفسیریں مختلف وارد ہوئی ہیں. ایک تفسیر یہ ہے جو کعب احبار سے منقول ہے اور اسی کے موافق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ سے بھی منقول ہے. کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو دنیا میں جماعت نماز کے واسطے بلائے جاتے تھے اور جماعت کی نماز نہیں پڑھتے تھے. دوسری تفسیر بخاری شریف میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ یہ لوگ وہ ہوں گے جو دنیا میں ریا اور دکھلاوے کے واسطے نماز پڑھتے تھے. تیسری تفسیر یہ ہے کہ یہ کافر لوگ ہیں جو دنیا میں سرے سے نماز ہی نہیں پڑھتے تھے. چوتھی تفسیر یہ ہے کہ اس سے مراد منافق ہیں. واللہ اعلم وعلمہ اتم.

بہرحال اس تفسیر کے موافق جس کو حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ قسم کھا کر ارشاد فرما رہے ہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی امام تفسیر سے اس کی تائید ہوتی ہے. کتنا سخت معاملہ ہے کہ میدانِ حشر میں ذلّت نکبت ہو. اور جہاں سارے مسلمان سجدہ میں مشغول ہوں اس سے سجدہ ادا نہ ہوسکے. ان کے علاوہ اور بھی بہت سی وعیدیں جماعت کے چھوڑنے پر آئی ہیں. مسلمان کے لیے تو ایک بھی وعید کی ضرورت نہیں کہ اللہ اور اُس کے رسول کا حکم وارشاد ہی سب کچھ

ہے اور جس کو اس کی قدر نہیں اس کے لیے ہزار طرح کی وعیدیں بھی ہیں۔ جب سزا کا وقت آئے گا تو پشیمانی ہو گی جو بےکار ہو گی۔

تیسرا باب
خشوع خضوع کے بیان میں

بہت سے لوگ ایسے ہیں جو نماز پڑھتے ہیں اور ان میں سے بہت ایسے ہی ہیں جو جماعت کا بھی اہتمام فرماتے ہیں لیکن اس کے باوجود ایسی بُری طرح پڑھتے ہیں کہ وہ نماز اس کے اجر و ثواب کا سبب ہونا قص ہونے کی وجہ سے مُنہ پر مار دی جاتی ہے۔ گو نہ پڑھنے سے یہ بھی بہتر ہے کیونکہ نہ پڑھنے کی صورت میں جو عذاب ہے وہ بہت زیادہ سخت ہے اور اس صورت میں یہ ہوا کہ وہ قابل قبول نہ ہوئی اور منہ پر پھینک کر مار دی گئی، اس پر کوئی ثواب نہیں ہوا لیکن نہ پڑھنے میں جس درجہ کی نافرمانی اور نخوت ہوئی وہ تو اس صورت میں نہ ہوگی۔ البتہ یہ مناسب ہے کہ جب آدمی وقت خرچ کرے کاروبار چھوڑے مشقت اٹھائے تو اس کی کوشش کرنی چاہیے کہ جتنی زیادہ سے زیادہ وزنی اور قیمتی پڑھ سکے اس میں کوتاہی نہ کرے۔ حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے گو وہ قربانی کے بارے میں ہے مگر احکام تو سارے ایک ہی ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

لَنۡ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوۡمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنۡ يَّنَالُهُ التَّقۡوٰى مِنۡكُمۡ

نہ تو حق تعالےٰ شانہ کے پاس اُن کا گوشت پہنچتا ہے نہ اُن کا خون بلکہ اُس کے پاس تو تمہارا تقویٰ (اور اخلاص) پہنچتا ہے۔

پس جس درجہ کا اخلاص ہو گا اسی درجہ کی مقبولیت ہو گی حضرت معاذ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مجھے یمن کو بھیجا تو میں نے آخری وصیت کی درخواست کی۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ دین کے ہر کام میں اخلاص کا اہتمام کرنا کہ اخلاص سے تھوڑا عمل بھی بہت کچھ ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا، اخلاص والوں کے لیے خوش حالی ہو کہ وہ ہدایت کے چراغ ہیں۔ ان کی وجہ سے سخت فتنے دور ہو جاتے ہیں۔ ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالےٰ ضعیف لوگوں کی برکت سے اس امت کی مدد فرماتے ہیں نیز ان کی دعا سے ان کی نماز سے ان کے اخلاص سے (ترغیب)

نماز کے بارے میں اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:۔

فَوَيۡلٌ لِّلۡمُصَلِّيۡنَ ۝ الَّذِيۡنَ هُمۡ عَنۡ صَلَاتِهِمۡ سَاهُوۡنَ ۝ الَّذِيۡنَ هُمۡ يُرَآءُوۡنَ ۝

بڑی خرابی ہے ان لوگوں کے لیے جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں جو ایسے ہیں کہ دکھلاوا کرتے ہیں۔

بے خبر ہونے کی بھی مختلف تفسیریں کی گئی ہیں، ایک یہ کہ وقت کی خبر نہ ہو قضا کر دے۔ دوسرے یہ کہ متوجہ نہ ہو ادھر اُدھر مشغول ہو، تیسرے یہ کہ یہی خبر نہ ہو کتنی رکعتیں ہوئیں۔

دوسری جگہ منافقین کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے:۔

وَإِذَا قَامُوْٓا إِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ إِلَّا قَلِيْلًا	اور جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بہت کاہلی سے کھڑے ہوتے ہیں صرف لوگوں کو دکھلاتے ہیں (کہ ہم بھی نمازی ہیں) اور اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتے مگر بہت تھوڑا سا۔

ایک جگہ چند انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر فرما کر ارشاد ہے:۔

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا	پس ان نبیوں کے بعد بعضے ایسے ناخلف پیدا ہوئے جنہوں نے نماز کو برباد کیا اور خواہشات نفسانیہ کے پیچھے پڑ گئے سو عن قریب آخرت میں خرابی دیکھیں گے۔

غیّ کا ترجمہ لغت میں گمراہی ہے جس سے مراد آخرت کی خرابی اور ہلاکت ہے اور بہت سے مفسرین نے لکھا ہے کہ غیّ جہنم کا ایک طبقہ ہے جس میں لہو، پیپ وغیرہ جمع ہوگا اس میں یہ لوگ ڈال دیے جائیں گے۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

ایک جگہ ارشاد ہے:۔

وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ۝

اور ان کی خیر خیرات مقبول ہونے سے اور کوئی چیز بجز اس کے مانع نہیں ہے کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور نماز نہیں پڑھتے مگر کاہلی سے اور نیک کام میں خرچ نہیں کرتے مگر گرانی سے۔

اس کے بالمقابل اچھی طرح سے نماز پڑھنے والوں کے بارے میں ارشاد ہے:۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِىْ صَلٰوتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا

بے شک کامیابی اور فلاح کو پہنچ گئے وہ مومن جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں اور وہ لوگ جو لغویات سے اعراض کرنے والے ہیں اور جو زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں (یا اپنے اخلاق کو درست کرنے والے ہیں) اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں بجز اپنی

ع۵ زکوٰۃ کی تفسیر میں اختلاف ہے کہ اس جگہ مشہور معنی زکوٰۃ کے مراد ہیں یا زکوٰۃ بدنی یعنی اپنی اصلاح اور نفس کا تزکیہ۔ ۱۲ منہ

مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ط هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

بیبیوں اور باندیوں کے کہ ان میں کوئی حرج نہیں البتہ جو ان کے علاوہ اور جگہ شہوت پوری کرنا چاہیں وہ لوگ حد سے گذرنے والے ہیں۔ اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد و پیمان کی رعایت کرنے والے ہیں اور جو اپنی نمازوں کا اہتمام کرنے والے ہیں یہی لوگ جنت کے وارث ہیں جو فردوس کے وارث بنیں گے اور ہمیشہ ہمیشہ کو اس میں رہیں گے۔

حدیث میں آیا ہے کہ فردوس جنت کا اعلیٰ اور افضل ترین حصہ ہے وہاں سے جنت کی نہریں جاری ہوتی ہیں۔ اسی پر عرش الٰہی ہوگا۔ جب تم جنت کی دعا کیا کرو تو جنت الفردوس مانگا کرو۔ دوسری جگہ نماز کے بارے میں ارشادِ الٰہی ہے:۔

وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝

بے شک نماز دشوار ہے مگر جن کے دلوں میں خشوع ہے ان پر کچھ دشوار نہیں یہ وہ لوگ ہیں جو اس کا خیال رکھتے ہیں کہ بلاشبہ وہ اپنے رب سے قیامت میں ملنے والے ہیں اور مرنے کے بعد اسی کی طرف

لوٹ کے جانے والے ہیں۔

ایسے ہی لوگوں کی تعریف میں ایک جگہ ارشاد خداوندی ہے

فِیۡ بُیُوۡتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنۡ تُرۡفَعَ وَیُذۡکَرَ فِیۡہَا اسۡمُہٗ یُسَبِّحُ لَہٗ فِیۡہَا بِالۡغُدُوِّ وَ الۡاٰصَالِ ۙ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلۡہِیۡہِمۡ تِجَارَۃٌ وَّ لَا بَیۡعٌ عَنۡ ذِکۡرِ اللّٰہِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَ اِیۡتَآءِ الزَّکٰوۃِ ۪ۙ یَخَافُوۡنَ یَوۡمًا تَتَقَلَّبُ فِیۡہِ الۡقُلُوۡبُ وَ الۡاَبۡصَارُ ٭ۙ لِیَجۡزِیَہُمُ اللّٰہُ اَحۡسَنَ مَا عَمِلُوۡا وَ یَزِیۡدَہُمۡ مِّنۡ فَضۡلِہٖ ؕ وَ اللّٰہُ یَرۡزُقُ مَنۡ یَّشَآءُ بِغَیۡرِ حِسَابٍ ﴿۰﴾

ایسے گھروں میں جن کے متعلق اللہ جل شانہٗ نے حکم فرمادیا ہے کہ ان کا ادب کیا جائے ان کو بلند کیا جائے ان میں صبح وشام اللہ کی تسبیح کرتے ہیں ایسے لوگ جن کو اللہ کی یاد سے اور نماز کے قائم کرنے سے اور زکوٰۃ کے دینے سے نہ تو تجارت غافل کرتی ہے نہ خرید فروخت غفلت میں ڈالتی ہے وہ لوگ ایسے دن کی سختی سے ڈرتے ہیں جس دن دل اور آنکھیں الٹ پلٹ ہوجائیں گی۔ (یعنی قیامت کا دن) اور وہ لوگ یہ سب کچھ اس لیے کرتے ہیں کہ اللہ جل شانہٗ ان کے نیک اعمال کا بدلہ ان کو عطا فرمادیں۔ اور بدلہ سے بھی بہت زیادہ انعامات اپنے فضل سے عطا فرمادیں اور اللہ جل شانہٗ تو جس کو چاہتے ہیں بے شمار عطا فرمادیتے ہیں ۔

* تُو وہ داتا ہے کہ دینے کے لیے
در تری رحمت کے ہیں ہر دم کھلے

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز قائم کرنے سے یہ مُراد ہے کہ اس کے رکوع سجدہ کو اچھی طرح ادا کرے، ہمہ تن متوجہ رہے اور خشوع کے ساتھ پڑھے۔ قتادہ سے بھی یہی نقل کیا گیا کہ نماز کا قائم کرنا اس کے اوقات کی حفاظت رکھنا اور وضو کا اور رکوع سجدے کا اچھی طرح ادا کرنا ہے یعنی جہاں جہاں قرآن شریف میں اَقَامَ الصَّلٰوۃَ اور یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ آیا ہے یہی مُراد ہے (د) ایسی لوگ ہیں جن کی تعریف دوسری جگہ ان الفاظ سے ارشاد فرمائی گئی:۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا ۝

اور رحمٰن کے خاص بندے وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر عاجزی سے (اکڑ کے نہیں چلتے) اور جب ان سے جاہل لوگ (جہالت کی) بات کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ سلام (یعنی سلامتی کی بات کرتے ہیں جو رفع شر کی ہو یا بس دور ہی سے سلام) اور یہ وہ لوگ ہیں جو گذار دیتے ہیں اپنے رب کے لیے سجدے کرنے میں نماز میں کھڑے رہنے میں۔

آگے ان کے اور چند اوصاف ذکر فرمانے کے بعد ارشاد ہے:۔

اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ۙ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝	یہی لوگ ہیں جن کو جنت کے بالاخانے بدلہ میں دیے جائیں گے اس لیے کہ انہوں نے صبر کیا (یا دین پر ثابت قدم رہے) اور جنت میں فرشتوں کی طرف سے دُعا وسلام سے استقبال کیا جائے گا۔ اور اس جنت میں وہ ہمیشہ رہیں گے کیا ہی اچھا ٹھکانا اور رہنے کی جگہ ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:-

وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۙ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۝	اور فرشتے ہر دروازے سے داخل ہونگے اور کہیں گے کہ تم پر سلام (اور سلامتی) ہو اس وجہ سے کہ تم نے صبر کیا (یا دین پر مضبوط اور ثابت قدم رہے) پس کیا ہی اچھا انجام کار ٹھکانا ہے۔

انہیں لوگوں کی تعریف دوسری جگہ ان الفاظ سے فرمائی گئی ہے:-

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ فَلَا تَعْلَمُ	(وہ لوگ ایسے ہیں کہ رات کو) اُن کے پہلو اُن کی خواب گاہوں اور بستروں سے علیحدہ رہتے ہیں (کہ نماز پڑھتے رہتے ہیں اور) اپنے رب کو عذاب کے

نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءً ۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

ڈر سے اور ثواب کی امید میں پکارتے رہتے ہیں اور ہماری عطا کی ہوئی چیزوں سے خرچ کرتے ہیں سو کوئی بھی نہیں جانتا کہ ایسے لوگوں کے لیے کیا کچھ آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان پردۂ غیب میں موجود ہے جو بدلہ ہے ان کے نیک اعمال کا.

انہیں لوگوں کی شان میں ہے :-

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ۙ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ۝ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ۝ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝

بے شک متقی لوگ جنتوں اور پانی کے چشموں کے درمیان ہوں گے اور ان کو ان کے رب اور مالک نے جو کچھ ثواب عطا فرمایا اس کو خوشی لے رہے ہوں گے اور کیوں نہ ہو کہ وہ لوگ اس سے پہلے (دنیا میں) اچھے کام کرنے والے تھے۔ وہ لوگ رات کو بہت کم سوتے تھے اور اخیر شب میں استغفار کرنے والے تھے۔

ایک جگہ ارشاد خداوندی ہے :-

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ

(کیا برابر ہو سکتا ہے بے دین) اور وہ شخص جو عبادت کرنے والا ہو رات کے

الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

اوقات میں کبھی سجدہ کرنے والا ہو اور کبھی نیت باندھ کر کھڑا ہونے والا ہو آخرت سے ڈرتا ہو اور اپنے رب کی رحمت کا امیدوار ہو (اچھا آپ ان سے یہ پوچھیں) کہیں علم اور جاہل برابر ہو سکتا ہے؟ (اور یہ ظاہر ہے کہ عالم اپنے رب کی عبادت کرے ہی گا اور جو ایسے کریم مولیٰ کی عبادت نہ کرے وہ جاہل بلکہ اجہل ہے ہی) نصیحت وہی لوگ مانتے ہیں جو اہل عقل ہیں۔

٩ ایک جگہ ارشاد ہے:-

اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ۝ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ۝ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ۝ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ۝

اس میں شک نہیں کہ انسان غیر مستقل مزاج پیدا ہوا ہے کہ جب کوئی تکلیف اس کو پہنچتی ہے تو بہت زیادہ گھبرا جاتا ہے اور جب کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو بخل کرنے لگتا ہے کہ دوسرے کو یہ بھلائی نہ پہونچے مگر ہاں وہ نمازی جو اپنی نماز کے ہمیشہ پابند رہتے ہیں اور سکون ووقار سے پڑھنے والے ہیں۔

آگے ان کی اور چند صفتیں ذکر فرمانے کے بعد ارشاد ہی:۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ۝ — اور وہ لوگ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کا جنتوں میں اکرام کیا جائے گا۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات ہیں جن میں نماز کا حکم اور نمازیوں کے فضائل ان کے اعزاز و اکرام ذکر فرمائے گئے ہیں اور حقیقت میں نماز ایسی ہی دولت ہے۔ اسی وجہ سے دوجہان کے سردار فخر رسل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ اسی وجہ سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ دعا فرماتے ہیں:۔

رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ۝ — اے رب مجھ کو نماز کا خاص اہتمام کرنے والا بنادے اور میری اولاد میں سے (بھی ایسے لوگ پیدا فرما جو اہتمام کرنے والے ہوں) اے ہمارے رب میری یہ دعا قبول فرمالے۔

اللہ کا ایک پیارا نبی جس کو خلیل ہونے کا بھی فخر ہے وہ نماز کی پابندی اور اہتمام کو اللہ ہی سے مانگتا ہے۔ خود حق سبحانہٗ و تقدس اپنے محبوب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرماتے ہیں:۔

وَأْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْئَلُكَ — اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کرتے رہیے اور خود بھی اس کا اہتمام کیجیے۔ ہم

لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ۝ آپ سے روزی (کموانا) نہیں چاہتے روزی تو آپ کو ہم دیں گے اور بہترین انجام تو پرہیز گاری کا ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ تنگی وغیرہ پیش آتی تو گھر والوں کو نماز کا حکم فرماتے اور یہ آیت تلاوت فرماتے۔ اور یہی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا بھی معمول نقل کیا گیا ہے کہ جب بھی ان حضرات کو کوئی دقت پیش آتی تو نماز میں مشغول ہو جاتے۔ مگر ہم لوگ اس اہم چیز سے ایسے غافل اور بے نیاز ہیں کہ اسلام اور مسلمانی کے لمبے لمبے دعووں کے باوجود بھی ادھر متوجہ نہیں ہوتے۔ بلکہ اگر کوئی بلانے والا کہنے والا کھڑا ہوتا ہے تو اس پہ فقرے کستے ہیں، اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ مگر کسی کا کیا نقصان ہے اپنا ہی کچھ کھوتے ہیں۔ اور جو لوگ نماز پڑھتے بھی ہیں ان میں سے بھی اکثر ایسی پڑھتے ہیں جس کو نماز کے ساتھ مذاق سے اگر تعبیر کیا جائے تو بے جا نہیں کہ اکثر ارکان بھی پورے طور سے ادا نہیں کرتے خشوع خضوع کا تو کیا ذکر ہے حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ سامنے ہے وہ ہر کام خود کر کے دکھلا گئے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے کارنامے بھی سامنے ہیں ان کا اتباع کرنا چاہیے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے چند قصے نمونہ کے طور پر میں اپنے رسالہ حکایاتِ صحابہ میں لکھ چکا ہوں یہاں ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں البتہ اس رسالہ میں چند حکایات صوفیا کی نقل کرنے کے بعد چند ارشادات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقل کرتا ہوں:-

حکایت

شیخ عبد الواحدؒ مشہور صوفیا میں ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ایک روز نیند کا اتنا غلبہ ہوا کہ رات کو اوراد و وظائف بھی چھوٹ گئے۔ خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت حسین خوب صورت لڑکی سبز ریشمی لباس پہنے ہوئے ہے جس کے پاؤں کی جوتیاں تک تسبیح میں مشغول ہیں۔ کہتی ہے کہ میری طلب میں کوشش کر میں تیری طلب میں ہوں۔ اس کے بعد اس نے چند شوقیہ شعر پڑھے۔ یہ خواب سے اٹھے اور قسم کھالی کہ رات کو نہیں سوؤں گا۔ کہتے ہیں کہ چالیس برس تک صبح کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھی۔ (نزہۃ)

حکایت

شیخ مظہر سعدی ایک بزرگ ہیں جو اللہ جل شانہ کے عشق و شوق میں ساٹھ برس تک روتے رہے۔ ایک شب خواب میں دیکھا گویا ایک نہر ہے جس میں خالص مشک بھرا ہوا ہے اس کے کناروں پر موتیوں کے درخت سونے کی شاخوں والے لہلہا رہے ہیں۔ وہاں چند نوعمر لڑکیاں پکار پکار کر اللہ کی تسبیح میں مشغول ہیں۔ انہوں نے پوچھا تم کون ہو؟ تو انہوں نے دو شعر پڑھے جن کا مطلب یہ تھا کہ ہم کو لوگوں کے معبود اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پروردگار نے ان لوگوں کے واسطے پیدا فرمایا ہے جو رات کو اپنے پروردگار کے سامنے اپنے قدموں پر کھڑے رہتے ہیں اور اپنے اللہ سے مناجات

کرتے رہتے ہیں

حکایت

ابوبکر ضریر کہتے ہیں کہ میرے پاس ایک نوجوان غلام رہتا تھا۔ دن بھر روزہ رکھتا تھا اور رات بھر تہجد پڑھتا۔ ایک دن وہ میرے پاس آیا اور بیان کیا کہ میں اتفاق سے آج رات سو گیا تھا۔ خواب میں دیکھا کہ محراب کی دیوار پھٹی اس میں سے چند حسین لڑکیاں نہایت خوب صورت ظاہر ہوئیں مگر ایک ان میں نہایت بد صورت بھی ہے۔ میں نے ان سے پوچھا تم کون ہو اور یہ بد صورت کون ہے؟ کہنے لگیں کہ ہم تیری گذشتہ راتیں ہیں اور یہ تیری آج کی رات ہے۔ (نزہتہ)

حکایت

ایک بزرگ کہتے ہیں کہ مجھے ایک رات ایسی گہری نیند آئی کہ آنکھ نہ کھلی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک ایسی نہایت حسین لڑکی ہے کہ اس جیسی میں نے عمر بھر نہیں دیکھی۔ اس میں سے ایسی تیز خوشبو مہک رہی تھی کہ میں نے ویسی خوشبو بھی کبھی نہیں سونگھی۔ اس نے مجھے ایک کاغذ کا پرچہ دیا جس میں تین شعر لکھے ہوئے تھے ان کا مطلب یہ تھا کہ تو نیند کی لذت میں مشغول ہو کر جنت کے بالاخانوں سے غافل ہو گیا جہاں ہمیشہ تجھے رہنا ہے۔ اور موت بھی وہاں نہ آئے گی۔ اپنی نیند سے اٹھ سونے سے تہجد میں قرآن پڑھنا بہت

بہتر ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد سے جب مجھے نیند آتی ہے اور یہ اشعار یاد آتے ہیں تو نیند بالکل اُڑ جاتی ہے۔

حکایت

حضرت عطا فرماتے ہیں کہ میں ایک بازار میں گیا وہاں ایک باندی فروخت ہو رہی تھی جو دیوانی بتائی جاتی تھی۔ میں نے سات دینار میں خرید لی اور اپنے گھر لے آیا۔ جب رات کا کچھ حصہ گذرا تو میں نے دیکھا کہ وہ اٹھی وضو کیا نماز شروع کر دی اور نماز میں اس کی یہ حالت تھی کہ روتے روتے اس کا دم نکلا جاتا تھا۔ نماز کے بعد اُس نے مناجات شروع کی اور یہ کہنے لگی اے میرے معبود آپ کو مجھ سے محبت رکھنے کی قسم مجھ پر رحم فرما۔ میں نے اس سے کہا کہ اس طرح نہ کہو یوں کہو کہ مجھے تجھ سے محبت رکھنے کی قسم۔ یہ سُنکر اُس کو غصہ آگیا اور کہنے لگی قسم ہے اُس ذات کی اگر اس کو مجھ سے محبت نہ ہوتی تو تجھے میٹھی نیند نہ سُلاتا اور مجھے یوں نہ کھڑا رکھتا۔ پھر اوندھے مُنھ گر گئی۔ اور چند شعر پڑھے جن کا مطلب یہ ہے کہ بے چینی بڑھتی جا رہی ہے اور دل جلا جا رہا ہے اور صبر جاتا رہا اور آنسو بہہ رہے ہیں۔ اس شخص کو کس طرح قرار آسکتا ہے جس کو عشق و شوق اور اضطراب سے چین ہی نہیں اے اللہ اگر کوئی خوشی کی چیز ہو تو اس کو عطا فرما کر مجھ پر احسان فرما۔ اس کے بعد بلند آواز سے یہ دعا کی کہ یا اللہ میرا اور آپ کا معاملہ اب تک پوشیدہ تھا اب مخلوق کو خبر ہو چلی اب مجھے اُٹھا لیجیے یہ کہہ کر زور سے ایک چیخ ماری

اور مر گئی۔

حکایت

اسی قسم کا ایک واقعہ حضرت سری کے ساتھ بھی پیش آیا۔ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی خدمت کے لیے ایک باندی خریدی۔ ایک مدت تک وہ میری خدمت کرتی رہی اور اپنی حالت کا مجھ سے اخفا کرتی۔ اس کی نماز کی ایک جگہ متعین تھی۔ جب کام سے فارغ ہو جاتی وہاں جا کر نماز میں مشغول ہو جاتی ایک رات میں نے دیکھا کہ وہ کبھی نماز پڑھتی ہے اور کبھی مناجات میں مشغول ہو جاتی ہے۔ اور کہتی ہے کہ آپ اس محبت کے وسیلہ سے جو مجھ سے ہے فلاں فلاں کام کر دیں۔ میں نے آواز سے کہا کہ اے عورت یوں کہہ کہ میری محبت کے وسیلہ سے جو مجھے آپ سے ہے۔ کہنے لگی میرے آقا اگر اس کو مجھ سے محبت نہ ہوتی تو تمھیں نماز سے بٹھلا کر مجھے کھڑا نہ کرتا سری کہتے ہیں جب صبح ہوئی تو میں نے اس کو بلا کر کہا کہ تو میری خدمت کے قابل نہیں اللہ ہی کی عبادت کے لائق ہے۔ اس کو کچھ سامان دے کر آزاد کر دیا (نزہتہ)

حکایت

حضرت سری سقطی ایک عورت کا حال فرماتے ہیں کہ جب وہ تہجد کی نماز کو کھڑی ہوتی تو کہتی اے اللہ ابلیس بھی تیرا ایک بندہ ہے اس کی پیشانی تیرے قبضہ میں ہے وہ مجھے دیکھتا ہے اور میں اسے نہیں دیکھ سکتی۔ تو اُسے

دیکھتا ہے اور اس کے سارے کاموں پر قادر ہے اور وہ تیرے کسی کام پر بھی قدرت نہیں رکھتا۔ اے اللہ اگر وہ میری بُرائی چاہے تو تُو اس کو دفع کر اور وہ میرے ساتھ مکر کرے تو تُو اس کے مکر کا انتقام لے میں اس کے شر سے تیری پناہ مانگتی ہوں اور تیری مدد سے اس کو دھکیلتی ہوں۔ اس کے بعد وہ روتی رہتی تھی حتٰے کہ روتے روتے اس کی ایک آنکھ جاتی رہی۔ لوگوں نے اس سے کہا خدا سے ڈر کہیں دوسری آنکھ بھی نہ جاتی رہے۔ اس نے کہا اگر یہ آنکھ جنت کی آنکھ ہے تو اللہ جل شانہٗ اس سے بہتر عطا فرمائیں گے اور اگر دوزخ کی آنکھ ہے تو اس کا دور ہی ہونا اچھا۔

حکایت

شیخ ابو عبداللہ جلاء فرماتے ہیں کہ ایک دن میری والدہ نے میرے والد سے مچھلی کی فرمائش کی۔ والد صاحب بازار تشریف لے گئے میں بھی ساتھ تھا۔ مچھلی خریدی۔ گھر تک لانے کے واسطے مزدور کی تلاش تھی کہ ایک نو عمر لڑکا جو پاس ہی کھڑا تھا کہنے لگا چچا جان اسے اٹھانے کے واسطے مزدور چاہیے؟ کہا ہاں۔ اس لڑکے نے اپنے سر پر اٹھائی اور ہمارے ساتھ چل دیا۔ راستہ میں اُس نے اذان کی آواز سُن لی کہنے لگا اللہ کے منادی نے بُلایا ہے مجھے وضو بھی کرنا ہے نماز کے بعد لے جاسکوں گا آپ کا دل چاہے انتظار کر لیجیے ورنہ اپنی مچھلی لے لیجیے یہ کہہ کر مچھلی رکھ کر چلا گیا۔ میرے والد صاحب کو خیال آیا کہ یہ مزدور لڑکا تو ایسا کرے ہمیں بطریق اولیٰ اللہ پر بھروسہ

کرنا چاہیے۔ یہ سوچ کر وہ بھی مچھلی رکھ کر مسجد میں چلے گئے۔ نماز سے فارغ ہو کر ہم سب آئے تو مچھلی اسی طرح رکھی ہوئی تھی۔ اس لڑکے نے اٹھا کر ہمارے گھر پہنچادی۔ گھر جا کر والد نے یہ عجیب قصہ والدہ کو سنایا۔ انہوں نے فرمایا کہ اس کو روک لو وہ بھی مچھلی کھا کر جائے۔ اس سے کہا گیا اس نے جواب دیا کہ میرا تو روزہ ہے۔ والد نے اصرار کیا کہ شام کے وقت یہیں آکر افطار کرے لڑکے نے کہا کہ میں ایک دفعہ جا کر دوبارہ نہیں آتا یہ ممکن ہے کہ میں پاس ہی مسجد میں ہوں شام کو آپ کی دعوت کھا کر چلا جاؤں گا۔ یہ کہہ کر وہ قریب ہی مسجد میں چلا گیا۔ شام کو بعد مغرب آیا کھانا کھایا اور کھانے سے فراغت پر اس کو تخلیہ کی جگہ بتا دی۔ ہمارے قریب ہی ایک اپاہج عورت رہا کرتی تھی۔ ہم نے دیکھا کہ وہ بالکل اچھی تندرست آرہی ہے ہم نے اس کو پوچھا کہ تو کس طرح اچھی ہوگئی۔ کہا میں نے اس مہمان کے طفیل سے دعا کی تھی کہ یا اللہ اس کی برکت سے مجھے اچھا کر دے میں فوراً اچھی ہوگئی۔ اس کے بعد جب ہم اس کے تخلیہ کی جگہ اس کو دیکھنے گئے تو دیکھا دروازے بند ہیں اس مرد کا کہیں پتہ نہیں۔

حکایت

ایک بزرگ کا قصہ لکھا ہے کہ ان کے پاؤں میں پھوڑا نکل آیا۔ طبیبوں نے کہا اگر ان کا پاؤں نہ کاٹا گیا تو ہلاکت کا اندیشہ ہے۔ اُن کی والدہ نے کہا ابھی ٹھیر جاؤ جب یہ نماز کی نیت باندھیں تو کاٹ لینا۔

چنانچہ ایسا ہی کیا گیا ان کو خبر بھی نہ ہوئی۔

حکایت

ابو عامر کہتے ہیں کہ میں نے ایک باندی دیکھی جو بہت کم داموں پر فروخت ہو رہی تھی، جو نہایت دُبلی پتلی تھی۔ اُس کا پیٹ کمر سے لگ رہا تھا۔ بال بکھرے ہوئے تھے میں نے اُس پر رحم کھا کر اس کو خرید لیا اس سے کہا کہ ہمارے ساتھ بازار چل۔ رمضان المبارک کے واسطے کچھ ضروری سامان خرید لیں کہنے لگی اللہ کا شکر ہے جس نے میرے واسطے سارے مہینے یکساں کر دیے۔ وہ ہمیشہ دن کو روزہ رکھتی۔ رات بھر نماز پڑھتی۔ جب عید قریب آئی تو میں نے اس سے کہا کہ کل صبح بازار چلیں گے تو بھی ساتھ چلنا عید کے واسطے کچھ ضروری سامان خرید لائیں گے۔ کہنے لگی میرے آقا تم تو دنیا میں بہت ہی مشغول ہو پھر اندر گئی اور نماز میں مشغول ہو گئی اور اطمینان سے ایک ایک آیت مزے لے لے کر پڑھتی رہی۔ حتٰی کہ اس آیت پر پہنچی وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ (ابراہیم ع ۳) اس آیت کو بار بار پڑھتی رہی اور ایک چیخ مار کر اس دنیا سے رخصت ہو گئی۔

حکایت

ایک سید صاحب کا قصہ لکھا ہے کہ بارہ دن تک ایک ہی وضو سے ساری نمازیں پڑھیں اور پندرہ ۱۵ برس مسلسل لیٹنے کی نوبت نہیں آئی۔

کئی کئی دن ایسے گذر جاتے کہ کوئی چیز چکھنے کی نوبت نہ آتی تھی۔

اہل مجاہدہ لوگوں میں اس قسم کے واقعات بہت کثرت سے ملتے ہیں ان حضرات کی حرص تو بہت مشکل ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے ان کو پیدا ہی اس لیے فرمایا تھا۔ لیکن جو حضرات اکابر کہ دوسرے دینی اور دنیوی مشاغل میں مشغول تھے ان کی حرص بھی ہم جیسوں کو دشوار ہے۔

× حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے سب ہی واقف ہیں خلفاء راشدین کے بعد انہیں کا شمار ہے۔ ان کی بیوی فرماتی ہیں کہ عمر بن عبد العزیز سے زیادہ وضو اور نماز میں مشغول ہونے والے تو اور بھی ہوں گے مگر ان سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا میں نے نہیں دیکھا۔ عشاء کی نماز کے بعد مصلے پر بیٹھ جاتے اور دُعا کے واسطے ہاتھ اٹھاتے اور روتے رہتے حتیٰ کہ اسی میں نیند کا غلبہ ہوتا تو آنکھ لگ جاتی پھر جب کُھل جاتی تو اسی طرح روتے رہتے اور دعا میں مشغول رہتے۔ کہتے ہیں کہ خلافت کے بعد سے جنابت کے غسل کی نوبت نہیں آئی۔ ان کی بیوی عبد الملک بادشاہ کی بیٹی تھیں۔ باپ نے بہت سی زیورات جواہر دیے تھے اور ایک ایسا ہیرا دیا تھا جس کی نظیر نہیں تھی آپ نے بیوی سے فرمایا کہ دو باتوں میں سے ایک اختیار کر۔ یا تو وہ زیور سارا اللہ واسطے دے کہ میں اس کو بیت المال میں داخل کر دوں، یا مجھ سے جُدائی اختیار کر لے۔ مجھے یہ چیز ناگوار ہے کہ میں اور وہ مال ایک گھر میں جمع رہیں۔ بیوی نے عرض کیا کہ وہ مال کیا چیز ہے میں اس سے کئی چند زیادہ پر بھی آپ کو نہیں چھوڑ سکتی یہ کہہ کر سب بیت المال میں داخل کر دیا۔ آپ کے انتقال کے

بعد جب عبد الملک کا بیٹا یزید بادشاہ بنا تو اس نے بہن سے دریافت کیا۔ اگر تم چاہو تو تمہارا زیور تم کو واپس دے دیا جائے۔ فرمانے لگیں کہ جب میں ان کی زندگی میں اس سے خوش نہ ہوئی تو ان کے مرنے کے بعد اس سے کیا خوش ہوں گی۔ مرض الموت میں آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ اس مرض کے متعلق کیا خیال کیا جاتا ہے؟ کسی نے عرض کیا کہ لوگ جادو سمجھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ نہیں۔ پھر ایک غلام کو بلایا۔ اس سے پوچھا کہ تجھے زہر دینے پر کس چیز نے تجھ کو آمادہ کیا؟ اس نے کہا سو ۱۰۰ دینار دیئے گئے اور آزادی کا وعدہ کیا گیا۔ آپ نے فرمایا وہ دینار لے آ۔ اس نے حاضر کیے آپ نے ان کو بیت المال میں داخل فرما دیا۔ اور اس غلام سے فرمایا تو کسی ایسی جگہ چلا جا جہاں تجھے کوئی نہ دیکھے۔ انتقال کے وقت مسلمہ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ نے اولاد کے ساتھ ایسا کیا جو کسی نے بھی نہیں کیا ہوگا۔ آپ کے تیرہ ۱۳ بیٹے ہیں اور ان کے لیے نہ کوئی روپیہ آپ نے چھوڑا نہ پیسہ۔ آپ نے فرمایا ذرا مجھے بٹھا دو۔ بیٹھ کر فرمایا کہ میں نے ان کا کوئی حق نہیں دبایا اور جو دوسروں کا حق تھا وہ ان کو دیا نہیں۔ پس اگر وہ صلح ہیں تو اللہ جل شانہ خود ان کا کفیل ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ (وہی متولی ہے صلحاء کا) اور اگر وہ گنہگار ہیں تو ان کی مجھے بھی کچھ پرواہ نہیں

حضرت امام احمد بن حنبل جو فقہ کے مشہور امام ہیں دن بھر مسائل میں مشغول رہنے کے باوجود رات دن میں تین سو رکعات نفل پڑھتے تھے۔

حضرت سعید بن جبیر ایک رکعت میں پورا قرآن شریف پڑھ لیتے تھے۔

محمد بن منکدر رحفاظ حدیث میں ہیں۔ ایک رات تہجد میں اتنی کثرت سے روئے کہ حد نہ رہی۔ کسی نے دریافت کیا تو فرمایا تلاوت میں یہ آیت آگئی تھی وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ (اخیر تک س زمر ع ۵) اوپر کی آیت میں اس کا ذکر ہے کہ اگر ظلم کرنے والوں کے پاس دنیا کی ساری چیزیں ہوں اور اتنی ہی ان کے ساتھ اور بھی ہوں تو وہ قیامت کے دن سخت عذاب سے چھوٹنے کے لیے فدیہ کے طور پر دینے لگیں۔ اس کے بعد ارشاد ہے وَبَدَا لَهُمْ الآیۃ اور اللہ کی طرف سے ان کے لیے (عذاب کا) وہ معاملہ پیش آئے گا جس کا ان کو گمان بھی نہ تھا اور اس وقت ان کو اپنی تمام بد اعمالیاں ظاہر ہو جائیں گی۔ محمد بن منکدر وفات کے وقت بھی بہت گھبرا رہے تھے اور فرماتے تھے کہ اسی آیت سے ڈر رہا ہوں۔

ثابت بنانی حفاظ حدیث میں ہیں اس قدر اللہ کے سامنے روتے تھے کہ حد نہیں۔ کسی نے عرض کیا کہ آنکھیں جاتی رہیں گی۔ فرمایا کہ ان آنکھوں سے اگر روئیں نہیں تو فائدہ ہی کیا ہے۔ اس کی دعا کیا کرتے تھے کہ یا اللہ اگر کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت ہو سکتی ہو تو مجھے بھی ہو جائے۔ ابوسنان کہتے ہیں خدا کی قسم میں ان لوگوں میں تھا جنھوں نے ثابت کو دفن کیا۔ دفن کرتے ہوئے لحد کی ایک اینٹ گر گئی تو میں نے دیکھا کہ وہ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں نے اپنے ساتھی سے کہا دیکھو یہ کیا ہو رہا ہے۔ اس نے مجھے کہا چپ ہو جاؤ۔ جب دفن کر چکے تو ان کے گھر جا کر ان کی بیٹی سے دریافت کیا کہ ثابت کا عمل کیا تھا؟ اس نے کہا کیوں پوچھتے ہو؟ ہم نے قصہ بیان کیا

اُس نے کہا کہ پچاس برس شب بیداری کی اور صبح کو ہمیشہ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ یا اللہ اگر تو کسی کو یہ دولت عطا کرے کہ وہ قبر میں نماز پڑھے تو مجھے بھی عطا فرما۔ (اقامۃ الحجۃ)

حضرت امام ابو یوسف باوجود علمی مشاغل کے جو سب کو معلوم ہیں اور ان کے علاوہ قاضی القضاۃ ہونے کی وجہ سے قضا کے مشاغل علیحدہ تھے۔ لیکن پھر بھی دو سو رکعات نوافل روزانہ پڑھتے تھے۔

حکایت

محمد بن نصر مشہور محدث ہیں۔ اس انہماک سے نماز پڑھتے تھے جس کی نظیر مشکل ہے۔ ایک مرتبہ پیشانی پر ایک بھڑ نے کاٹا جس کی وجہ سے خون بھی نکل آیا۔ مگر نہ حرکت ہوئی نہ خشوع خضوع میں کوئی فرق آیا۔ کہتے ہیں کہ نماز میں لکڑی کی طرح سے بے حرکت کھڑے رہتے تھے۔

بقی بن مخلد روزانہ تہجد اور وتر کی تیرہ رکعت میں ایک قرآن شریف پڑھا کرتے تھے۔

حضرت ہناد ایک محدث ہیں۔ ان کے شاگرد کہتے ہیں کہ وہ بہت ہی زیادہ روتے تھے۔ ایک مرتبہ صبح کو ہمیں سبق پڑھاتے رہے اس کے بعد وضو وغیرہ سے فارغ ہو کر زوال تک نفلیں پڑھتے رہے۔ دوپہر کو گھر تشریف لے گئے اور تھوڑی دیر میں آ کر ظہر کی نماز پڑھائی اور عصر تک نفلوں میں مشغول رہے پھر عصر کی نماز پڑھائی اور قرآن پاک کی تلاوت مغرب

تک فرماتے رہے۔ مغرب کے بعد میں واپس چلا آیا۔ میں نے ان کے ایک پڑوسی سے تعجب سے کہا کہ یہ شخص کس قدر عبادت کرنے والے ہیں۔ اس نے کہا کہ ستر برس سے ان کا یہی عمل ہے اور اگر تم ان کی رات کی عبادت دیکھو گے تو اور بھی تعجب کروگے۔

مسروق ایک محدث ہیں ان کی بیوی کہتی ہیں کہ وہ نماز میں اتنی لمبی لمبی پڑھا کرتے تھے کہ ان کی پنڈلیوں پر ہمیشہ اس کی وجہ سے ورم رہتا تھا۔ اور میں ان کے پیچھے بیٹھی ہوئی ان کے حال پر ترس کھا کر رویا کرتی تھی۔

سعید بن المسیب کے متعلق لکھا ہے کہ پچاس برس تک عشا اور صبح ایک ہی وضو سے پڑھی۔ اور ابوالمعتمر کے متعلق لکھا ہے کہ چالیس برس تک ایسا ہی کیا۔

امام غزالی نے ابوطالب مکی سے نقل کیا کہ چالیس تابعیوں سے تواتر کے طریق سے یہ بات ثابت ہے کہ وہ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے تھے ان میں سے بعض کا چالیس برس تک یہی عمل رہا۔ (اتحاف)

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق تو بہت کثرت سے یہ چیز نقل کی گئی کہ تیس[۳۰] یا چالیس[۴۰] یا پچاس[۵۰] برس عشاء اور صبح ایک وضو سے پڑھی۔ اور یہ اختلاف نقل کرنے والوں کے اختلاف کی وجہ سے ہے کہ جس شخص کو جتنے سال کا علم ہوا اتنا ہی نقل کیا۔ لکھا ہے کہ آپ کا معمول صرف دوپہر کو تھوڑی دیر سونے کا تھا اور یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ دوپہر کے سونے کا حدیث میں حکم ہے۔

حضرت امام شافعی صاحبؒ کا معمول تھا کہ رمضان میں ساٹھ قرآن شریف نماز میں پڑھتے تھے۔ ایک شخص کہتے ہیں کہ میں کئی روز تک امام شافعی کے یہاں رہا صرف رات کو تھوڑی دیر سوتے تھے۔

حضرت امام احمد بن حنبل تین سو رکعتیں روزانہ پڑھتے تھے اور جب بادشاہِ وقت نے آپ کے کوڑے لگوائے اور اس کی وجہ سے ضعف بہت ہوگیا تو ڈیڑھ سو رہ گئی تھیں اور تقریباً اسی برس کی عمر تھی۔

ابو عتاب سلمی چالیس برس تک رات بھر روتے تھے اور دن کو ہمیشہ روزہ رکھتے۔

ان کے علاوہ ہزاروں لاکھوں واقعات توفیق والوں کے کتب تواریخ میں مذکور ہیں جن کا احاطہ بھی دشوار ہے۔ نمونہ اور مثال کے لیے یہی واقعات کافی ہیں۔ حق تعالیٰ شانہٗ مجھے بھی اور ناظرین کو بھی ان حضرات کے اتباع کا کچھ حصہ اپنے لطف و فضل سے نصیب فرمائیں۔ آمین۔

(۱) عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَنْصَرِفُ وَمَا كُتِبَ لَهٗ اِلَّا عُشْرُ صَلٰوتِهٖ تُسْعُهَا ثُمْنُهَا سُبْعُهَا سُدُسُهَا خُمُسُهَا رُبُعُهَا ثُلُثُهَا نِصْفُهَا رواه ابوداؤد وقال المنذری

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آدمی نماز سے فارغ ہوتا ہے اور اس کے لیے ثواب کا دسواں حصہ لکھا جاتا ہے۔ اسی طرح بعض کے لیے نواں حصہ بعض کے لیے آٹھواں، ساتواں، چھٹا پانچواں، چوتھائی، تہائی، آدھا

حصّہ لکھا جاتا ہے۔

فی الترغیب رواہ ابوداؤد و النسائی وابن حبان فی صحیحہ بنحوہ اھ وعزاہ فی الجامع الصغیر الی احمد وابوداؤد وابن حبان و رقم لہ بالصحیح وفی المنتخب عزاہ الی احمد ایضًا وفی الدر المنثور اخرج احمد عن ابی الیسر مرفوعًا مِنْكُمْ مَنْ يُصَلِّي الصَّلٰوةَ كَامِلَةً وَمِنْكُمْ مَنْ يُصَلِّي النِّصْفَ وَالثُّلُثَ وَالرُّبُعَ حَتّٰى بَلَغَ الْعُشْرَ قال المنذری فی الترغیب رواہ النسائی باسناد حسن واسم ابی الیسر کعب بن عمرو السلمی شھد بدرًا اھ

ف یعنی جس درجہ کا خشوع اور اخلاص نماز میں ہوتا ہے اتنی ہی مقدار اجر وثواب کی ملتی ہے۔ حتیٰ کہ بعض کو پورے اجر کا دسواں حصہ ملتا ہے اگر اس کے موافق خشوع خضوع ہو۔ اور بعض کو آدھا مل جاتا ہے اور اسی طرح دسویں سے کم اور آدھے سے زیادہ بھی مل جاتا ہے حتیٰ کہ

بعض کو پورا پورا اجر مل جاتا ہے اور بعض کو بالکل بھی نہیں ملتا کہ وہ اس قابل ہی نہیں ہوتی۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ فرض نماز کے لیے اللہ کے یہاں ایک خاص وزن ہے۔ جتنی اس میں کمی رہ جاتی ہے اس کا حساب کیا جاتا ہے۔ احادیث میں آیا ہے کہ لوگوں میں سے سب سے پہلے خشوع اٹھایا جائے گا کہ پوری جماعت میں ایک شخص بھی خشوع سے پڑھنے والا نہ ملے گا۔ جامع الصغیر)

وحید

(۲) رُوِیَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَنْ صَلَّی الصَّلَوٰاتِ لِوَقْتِھَا وَاَسْبَغَ لَھَا وُضُوْءَھَا وَاَتَمَّ لَھَا قِیَامَھَا وَخُشُوْعَھَا وَرُکُوْعَھَا وَسُجُوْدَھَا خَرَجَتْ وَھِیَ بَیْضَاءُ مُسْفِرَۃٌ تَقُوْلُ حَفِظَکَ اللّٰہُ کَمَا حَفِظْتَنِیْ وَمَنْ صَلَّاھَا لِغَیْرِ وَقْتِھَا وَلَمْ یُسْبِغْ لَھَا وُضُوْءَھَا وَلَمْ یُتِمَّ لَھَا خُشُوْعَھَا وَلَا رُکُوْعَھَا وَلَا سُجُوْدَھَا خَرَجَتْ وَھِیَ سَوْدَاءُ مُظْلِمَۃٌ تَقُوْلُ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص نمازوں کو اپنے وقت پر پڑھے وضو بھی اچھی طرح کرے خشوع وخضوع سے بھی پڑھے۔ کھڑا بھی پورے وقار سے ہو پھر اسی طرح رکوع سجدہ بھی اچھی طرح سے اطمینان سے کرے۔ غرض ہر چیز کو اچھی طرح ادا کرے تو وہ نماز نہایت روشن چمکدار بن کر جاتی ہے اور نمازی کو دعا دیتی ہے کہ اللہ تعالے شانہ تیری بھی ایسی ہی حفاظت کرے جیسی تو نے میری حفاظت کی۔ اور جو شخص نماز کو بری طرح پڑھے۔

ضَیَّعَكَ اللّٰهُ كَمَا ضَيَّعْتَنِيْ
حَتّٰى إِذَا كَانَتْ حَيْثُ شَاءَ
اللّٰهُ لُفَّتْ كَمَا يُلَفُّ الثَّوْبُ
الْخَلِقُ ثُمَّ ضُرِبَ بِهَا وَجْهُهٗ رواه
الطبرانی فی الاوسط كذا فی
الترغیب والدر المنثور وعزاه
فی المنتخب الی البیهقی فی الشعب
وفیه ایضا بروایة عبادة
بمعناه وزاد فی الاولی بعد
قوله كما حفظتنی ثم
أُصْعِدَ بِهَا إِلَى السَّمَاءِ وَلَهَا
ضَوْءٌ وَنُوْرٌ فَفُتِحَتْ لَهٗ
أَبْوَابُ السَّمَاءِ حَتّٰى يَنْتَهِيَ
بِهَا إِلَى اللّٰهِ فَتَشْفَعَ لِصَاحِبِهَا
وَقَالَ فِي الثَّانِيَةِ غُلِّقَتْ
دُوْنَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ و
عزاه فی الدر الی البزار والطبرانی وفی
الجامع الصغیر حدیث عبادة الی
الطیالسی قال صحیح

وقت کو بھی ٹال دے، وضو بھی اچھی طرح
نہ کرے، رکوع سجدہ بھی اچھی طرح نہ کرے
تو وہ نماز بُری صورت سے سیاہ رنگ
میں بددعا دیتی ہوئی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ
تجھے بھی ایسا ہی برباد کرے جیسا تو نے
مجھے ضائع کیا۔ اس کے بعد وہ نماز پرانے
کپڑے کی طرح سے لپیٹ کر نمازی کے
منہ پر ماردی جاتی ہے۔

ف: خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو نماز کو اچھی طرح پڑھیں کہ اللہ کی اہم ترین عبادت اُن کے لیے دُعا کرتی ہے۔ لیکن عام طور سے جیسی نماز پڑھی جاتی ہے کہ رکوع کیا تو وہیں سے سجدے میں چلے گئے، سجدے سے اٹھے تو سر اٹھانے بھی نہ پائے تھے کہ فوراً کوے کی سی ٹھونگ دوسری دفعہ ماردی۔ ایسی نماز کا جو حشر ہے وہ اس حدیث شریف میں ذکر فرما ہی دیا اور پھر جب وہ بربادی کی بد دعا کرے تو اپنی بربادی کا گلہ کیوں کیا جائے یہی وجہ ہے کہ آج کل مسلمان گرتے جا رہے ہیں اور ہر طرف تباہی ہی تباہی کی صدائیں گونج رہی ہیں۔ ایک دوسری حدیث میں بھی یہی مضمون وارد ہوا ہے۔ اس میں یہ بھی اضافہ ہے کہ جو نماز خشوع خضوع سے پڑھی جاتی ہے آسمان کے دروازے اُس کے لیے کھُل جاتے ہیں وہ نہایت نورانی ہوتی ہے۔ اور نمازی کے لیے حق تعالیٰ شانہٗ کی بارگاہ میں سفارشی بنتی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نماز میں رکوع اچھی طرح نہ کیا جائے کہ کمر پوری جھک جائے اس کی مثال اس عورت کی سی ہے جو حاملہ ہو اور جب بچہ ہونے کا وقت قریب آجائے تو اسقاط کردے۔ (ترغیب)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ بہت سے روزہ دار ایسے ہیں جن کو روزہ سے بجز بھوکا اور پیاسا رہنے کے کوئی حاصل نہیں اور بہت سے شب بیدار ایسے ہیں جن کو جاگنے کے علاوہ کوئی چیز نہیں ملتی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے حضور اقدس

صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ جو قیامت کے دن پانچوں نمازیں ایسی لے کر حاضر ہو کہ ان کی اوقات کی بھی حفاظت کرتا رہا ہو اور وضو کا بھی اہتمام کرتا رہا ہو اور ان نمازوں کو خشوع خضوع سے پڑھتا رہا ہو۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے عہد فرمالیا ہے کہ اس کو عذاب نہیں کیا جائے گا۔ اور جو ایسی نمازیں نہ لے کر حاضر ہو اس کے لیے کوئی وعدہ نہیں چاہے اپنی رحمت سے معاف فرمادیں چاہے عذاب دیں۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا تمھیں معلوم بھی ہے اللہ جل شانہٗ نے کیا فرمادیا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول ہی جانتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اہتمام کی وجہ سے تین مرتبہ یہی دریافت فرمایا اور صحابۂ کرام یہی جواب دیتے رہے۔ اس کے بعد ارشاد ہوا کہ حق تعالیٰ شانہٗ اپنی عزت اور اپنی بڑائی کی قسم کھاکر فرماتے ہیں کہ جو شخص ان نمازوں کو اوقات کی پابندی کے ساتھ پڑھتا رہے گا میں اس کو جنت میں داخل کروں گا اور جو پابندی نہ کرے گا تو میرا دل چاہے گا رحمت سے بخش دونگا ورنہ عذاب دوں گا۔

(۳) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت میں آدمی کے اعمال میں سب سے پہلے فرض نماز کا حساب کیا جائے گا۔ اگر نماز اچھی نکل آئی تو وہ

عَمَلِہٖ صَلٰوتُہٗ فَاِنْ صَلُحَتْ
فَقَدْ اَفْلَحَ وَاَنْجَحَ وَاِنْ فَسَدَتْ
خَابَ وَخَسِرَ وَاِنِ انْتُقِصَ مِنْ
فَرِیْضَتِہٖ قَالَ الرَّبُّ انْظُرُوْا
ھَلْ لِعَبْدِیْ مِنْ تَطَوُّعٍ فَیُکْمَلُ
بِھَا مَا انْتُقِصَ مِنَ الْفَرِیْضَۃِ
ثُمَّ یَکُوْنُ سَائِرُ عَمَلِہٖ عَلٰی
ذٰلِکَ ۔ رواہ الترمذی وحسنہ
والنسائی وابن ماجۃ والحاکم
وصححہ کذا فی الدر وفی
المنتخب بروایۃ الحاکم فی
الکنی عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَا افْتَرَضَ
اللہُ عَلٰی اُمَّتِیْ الصَّلٰوۃَ الْخَمْسَ
وَاَوَّلُ مَا یُرْفَعُ مِنْ اَعْمَالِھِمُ
الصَّلٰوۃُ الْخَمْسُ الحدیث بطولہ
بمعنی حدیث الباب وفیہ
ذکر الصیام والزکوۃ نحو الصلوۃ
وفی الدر اخرج ابو یعلی عن
انس رفعہ اول ما افترض اللہ

شخص کامیاب ہوگا اور بامراد۔ اور
اگر نماز بے کار ثابت ہوئی تو وہ نامراد
خسارہ میں ہوگا۔ اور اگر نماز میں کچھ
کمی پائی گئی تو ارشادِ خداوندی ہوگا
کہ دیکھو اس بندہ کے پاس کچھ نفلیں
بھی ہیں جن سے فرضوں کو پورا کر دیا
جائے اگر نکل آئے تو ان سے فرضوں
کی تکمیل کر دی جائے گی اس کے بعد
پھر اسی طرح باقی اعمال روزہ، زکوٰۃ
وغیرہ کا حساب ہوگا۔

عَلَى النَّاسِ مِنْ دِيْنِهِمُ الصَّلٰوةُ وَاٰخِرُ مَا يَبْقٰى الصَّلٰوةُ وَاَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الصَّلٰوةُ يَقُوْلُ اللّٰهُ اُنْظُرُوْا فِيْ صَلٰوةِ عَبْدِيْ فَاِنْ كَانَتْ تَامَّةً كُتِبَتْ تَامَّةً وَاِنْ كَانَتْ نَاقِصَةً قَالَ انْظُرُوْا هَلْ لَّهٗ مِنْ تَطَوُّعٍ الحديث فيه ذكر الزكوة والصدقة وفيه ايضا اخرج ابن ماجة والحاكم عن تميم الداري مرفوعًا اَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ العَبْدُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ صَلٰوتُهٗ الحديث وفي اخره ثم الزكوة مثل ذلك ثم توخذ الاعمال حسب ذلك وعزاه السيوطي في الجامع الى احمد ابي داؤد و الحاكم وابن ماجة ورقم له بالصحيح

ف ۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ آدمی کو نفلوں کا ذخیرہ بھی اپنے پاس کافی رکھنا چاہیے کہ اگر فرضوں میں کچھ کوتاہی نکلے تو میزان پوری ہو جائے ۔ بہت سے لوگ کہہ دیا کرتے ہیں اجی ہم سے فرض ہی پورے

ہو جائیں تو بہت غنیمت ہے نفلیں پڑھنا تو بڑے آدمیوں کا کام ہے۔ اس میں شک نہیں کہ فرض ہی اگر پورے پورے ہو جائیں تو بہت کافی ہیں لیکن ان کا پورا پورا ادا ہو جانا کون سا سہل کام ہے۔ کہ ہر ہر چیز بالکل پوری ادا ہو جائے اور جب تھوڑی بہت کوتاہی ہوتی ہی ہے تو اس کے پورا کرنے کے لیے نفلوں بغیر چارۂ کار نہیں۔

ایک دوسری حدیث میں یہ مضمون زیادہ وضاحت سے آیا ہے ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عبادات میں سب سے پہلے نماز کو فرض فرمایا ہے اور سب سے پہلے اعمال میں سے نماز ہی پیش کی جاتی ہے اور سب سے پہلے قیامت میں نماز ہی کا حساب ہوگا۔ اگر فرض نمازوں میں کچھ کمی رہ گئی تو نفلوں سے اس کو پورا کیا جائے گا اور پھر اس کے بعد اسی طرح روزوں کا حساب کیا جائے گا اور فرض روزوں میں جو کمی ہوگی وہ نفل روزوں سے پوری کر دی جائے گی۔ اور پھر زکوٰۃ کا حساب اسی طریقہ سے ہوگا۔ ان سب چیزوں میں نوافل کو ملا کر بھی اگر نیکیوں کا پلہ بھاری ہو گیا تو وہ شخص خوشی خوشی جنت میں داخل ہو جائے گا ورنہ جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہی تھا کہ جو شخص مسلمان ہوتا سب سے اول اس کو نماز سکھائی جاتی۔

(۴) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُرْطٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت میں سب سے پہلے نماز کا حساب کیا جائے گا۔ اگر وہ اچھی اور

الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الصَّلٰوةُ فَاِنْ
صَلُحَتْ صَلُحَ سَائِرُ عَمَلِهٖ وَاِنْ
فَسَدَتْ فَسَدَ سَائِرُ عَمَلِهٖ رواه
الطبرانی فی الاوسط ولا باس باسناده
انشاء الله كذا فی الترغیب و
فی المنتخب برواية الطبرانی فی
الاوسط وايضا عن انس بلفظه و
فی الترغیب عن ابی هريرة رفعه
الصَّلٰوةُ ثَلٰثَةُ اَثْلَاثٍ اَلطُّهُوْرُ
ثُلُثٌ وَالرُّكُوْعُ ثُلُثٌ وَالسُّجُوْدُ
ثُلُثٌ فَمَنْ اَدَّاهَا بِحَقِّهَا قُبِلَتْ
مِنْهُ وَقُبِلَ مِنْهُ سَائِرُ عَمَلِهٖ وَ
مَنْ رُدَّتْ عَلَيْهِ صَلٰوتُهٗ رُدَّ عَلَيْهِ
سَائِرُ عَمَلِهٖ رواه البزار وقال
لا نعلمه مرفوعا الا من حديث
المغيرة ابن مسلم قال الحافظ
واسناده حسن اه واخرج مالك
فی الموطا اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضؓ كَتَبَ
اِلٰى عُمَّالِهٖ اَنَّ اَهَمَّ اُمُوْرِكُمْ

پوری نکل آئی تو باقی اعمال بھی پورے
اُتریں گے اور اگر وہ خراب ہو گئی
تو باقی اعمال بھی خراب نکلیں گے۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت
کے زمانہ میں ایک اعلان سب
جگہ کے حکام کے پاس بھیجا تھا کہ
سب سے زیادہ مہتم بالشان چیز
میرے نزدیک نماز ہے جو شخص اس
کی حفاظت اور اس کا اہتمام کریگا
وہ دین کے اور اجزاء کا بھی اہتمام
کرسکتا ہے اور جو اس کو ضائع
کردیگا وہ دین کے اور اجزاء
کو زیادہ برباد کردے گا

عِنْدِی الصَّلٰوۃُ مَنْ حَفِظَھَا
اَوْ حَافَظَ عَلَیْھَا حَفِظَ دِیْنَہٗ وَ
مَنْ ضَیَّعَھَا فَھُوَ لِمَا سِوَاھَا
اَضْیَعُ کَذَا فِی الدُّرِّ۔

ف۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پاک ارشاد اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس اعلان کا منشا بظاہر یہ ہے جو دوسری حدیث میں آیا ہے کہ شیطان مسلمان سے اس وقت تک ڈرتا رہتا ہے جب تک وہ نماز کا پابند اور اس کو اچھی طرح ادا کرتا رہتا ہے۔ کیونکہ خوف کی وجہ سے اس کو زیادہ جرأت نہیں ہوتی۔ لیکن جب وہ نماز کو ضائع کر دیتا ہے تو اس کی جرأت بہت بڑھ جاتی ہے اور اس آدمی کے گمراہ کرنے کی اُمنگ پیدا ہو جاتی ہے۔ اور پھر بہت سے مہلکات اور بڑے بڑے گناہوں میں اس کو مبتلا کر دیتا ہے۔ (منتخب کنز) اور یہی مطلب ہے حق سبحانہٗ و تقدس کے ارشاد اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ جس کا بیان قریب ہی آ رہا ہے۔

(۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ قَتَادَۃَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسْوَءُ النَّاسِ سَرِقَۃً نِ الَّذِیْ یَسْرِقُ صَلٰوتَہٗ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بدترین چوری کرنے والا شخص وہ ہے جو نماز میں سے بھی چوری کر لے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ نماز میں سے کس طرح چوری کرے گا ارشاد فرمایا کہ اس کا رکوع اور سجدہ اچھی طرح نہ کرے

وَكَيْفَ يَسْرِقُ صَلوتَہٗ قَالَ
لَا يُتِمُّ رُكُوْعَهَا وَلَا سُجُوْدَهَا
رواه الدارمی وفی الترغیب رواه
احمد والطبرانی وابن خزیمة
فی صحیحہ وقال صحیح الاسناد
اھ. وفی المقاصد الحسنة حدیث
ان اسوء الناس سرقة رواه
احمد والدارمی فی مسندیهما
من حدیث الولید بن مسلم
عن الاوزاعی عن یحیی بن ابی
کثیر عن عبد الله بن ابی
قتادة عن ابیه مرفوعا وفی
لفظ بحذف ان وصححه ابن
خزیمة والحاکم وقال انه
علی شرطهما ولم یخرجاه لروایة
کاتب الاوزاعی له عنه عن
یحیی عن ابی سلمة عن ابی هریرة
ورواه احمد ایضا والطیالسی فی
مسندیهما من حدیث علی بن

زید عن سعید بن المسیب عن
ابی سعید الخدری بہ مرفوعا و
روایۃ ابی ھریرۃ عن ابن منیع
وفی الباب عن عبد اللہ ابن
مغفل وعن النعمان بن مرۃ
عند مالک مرسلا فی اٰخرین اھ
وقال المنذری فی الترغیب
لحدیث ابن مغفل رواہ
الطبرانی فی معاجمہ الثلثۃ
باسناد جید وقال لحدیث
ابی ھریرۃ رواہ الطبرانی فی
الاوسط وابن حبان فی صحیحہ
والحاکم وقال صحیح الاسناد
قلت وحدیث ابی قتادۃ وابی
سعید ذکرھما السیوطی فی
الجامع الصغیر ورقم بالصحیح

ف ۔ یہ مضمون کئی حدیثوں میں وارد ہوا ہے۔ اوّل تو چوری خود ہی کس قدر ذلّت کی چیز ہے اور چور کو کیسی حقارت سے دیکھا جاتا ہے پھر چوری میں بھی اس حرکت کو بدترین چوری ارشاد فرمایا ہے کہ رکوع

سجدہ کو اچھی طرح نہ کرے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور یہ ارشاد فرمایا کہ اس وقت علم دنیا سے اٹھ جانے کا وقت (منکشف ہوا) ہے۔ حضرت زیاد صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ علم ہم سے کس طرح اٹھ جائے گا ہم لوگ قرآن شریف پڑھتے ہیں اور اپنی اولاد کو پڑھاتے ہیں (اور وہ اسی طرح اپنی اولاد کو پڑھائیں گے اور سلسلہ چلتا رہے گا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تو تجھے بڑا سمجھ دار خیال کرتا تھا۔ یہ یہود و نصاریٰ بھی تو توراۃ انجیل پڑھتے پڑھاتے ہیں پھر کیا کار آمد ہوا؟ ابودرداء کے شاگرد کہتے ہیں کہ میں نے دوسرے صحابی حضرت عبادہ سے جاکر یہ قصہ سنایا انہوں نے فرمایا کہ ابودرداء سچ کہتے ہیں اور میں بتاؤں کہ سب سے پہلے کیا چیز دنیا سے اٹھے گی۔ سب سے پہلے نماز کا خشوع اٹھ جائے گا تو دیکھے گا کہ بھری مسجد میں ایک شخص بھی خشوع سے نماز پڑھنے والا نہ ہوگا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے راز دار کہلاتے ہیں وہ بھی فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے نماز کا خشوع اٹھایا جائے گا۔ (دُر)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ اس نماز کی طرف توجہ ہی نہیں فرماتے جس میں رکوع سجدہ اچھی طرح نہ کیا جائے۔ ایک حدیث میں ارشاد نبوی ہے کہ آدمی ساٹھ برس تک نماز پڑھتا ہے مگر ایک نماز بھی قبول نہیں ہوتی کہ کبھی رکوع اچھی طرح کرتا ہے تو سجدہ پورا نہیں کرتا، سجدہ

کرتا ہے تو رکوع پورا نہیں کرتا۔

حضرت مجدد الف ثانی نور اللہ مرقدہٗ نے اپنے مکاتیب (خطوط) میں نماز کے اہتمام پر بہت زور دیا ہے اور بہت سے گرامی ناموں میں مختلف مضامین پر بحث فرمائی ہے۔ ایک گرامی نامہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ سجدہ میں ہاتھوں کی انگلیوں کو ملانے کا اور رکوع میں انگلیوں کو علیحدہ علیحدہ کرنے کا اہتمام بھی ضروری ہے۔ شریعت نے انگلیوں کو ملانے کا کھولنے کا حکم بے فائدہ نہیں فرمایا ہے یعنی ایسے معمولی آداب کی رعایت بھی ضروری ہے۔ اسی سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ نماز میں کھڑے ہونے کی حالت میں سجدہ کی جگہ نگاہ کا جمائے رکھنا اور رکوع کی حالت میں پاؤں پر نگاہ رکھنا، اور سجدہ میں جا کر ناک پر رکھنا، اور بیٹھنے کی حالت میں ہاتھوں پر نگاہ رکھنا نماز میں خشوع کو پیدا کرتا ہے اور اس سے نماز میں دل جمعی نصیب ہوتی ہے۔ جب ایسے معمولی آداب بھی اتنے اہم فائدے رکھتے ہیں تو بڑے آداب اور سنتوں کی رعایت تم سمجھ لو کہ کس قدر فائدہ بخشے گی۔

(۶) عَنْ اُمِّ رُوْمَانَ وَالِدَةِ عَائِشَۃَ قَالَتْ رَاٰنِیْ اَبُوْبَکْرِ الصِّدِّیْقُ اَتَمَیَّلُ فِیْ صَلٰوتِیْ فَزَجَرَنِیْ زَجْرَۃً کِدْتُ اَنْصَرِفُ مِنْ صَلٰوتِیْ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ اُمِّ رومان فرماتی ہیں کہ میں ایک مرتبہ نماز پڑھ رہی تھی۔ نماز میں اِدھر اُدھر جھکنے لگی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا تو مجھے اس زور سے ڈانٹا کہ میں ڈر کی وجہ سے نماز توڑنے کے

يَقُوْلُ اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ فِى الصَّلٰوةِ فَلْيُسْكِنْ اَطْرَافَهٗ لَا يَتَمَيَّلُ تَمَيُّلَ الْيَهُوْدِ فَاِنَّ سُكُوْنَ الْاَطْرَافِ فِى الصَّلٰوةِ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوةِ اخرجه الحكيم الترمذى من طريق القاسم بن محمد عن اسماء بنت ابى بكر عن ام رومان كذا فى الدر وعزاه السيوطى فى الجامع الصغير الى ابى نعيم فى الحلية وابن عدى فى الكامل ورقم له بالضعف وذكر ايضا برواية ابن عساكر عن ابى بكرؓ من تمام الصلٰوة سكون الاطراف۔

قریب ہوگئی۔ پھر ارشاد فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جب کوئی شخص نماز کو کھڑا ہو تو اپنے تمام بدن کو بالکل سکون سے رکھے یہود کی طرح ہلے نہیں۔ بدن کے تمام اعضاء کا نماز میں بالکل سکون سے رہنا نماز کے پورا ہونے کا جزو ہے۔

ف۔ نماز کے درمیان میں سکون سے رہنے کی تاکید بہت سی حدیثوں میں آئی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ اکثر آسمان کی طرف دیکھنے کی تھی کہ وحی کے فرشتے کا انتظار رہتا تھا اور جب کسی چیز کا انتظار ہوتا ہے تو اس طرف نگاہ بھی لگ جاتی ہے اسی وجہ سے کبھی نماز میں بھی

نگاہ اوپر اٹھ جاتی تھی۔ جب قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِىْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ نازل ہوئی تو پھر نگاہ نیچے رہتی تھی۔ صحابہ کے متعلق بھی حدیث میں آیا ہے کہ اوّل اوّل ادھر اُدھر توجہ فرمالیا کرتے تھے مگر اس آیت شریفہ کے نازل ہونے کے بعد سے کسی طرف توجہ نہیں کرتے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اسی آیت شریفہ کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام جب نماز کو کھڑے ہوتے تھے تو کسی طرف توجہ نہیں کرتے تھے۔ ہمہ تن نماز کی طرف متوجہ رہتے تھے، اپنی نگاہوں کو سجدہ کی جگہ رکھتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف متوجہ ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے دریافت کیا کہ خشوع کیا چیز ہے؟ فرمایا کہ خشوع دل میں ہوتا ہے (یعنی دل سے نماز میں متوجہ رہنا) اور یہ بھی اس میں داخل ہے کہ کسی طرف توجہ نہ کرے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خشوع کرنے والے وہ ہیں جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں اور نماز میں سکون سے رہنے والے ہیں۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ نفاق کے خشوع سے اللہ ہی سے پناہ مانگو صحابہ نے عرض کیا کہ حضور نفاق کا خشوع کیا چیز ہے؟ ارشاد فرمایا کہ ظاہر میں تو سکون ہو اور دل میں نفاق ہو۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بھی اسی قسم کا ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا کہ نفاق کا خشوع یہ ہے

کہ ظاہر بدن تو خشوع والا معلوم ہو اور دل میں خشوع نہ ہو۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ دل کا خشوع اللہ کا خوف ہے اور نگاہ کو نیچی رکھنا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ایک شخص کو دیکھا کہ داڑھی پر ہاتھ پھیر رہا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو بدن کے سارے اعضاء میں سکون ہوتا۔

✕ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مرتبہ دریافت کیا کہ نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنا کیسا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ یہ شیطان کا نماز میں سے اُچک لینا ہے۔

✕ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ نماز میں اوپر دیکھتے ہیں وہ اپنی اس حرکت سے باز آجائیں ورنہ نگاہیں اوپر کی اوپر ہی رہ جائیں گی۔ (درمنثور) بہت سے صحابہ اور تابعین سے نقل کیا گیا ہے کہ خشوع سکون کا نام ہے یعنی نماز نہایت سکون سے پڑھی جائے۔ متعدد احادیث میں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ نماز ایسی طرح پڑھا کرو گویا یہ آخری نماز ہے ایسی طرح پڑھا کرو جیسا وہ شخص پڑھتا ہے جس کو یہ گمان ہو کہ اس وقت کے بعد مجھے دوسری نماز کی نوبت ہی نہ آئے گی۔ (جامع الصغیر)

(۷) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے حق تعالٰی شانہٗ کے ارشاد اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْہٰی الخ (بے شک نماز روکتی ہے بے حیائی سے اور ناشائستہ

وَالْمُنْكَرِ فَقَالَ مَنْ لَّمْ تَنْهَهُ صَلٰوتُهٗ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ فَلَا صَلٰوةَ لَهٗ اخرجہ ابن ابی حاتم وابن مردویہ کذا فی الدر المنثور

حرکتوں سے) کے متعلق دریافت کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کی نماز ایسی نہ ہو اور اس کو بے حیائی اور ناشائستہ حرکتوں سے نہ روکے وہ نماز ہی نہیں۔

ف۔ بے شک نماز ایسی ہی بڑی دولت ہے اور اس کو اپنی اصلی حالت پر پڑھنے کا ثمرہ یہی ہے کہ وہ ایسی نامناسب باتوں سے روک دے اگر یہ بات پیدا نہیں ہوئی تو نماز کے کمال میں کمی ہے۔ بہت سی حدیثوں میں یہ مضمون وارد ہوا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز میں گناہوں سے روک ہے اور گناہوں سے ہٹاتا ہے۔ حضرت ابوالعالیۃ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ کے ارشاد اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی کا مطلب یہ ہے کہ نماز میں تین چیزیں ہوتی ہیں۔ اخلاص، اللہ کا خوف، اور اللہ کا ذکر۔ جس نماز میں یہ چیزیں نہیں وہ نماز ہی نہیں۔ اخلاص نیک کاموں کا حکم کرتا ہے۔ اور اللہ کا خوف بُری باتوں سے روکتا ہے اور اللہ کا ذکر قرآن پاک ہے جو مستقل طور پر اچھی باتوں کا حکم کرتا ہے اور بُری باتوں سے روکتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ جو نماز بُری باتوں اور نامناسب حرکتوں سے نہ روکے وہ نماز

بجائے اللہ کے قرب کے اللہ سے دُوری پیدا کرتی ہے۔

+ حضرت حسن رضی اللہ عنہ بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی نقل کرتے ہیں کہ جس شخص کی نماز اس کو بُری باتوں سے نہ روکے وہ نماز ہی نہیں۔ اس نماز کی وجہ سے اللہ سے دُوری پیدا ہوتی ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی مضمون نقل فرمایا ہے۔

+ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو نماز کی اطاعت نہ کرے اس کی نماز ہی کیا اور نماز کی اطاعت یہ ہے کہ بے حیائی اور بُری باتوں سے روکے۔

+ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ فلاں شخص رات کو نماز پڑھتا رہتا ہے اور صبح ہوتے چوری کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی نماز اس کو اس فعل سے عن قریب ہی روک دے گی۔ (در منثور)

* اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص بُری باتوں میں مشغول ہو تو اس کو اہتمام سے نماز میں مشغول ہو جانا چاہیے۔ بُری باتیں اس سے خود ہی چھوٹ جائیں گی۔ ہر ہر بُری بات کے چھوڑانے کا اہتمام دشوار بھی ہے اور دیر طلب بھی اور اہتمام سے نماز میں مشغول ہو جانا آسان بھی ہے اور دیر طلب بھی نہیں اس کی برکت سے بُری باتیں اس سے اپنے آپ ہی چھوٹتی چلی جائیں گی۔ حق تعالیٰ شانہ مجھے بھی اچھی طرح نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

(۸) عن جابرؓ قال قال رسول
اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم افضل
الصلوٰۃ طول القنوت اخرجہ
ابن ابی شیبۃ ومسلم والترمذی
وابن ماجۃ کذا فی الدر
المنثور وفیہ ایضا عن مجاھد
فی قولہ تعالیٰ وقوموا للّٰہ قٰنتین
قال من القنوت الرکوع والخشوع
وطول الرکوع یعنی طول القیام
وغض البصر وخفض الجناح
والرھبۃ للّٰہ وکان الفقہاء
من اصحاب محمد صلی اللّٰہ
علیہ وسلم اذا قام احدھم
فی الصلوٰۃ یھاب الرحمٰن
سبحانہ وتعالیٰ ان یلتفت
او یقلب الحصی او یشد بصرہ
او یعبث بشیء او یحدث
نفسہ بشیء من امر الدنیا
الا ناسیا حتی ینصرف اخرجہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد
ہے کہ افضل نماز وہ ہے جس میں لمبی لمبی
رکعتیں ہوں۔ مجاہد کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ
شانہ کے ارشاد وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ
(اور نماز میں) کھڑے رہو اللہ کے سامنے
مؤدب۔ اس آیت میں رکوع بھی داخل
ہے اور خشوع بھی اور لمبی رکعت ہونا بھی
اور آنکھوں کو پست کرنا، بازوؤں کو
جھکانا (یعنی اکڑ کے کھڑا نہ ہونا) اور اللہ
سے ڈرنا بھی شامل ہے کہ لفظ قنوت میں
جس کا اس آیت میں حکم دیا گیا یہ سب
چیزیں داخل ہیں، حضور اقدس صلی اللہ
علیہ وسلم کے صحابہ میں سے جب کوئی
شخص نماز کو کھڑا ہوتا تھا تو اللہ تعالیٰ
سے ڈرتا تھا اس بات سے کہ اِدھر
اُدھر دیکھے یا (سجدہ میں جاتے ہوئے)
کنکریوں کو الٹ پلٹ کرے (عرب
میں صفوں کی جگہ کنکریاں بچھائی جاتی
ہیں) یا اور کسی لغو چیز میں مشغول ہو

سعید بن منصور وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن حاتم والاصبهانی فی الترغیب والبیہقی فی شعب الایمان اھ وھذا اخر ما اردت ایرادہ فی ھذہ العجالۃ رعایۃ لعدد الاربعین واللہ ولی التوفیق وقد وقع الفراغ منہ لیلۃ الترویۃ من سنۃ سبع وخمسین بعد الالف و ثلثمائۃ والحمد للہ اولا واٰخرًا۔

یا دل میں کسی دنیاوی چیز کا خیال لائے ہاں بھول کے خیال آگیا ہو تو دوسری بات ہے۔

ف قُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ کی تفسیر میں مختلف ارشادات وارد ہوئے ہیں ایک یہ بھی ہیں کہ قٰنِتِیْنَ کے معنی چپ چاپ کے ہیں۔ ابتداء زمانہ میں نماز میں بات کرنا، سلام کا جواب دینا وغیرہ وغیرہ امور جائز تھے مگر جب یہ آیت شریفہ نازل ہوئی تو نماز میں بات کرنا ناجائز ہو گیا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا عادی بنا رکھا تھا کہ جب میں حاضر ہوں تو گو حضور نماز میں مشغول ہوں میں سلام کرتا حضور جواب دیتے۔ ایک مرتبہ میں حاضر ہوا حضور

صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں مشغول تھے۔ میں نے حسب عادت سلام کیا حضور نے جواب نہیں دیا۔ مجھے سخت فکر ہوا کہ شاید میرے بارے میں اللہ جل شانہ کے یہاں سے کوئی عتاب نازل ہوا ہو۔ نئے اور پرانے خیالات نے مجھے گھیر لیا۔ پرانی پرانی باتیں سوچتا تھا کہ شاید فلاں بات پر حضور ناراض ہو گئے ہوں۔ شاید فلانی بات ہو گئی ہو۔ جب حضور نے سلام پھیر لیا تو ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہٗ اپنے احکام میں جو چاہتے ہیں تبدیلی فرماتے ہیں۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے نماز میں بولنے کی ممانعت فرما دی۔ اور یہ آیت تلاوت فرمائی اور پھر ارشاد فرمایا کہ نماز میں اللہ کے ذکر اس کی تسبیح اس کی حمد وثنا کے سوا بات کرنا جائز نہیں۔

معاویہ بن حکم سلمی کہتے ہیں کہ جب میں مدینہ طیبہ مسلمان ہونے کے لیے حاضر ہوا تو مجھے بہت سی چیزیں سکھائی گئیں من جملہ ان کے یہ بھی تھا کہ جب کوئی چھینکے اور الحمدللہ کہے تو اس کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا چاہیئے چونکہ نئی تعلیم تھی اس وقت تک یہ بھی معلوم نہ تھا کہ نماز میں نہ کہنا چاہیے۔ ایک صاحب کو نماز میں چھینک آئی میں نے جواب میں یرحمک اللہ کہا۔ آس پاس کے لوگوں نے مجھے تنبیہ کے طور پر گھورا۔ مجھے اس وقت تک یہ بھی معلوم نہ تھا کہ نماز میں بولنا جائز نہیں۔ اس لیے میں نے کہا کہ ہائے افسوس تمہیں کیا ہوا کہ مجھے کڑوی کڑوی نگاہوں سے گھورتے ہو۔ مجھے اشارہ سے ان لوگوں نے چپ کرا دیا۔ میری سمجھ میں تو آیا نہیں مگر میں چپ ہو گیا۔ جب نماز ختم ہو چکی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے (میرے ماں باپ آپ پر قربان)

نہ مجھے مارا نہ ڈانٹا نہ بُرا بھلا کہا بلکہ یہ ارشاد فرمایا کہ نماز میں بات کرنا جائز نہیں نماز تسبیح و تکبیر اور قراءۃ قرآن ہی کا موقع ہے۔ خدا کی قسم حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسا شفیق اُستاد نہ میں نے پہلے دیکھا نہ بعد میں۔

دوسری تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ قٰنِتِیْنَ کے معنی خٰشِعِیْنَ کے ہیں یعنی خشوع سے نماز پڑھنے والے۔ اسی کے موافق مجاہد یہ نقل کرتے ہیں جو اوپر ذکر کیا گیا کہ یہ سب چیزیں خشوع میں داخل ہیں یعنی لمبی لمبی رکعات کا ہونا اور خشوع خضوع سے پڑھنا، نگاہ کو نیچی رکھنا، اللہ تعالیٰ سے ڈرنا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابتدا میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رات کو جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے کو رسّی سے باندھ لیا کرتے کہ نیند کے غلبہ سے گر نہ جائیں اس پر طٰہٰ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓی نازل ہوئی۔ اور یہ مضمون تو کئی حدیثوں میں آیا ہی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اتنی طویل رکعت کیا کرتے تھے کہ کھڑے کھڑے پاؤں پر ورم آجاتا تھا۔ اگرچہ ہم لوگوں پر شفقت کی وجہ سے حضورؐ نے یہ ارشاد فرمادیا کہ جس قدر تحمل اور نباہ ہو سکے اتنی محنت کرنی چاہیے ایسا نہ ہو کہ تحمل سے زیادہ بار اٹھانے کی وجہ سے بالکل ہی جاتا رہے۔ چنانچہ ایک صحابی عورت نے بھی اسی طرح رسّی میں اپنے کو باندھنا شروع کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمادیا۔ مگر اتنی بات ضرور ہے کہ تحمل کے بعد جتنی لمبی نماز ہوگی اتنی ہی بہتر اور افضل ہوگی۔ آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اتنی لمبی نماز پڑھنا کہ پاؤں مبارک پر

ورم آجاتا تھا کوئی تو بات رکھتا ہے۔ صحابہ کرام عرض بھی کرتے کہ سورۂ فتح میں آپ کی مغفرت کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے فرمالیا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے کہ پھر میں شکر گذار بندہ کیوں نہ بنوں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے تو آپ کے سینۂ مبارک سے رونے کی آواز (سانس رکنے کی وجہ سے) ایسی مسلسل آتی تھی جیسے چکی کی آواز ہوتی ہے۔ ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ ایسی آواز ہوتی تھی جیسے کہ ہنڈیا کے پکنے کی آواز ہوتی ہے۔ (ترغیب)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بدر کی لڑائی میں میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ایک درخت کے نیچے کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور رو رہے تھے کہ اسی حالت میں صبح فرمادی۔ متعدّد احادیث میں ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ چند آدمیوں سے بے حد خوش ہوتے ہیں من جملہ ان کے وہ شخص ہے جو سردی کی رات میں نرم بستر پر لحاف میں لپٹا ہوا لیٹا ہو اور خوب صورت دل میں جگہ کرنے والی بیوی پاس لیٹی ہو اور پھر تہجد کے لیے اٹھے اور نماز میں مشغول ہو جائے۔ حق تعالیٰ اس شخص سے بہت ہی خوش ہوتے ہیں۔ تعجب فرماتے ہیں۔ باوجود عالم الغیب ہونے کے فرشتوں سے فخر کے طور پر دریافت فرماتے ہیں کہ اس بندہ کو کس بات نے مجبور کیا کہ اس طرح کھڑا ہو گیا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ آپ کے لطف و عطایا کی اُمید نے اور آپ کے عتاب کے خوف نے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اچھا جس چیز کی اس نے مجھ سے امید رکھی وہ میں نے عطا کی اور

جس چیز کا اس کو خوف ہے اس سے امن بخشا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کسی بندہ کو کوئی عطا اللہ کی طرف سے اس سے بہتر نہیں دی گئی کہ اس کو دو رکعت نماز کی توفیق عطا ہو جائے۔

قرآن و حدیث میں کثرت سے وارد ہوا ہے کہ فرشتے ہر وقت عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ احادیث میں آیا ہے کہ ایک جماعت ان کی ایسی ہے جو قیامت تک رکوع ہی میں رہے گی اور ایک جماعت اسی طرح ہر وقت سجدہ میں مشغول رہتی ہے۔ اور ایک جماعت اسی طرح کھڑی رہتی ہے۔ حق تعالیٰ شانہ نے مومن کے لیے یہ اکرام و اعزاز فرمایا کہ ان سب چیزوں کا مجموعہ اس کو دو رکعت نماز میں عطا فرما دیا تاکہ فرشتوں کی ہر عبادت سے اس کو حصہ مل جائے۔ اور نماز میں قرآن شریف کی تلاوت ان کی عبادتوں پر اضافہ ہے اور جب یہ فرشتوں کی عبادتوں کا مجموعہ ہے تو انہیں کی سی صفات سے اس میں لطف میسر ہو سکتا ہے۔ اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نماز کے لیے اپنی کمر اور پیٹ کو ہلکا رکھا کرو۔ (جامع الصغیر) کمر کو ہلکا رکھنے کا یہ مطلب کہ بہت سے جھگڑے اپنے پیچھے نہ لگاؤ۔ اور پیٹ کو ہلکا رکھنا ظاہر ہے کہ زیادہ سیر ہو کر نہ کھاؤ۔ اس سے کاہلی اور سستی پیدا ہوتی ہے۔

صوفیہ کہتے ہیں کہ نماز میں بارہ ہزار چیزیں ہیں جن کو حق تعالیٰ شانہٗ نے بارہ چیزوں میں منضم فرمایا ہے ان بارہ کی رعایت ضروری ہے تاکہ نماز مکمل ہو جائے اور اس کا پورا فائدہ حاصل ہو۔ یہ بارہ حسب ذیل ہیں:۔

اوّل علم۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ علم کے ساتھ تھوڑا سا عمل بھی جہل کی حالت کے بہت سے عمل سے افضل ہے۔ دوسرے وضو۔ تیسرے لباس۔ چوتھے وقت۔ پانچویں قبلہ کی طرف رُخ کرنا۔ چھٹے نیت۔ ساتویں تکبیر تحریمہ۔ آٹھویں نماز میں کھڑا ہونا۔ نویں قرآن شریف پڑھنا۔ دسویں رکوع۔ گیارھویں سجدہ۔ بارھویں التحیات میں بیٹھنا۔ اور ان سب کی تکمیل اخلاص کے ساتھ ہے۔ پھر ان بارہ کے تین تین جزو ہیں۔ اوّل علم کے تین جزو یہ ہیں کہ فرضوں اور سنتوں کو علیحدہ علیحدہ معلوم کرے۔ دوسرے یہ معلوم کرے کہ وضو اور نماز میں کتنی چیزیں فرض ہیں کتنی سنت ہیں۔ تیسرے یہ معلوم کرے کہ شیطان کس کس مکر سے نماز میں رخنہ ڈالتا ہے۔ اس کے بعد وضو کے بھی تین جزو ہیں۔ اوّل یہ کہ دل کو کینہ اور حسد سے پاک کرے جیسا کہ ظاہری اعضاء کو پاک کر رہا ہے۔ دوسرے ظاہری اعضاء کو گناہوں سے پاک رکھے تیسرے وضو کرنے میں نہ اسراف کرے نہ کوتاہی کرے۔ پھر لباس کے بھی تین جزو ہیں۔ اوّل یہ کہ حلال کمائی سے ہو۔ دوسرے یہ کہ پاک ہو۔ تیسرے سنت کے موافق ہو کہ ٹخنے وغیرہ ڈھکے ہوئے نہ ہوں۔ تکبر اور بڑائی کے طور پر نہ پہنا ہو۔ پھر وقت میں بھی تین چیزوں کی رعایت ضروری ہے۔ اوّل یہ کہ دھوپ، ستاروں وغیرہ کی بھی خبر گیری رکھے تاکہ اوقات صحیح معلوم ہو سکیں (اور ہمارے زمانہ میں اس کے قائم مقام گھڑی گھنٹے ہو لئے ہیں) دوسرے اذان کی خبر رکھے۔ تیسرے دل سے ہر وقت نماز کے وقت کا خیال رکھے۔ کبھی ایسا نہ ہو کہ وقت گذر جائے پتہ نہ چلے۔ پھر قبلہ کی طرف منہ کرنے میں بھی

تین چیزوں کی رعایت رکھے۔ اول یہ کہ ظاہری بدن سے ادھر متوجہ ہو۔ دوسرے یہ کہ دل سے اللہ کی طرف توجہ رکھے کہ دل کا کعبہ وہی ہے۔ تیسرے مالک کے سامنے جس طرح ہمہ تن متوجہ ہونا چاہیے اس طرح متوجہ ہو پھر نیت بھی تین چیزوں کی محتاج ہے۔ اول یہ کہ کون سی نماز پڑھ رہا ہے دوسرے یہ کہ اللہ کے سامنے کھڑا ہے۔ اور وہ دیکھتا ہے۔ تیسرے یہ کہ وہ دل کی حالت کو بھی دیکھتا ہے۔ پھر تکبیر تحریمہ کے وقت بھی تین چیزوں کی رعایت کرنی ہے اول یہ لفظ صحیح ہو۔ دوسرے ہاتھوں کو کانوں تک اٹھائے۔ (گویا اشارہ ہے کہ اللہ کے ماسوا سب چیزوں کو پیچھے پھینک دیا) تیسرے یہ کہ اللہ اکبر کہتے ہوئے اللہ کی بڑائی اور عظمت دل میں بھی موجود ہو۔ پھر قیام یعنی کھڑے ہونے میں بھی تین چیزیں ہیں۔ اول یہ کہ نگاہ سجدہ کی جگہ رہے۔ دوسرے دل سے اللہ کے سامنے کھڑے ہونے کا خیال کرے۔ تیسرے کسی دوسری طرف متوجہ نہ ہو۔ کہتے ہیں کہ جو شخص نماز میں ادھر اُدھر متوجہ ہو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بڑی مشکل سے دربانوں کی منت سماجت کر کے بادشاہ کے حضور میں پہنچے اور جب رسائی ہو اور بادشاہ اس کی طرف متوجہ ہو تو وہ اِدھر اُدھر دیکھنے لگے ایسی صورت میں بادشاہ اس کی طرف کیا توجہ کرے گا۔ پھر قرأت میں بھی تین چیزوں کی رعایت کرے۔ اول صحیح ترتیل سے پڑھے دوسرے اس کے معنی پر غور کرے۔ تیسرے جو پڑھے اس پر عمل کرے پھر رکوع میں بھی تین چیزیں ہیں۔ اول یہ کہ کمر کو رکوع میں بالکل

سیدھا رکھے نہ نیچا کرے نہ اونچا (علماء نے لکھا ہے کہ سر اور کمر اور سُرین تینوں چیزیں برابر رہیں) دوسرے ہاتھوں کی انگلیاں کھول کر چوڑی کر کے گھٹنوں پر رکھے۔ تیسرے تسبیحات کو عظمت اور وقار سے پڑھے۔ پھر سجدہ میں بھی تین چیزوں کی رعایت کرے۔ اوّل یہ کہ دونوں ہاتھ سجدہ میں کانوں کے برابر رہیں۔ دوسرے ہاتھوں کی کُہنیاں کھڑی رہیں۔ تیسرے تسبیحات کو عظمت سے پڑھے۔ پھر بیٹھنے میں بھی تین چیزوں کی رعایت کرے اوّل یہ کہ دایاں پاؤں کھڑا کرے اور بائیں پر بیٹھے۔ دوسرے یہ کہ عظمت کے ساتھ معنی کی رعایت کر کے تشہد پڑھے کہ اس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام ہے مومنین کے لیے دعا ہے۔ پھر فرشتوں پر اور دائیں بائیں جانب جو لوگ ہیں ان پر سلام کی نیت کرے۔ پھر اخلاص کے بھی تین جزو ہیں اوّل یہ کہ اس نماز سے صرف اللہ کی خوشنودی مقصود ہو۔ دوسرے یہ سمجھے کہ اللہ ہی کی توفیق سے یہ نماز ادا ہوئی۔ تیسرے اس پر ثواب کی امید رکھے۔

حقیقت میں نماز میں بڑی خیر اور بڑی برکت ہے اس کا ہر ذکر بہت سی خوبیوں کو اور اللہ کی بڑائیوں کو لیے ہوئے ہے۔ ایک سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ ہی کو دیکھیے جو سب سے پہلی دعا ہے کہ کتنے فضائل پر حاوی ہے۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ یا اللہ تیری پاکی کا بیان کرتا ہوں کہ تو ہر عیب سے پاک ہے، ہر بُرائی سے دُور ہے

وَبِحَمْدِكَ جتنی تعریف کی باتیں ہیں اور جتنے بھی قابل مدح امور ہیں وہ سب تیرے لیے ثابت ہیں اور تجھے زیبا وَتَبَارَكَ اسْمُكَ تیرا نام بابرکت ہے اور ایسا بابرکت ہے کہ جس چیز پر تیرا نام لیا جائے وہ بھی بابرکت ہو جاتی ہے وَتَعَالٰى جَدُّكَ تیری شان بہت بلند ہے، تیری عظمت سب سے بالاتر ہے وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں، نہ کوئی ذات پرستش کے لائق کبھی ہوئی نہ ہو۔ اسی طرح رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ میرا عظمت اور بڑائی والا رب ہر عیب سے بالکل پاک ہے۔ اس کی بڑائی کے سامنے اپنی عاجزی اور بے چارگی کا اظہار ہے کہ گردن کا بلند کرنا غرور اور تکبر کی علامت ہے اور اس کا جھکا دینا نیازمندی اور فرماں برداری کا اقرار ہے۔ تو رکوع میں گویا اس کا اقرار ہے کہ تیرے احکام کے سامنے اپنے کو جھکاتا ہوں اور تیری اطاعت اور بندگی کو اپنے سر پر رکھتا ہوں۔ میرا یہ گنہگار جسم تیرے سامنے حاضر ہے اور تیری بارگاہ میں جھکا ہوا ہے تو بے شک بڑائی والا ہے اور تیری بڑائی کے سامنے میں سرنگوں ہوں۔ اسی طرح سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى میں بھی اللہ کی بے حد رفعت اور بلندی کا اقرار ہے اور اس بلندی کے ساتھ ہر برائی اور عیب سے پاکی کا اقرار ہے۔ اپنے سر کو اس کے سامنے ڈال دینا ہے۔ جو سارے اعضاء میں اشرف شمار کیا جاتا ہے۔ اور اس میں

محبوب ترین چیزیں آنکھ، کان، ناک، زبان ہیں۔ گویا اس کا اقرار ہے کہ میری یہ سب اشرف اور محبوب چیزیں تیرے حضور میں حاضر اور تیرے سامنے زمین پر پڑی ہوئی ہیں۔ اس امید پر کہ تو مجھ پر فضل فرمائے اور رحم کرے۔ اور اس عاجزی کا پہلا ظہور اس کے سامنے ہاتھ باندھ کر مؤدب کھڑے ہونے میں تھا اس پر ترقی اس کے سامنے سر جھکا دینے میں تھی اور اس پر بھی ترقی اس کے سامنے زمین پر ناک رگڑنے اور سر رکھ دینے میں ہے۔ اسی طرح پوری نماز کی حالت ہے اور حق یہ ہے کہ یہی اصلی ہیئت نماز کی ہے اور یہی وہ نماز ہے جو دین و دنیا کی فلاح و بہبود کا زینہ ہے۔ حق تعالےٰ شانہٗ اپنے لطف سے مجھے اور سب مسلمانوں کو اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اور جیسا کہ مجاہد نے بیان کیا ہے فقہائے صحابہ کی یہی نماز تھی جب وہ نماز میں کھڑے ہوتے تھے اللہ سے ڈرتے تھے۔

وحید

(۵) حضرت حسن رضی اللہ عنہ جب وضو فرماتے تو چہرہ کا رنگ متغیر ہو جاتا تھا۔ کسی نے پوچھا یہ کیا بات ہے؟ تو ارشاد فرمایا کہ ایک بڑے جبار بادشاہ کے حضور میں کھڑے ہونے کا وقت آگیا ہے پھر وضو کر کے جب مسجد میں تشریف لے جاتے تو مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر یہ فرماتے اِلٰهِیْ عَبْدُكَ بِبَابِكَ یَا مُحْسِنُ قَدْ اٰتَاكَ الْمُسِیْءُ وَقَدْ اَمَرْتَ الْمُحْسِنَ

مِنَّا اَنْ یَّتَجَاوَزَ عَنِ الْمُسِیْءِ فَاَنْتَ الْمُحْسِنُ وَاَنَا الْمُسِیْءُ فَتَجَاوَزْ عَنْ قَبِیْحِ مَا عِنْدِیْ بِجَمِیْلِ مَا عِنْدَکَ یَا کَرِیْمُ ۔ یا اللہ تیرا بندہ تیرے دروازے پر حاضر ہے، اے احسان کرنے والے اور بھلائی کا برتاؤ کرنے والے بداعمال تیرے پاس حاضر ہے۔ تونے ہم لوگوں کو یہ حکم فرمایا ہے کہ اچھے لوگ بُروں سے درگذر کریں۔ تو اچھائی والا ہے اور میں بدکار ہوں۔ اے کریم میری بُرائیوں سے اُن خوبیوں کی بدولت جن کا تو مالک ہے درگذر فرما۔ اس کے بعد مسجد میں داخل ہوتے۔

(۵) حضرت زین العابدینؒ روزآنہ ایک ہزار رکعت پڑھتے تھے تہجد کبھی سفر یا حضر میں ناغہ نہیں ہوا۔ جب وضو کرتے تو چہرہ زرد ہو جاتا تھا۔ اور جب نماز کو کھڑے ہوتے تو بدن پر لرزہ آجاتا۔ کسی نے دریافت کیا تو فرمایا کیا تمھیں خبر نہیں کہ کس کے سامنے کھڑا ہوتا ہوں۔ ایک مرتبہ نماز پڑھ رہے تھے کہ گھر میں آگ لگ گئی یہ نماز میں مشغول رہے۔ لوگوں نے عرض کیا تو فرمایا کہ دُنیا کی آگ سے آخرت کی آگ نے غافل رکھا۔ آپ کا ارشاد ہے کہ مجھے تکبر کرنے والے پر تعجب ہے کہ کل تک ناپاک نُطفہ تھا اور کل کو مُردار ہو جائے گا پھر تکبر کرتا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ تعجب ہے کہ لوگ فنا ہونے والے گھر کے لیے تو فکر کرتے ہیں ہمیشہ رہنے والے گھر کی فکر نہیں کرتے۔ آپ کا معمول تھا کہ رات کو چھپ کر

صدقہ کیا کرتے۔ لوگوں کو یہ بھی خبر نہ ہوتی کہ کس نے دیا جب آپ کا انتقال ہوا تو سَو گھر ایسے نکلے جن کا گذارہ آپ کی اعانت پر تھا۔ (نزہۃ البساتین)

(۵) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق نقل کیا گیا ہے کہ جب نماز کا وقت آتا تو چہرے کا رنگ بدل جاتا، بدن پر کپکپی آجاتی۔ کسی نے پوچھا تو ارشاد فرمایا کہ اس امانت کے ادا کرنے کا وقت ہے جس کو آسمان زمین نہ اٹھا سکے، پہاڑ اس کے اٹھانے سے عاجز ہوگئے میں نہیں سمجھتا کہ اس کو پورا کر سکوں گا یا نہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ جب اذان کی آواز سنتے تو اس قدر روتے کہ چادر تر ہو جاتی، رگیں پھول جاتیں۔ آنکھیں سرخ ہوجاتیں۔ کسی نے عرض کیا کہ ہم تو اذان سنتے ہیں مگر کچھ بھی اثر نہیں ہوتا آپ اس قدر گھبراتے ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ مؤذن کیا کہتا ہے تو راحت و آرام سے محروم ہو جائیں اور نیند اُڑ جائے۔ اس کے بعد اذان کے ہر ہر جملہ کی تنبیہ کو مفصل ذکر فرمایا۔

ایک شخص نقل کرتے ہیں کہ میں نے ذوالنون مصری کے پیچھے عصر کی نماز پڑھی۔ جب انہوں نے اللہ اکبر کہا تو لفظ اللہ کہتے وقت ان پر جلال الٰہی کا ایسا غلبہ تھا گویا ان کے بدن میں روح نہیں رہی بالکل مبہوت سے ہوگئے اور جب اکبر زبان سے کہا

تو میرا دل ان کی اس تکبیر کی ہیبت سے ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ (نزہتہ البساتین)

حضرت اویس قرنی مشہور بزرگ اور افضل ترین تابعی ہیں بعض مرتبہ رکوع کرتے اور تمام رات اسی حالت میں گذار دیتے کبھی سجدہ میں یہی حالت ہوتی کہ تمام رات ایک ہی سجدہ میں گذار دیتے (نزہتہ البساتین)

عصام نے حضرت حاتم زاہد بلخی سے پوچھا کہ آپ نماز کس طرح پڑھتے ہیں؟۔ فرمایا کہ جب نماز کا وقت آتا ہے اول نہایت اطمینان سے اچھی طرح وضو کرتا ہوں پھر اس جگہ پہنچتا ہوں جہاں نماز پڑھنی ہے اور اول نہایت اطمینان سے کھڑا ہوتا ہوں کہ گویا کعبہ میرے منہ کے سامنے ہے اور میرا پاؤں پل صراط پر ہے داہنی طرف جنت ہے. بائیں طرف دوزخ ہے. موت کا فرشتہ میرے سر پر ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ میری آخری نماز ہے پھر اور کوئی نماز شاید میسر نہ ہو۔ اور میرے دل کی حالت کو اللہ ہی جانتا ہے۔ اس کے بعد نہایت عاجزی کے ساتھ اللہ اکبر کہتا ہوں پھر معنی کو سوچ کر قرآن پڑھتا ہوں۔ تواضع کے ساتھ رکوع کرتا ہوں۔ عاجزی کے ساتھ سجدہ کرتا ہوں اور اطمینان سے نماز پوری کرتا ہوں۔ اس طرح کہ اللہ کی رحمت سے اس کے قبول ہونے کی امید رکھتا ہوں اور اپنے اعمال سے مردود ہو جانے کا

خوف کرتا ہوں۔ عصام نے پوچھا کہ کتنی مدت سے آپ ایسی نماز پڑھتے ہیں؟ حاتم نے کہا تیس برس سے۔ عصام رونے لگے کہ مجھے ایک بھی نماز ایسی نصیب نہ ہوئی۔

کہتے ہیں کہ حاتم کی ایک مرتبہ جماعت فوت ہو گئی جس کا بے حد اثر تھا۔ ایک دو ملنے والوں نے تعزیت کی۔ اس پر رونے لگے اور فرمایا کہ اگر میرا ایک بیٹا مر جاتا تو آدھا بلخ تعزیت کرتا ایک روایت میں آیا ہے کہ دس ہزار آدمیوں سے زیادہ تعزیت کرتے۔ جماعت کے فوت ہونے پر ایک دو آدمیوں نے تعزیت کی۔ یہ صرف اس وجہ سے کہ دین کی مصیبت لوگوں کی نگاہ میں دنیا کی مصیبت سے ہلکی ہے۔

سعید بن المسیب کہتے ہیں کہ بیس برس کے عرصہ میں کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ اذان ہوئی ہو اور میں مسجد میں پہلے سے موجود نہ ہوں۔

محمد بن واسع کہتے ہیں کہ مجھے دنیا میں صرف تین چیزیں چاہییں۔ ایک ایسا دوست ہو جو میری لغزشوں پر متنبہ کرتا رہے ایک بقدرِ زندگی روزی جس میں کوئی جھگڑا نہ ہو، ایک جماعت کی نماز ایسی کہ اس میں جو کوتاہی ہو جائے وہ تو معاف ہو اور ثواب جو ہو وہ مجھے مل جائے۔

حضرت ابو عبیدۃ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ

نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد فرمانے لگے کہ شیطان نے اس وقت مجھ پہ ایک حملہ کیا، میرے دل میں یہ خیال ڈالا کہ میں افضل ہوں (اس لیے کہ افضل کو امام بنایا جاتا تھا) آئندہ کبھی بھی نماز نہیں پڑھاؤں گا)

X میمون بن مہران ایک مرتبہ مسجد میں تشریف لے گئے تو جماعت ہو چکی تھی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور فرمایا کہ اس نماز کی فضیلت مجھے عراق کی سلطنت سے بھی زیادہ محبوب تھی۔

+ کہتے ہیں کہ ان حضرات کرام میں سے جس کی تکبیر اُولیٰ فوت ہو جاتی تین دن تک اس کا رنج کرتے تھے اور جس کی جماعت جاتی رہتی سات دن تک اس کا افسوس کرتے تھے۔ (احیاء)

+ بکر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ اگر تو اپنے مالک اپنے مولےٰ سے بلا واسطہ بات کرنا چاہے تو جب چاہے کر سکتا ہے۔ کسی نے پوچھا کہ اس کی کیا صورت ہے؟ فرمایا کہ اچھی طرح وضو کر اور نماز کی نیت باندھ لے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے باتیں کرتے تھے اور ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرتے تھے۔ لیکن جب نماز کا وقت آجاتا تو ایسے ہو جاتے گویا ہم کو پہچانتے ہی نہیں اور ہمہ تن اللہ کی طرف مشغول

ہو جاتے تھے۔

سعید تنوخی جب تک نماز پڑھتے رہتے مسلسل آنسوؤں کی لڑی رخساروں پر جاری رہتی۔

× خلف بن ایوب سے کسی نے پوچھا کہ یہ مکھیاں تم کو نماز میں دق نہیں کرتیں؟ کہنے لگے کہ میں اپنے کو کسی ایسی چیز کا عادی نہیں بناتا جس سے نماز میں نقصان آئے۔ یہ بدکار لوگ حکومت کے کوڑوں کو برداشت کرتے رہتے ہیں۔ محض اتنی سی بات کے لیے کہ لوگ کہیں گے بڑا متحمل مزاج ہے اور پھر اس کو فخریہ بیان کرتے رہتے ہیں۔ میں اپنے مالک کے سامنے کھڑا ہوں اور ایک مکھی کی وجہ سے حرکت کرنے لگوں۔

بہجۃ النفوس میں لکھا ہے کہ ایک صحابی رات کو نماز پڑھ رہے تھے۔ ایک چور آیا اور گھوڑا کھول کر لے گیا لیجاتے ہوئے اس پر نظر بھی پڑ گئی۔ مگر نماز نہ توڑی۔ بعد میں کسی نے کہا بھی کہ آپ نے پکڑ نہ لیا۔ فرمایا جس چیز میں میں مشغول تھا وہ اس سے بہت اونچی تھی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا تو قصہ مشہور ہے کہ جب لڑائی میں ان کے تیر لگ جاتے تو وہ نماز ہی میں نکالے جاتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ ران میں ایک تیر گھس گیا۔ لوگوں نے نکالنے کی کوشش کی نہ نکل سکا۔ آپس میں مشورہ کیا کہ جب یہ نماز میں

مشغول ہوں اُس وقت نکالا جائے۔ آپ نے جب نفلیں شروع کیں اور سجدہ گئے تو اُن لوگوں نے اسکو زور سے کھینچ لیا جب نماز سے فارغ ہوئے تو آس پاس مجمع دیکھا فرمایا کیا تم تیر نکالنے کے واسطے آئے ہو؟ لوگوں نے عرض کیا کہ وہ تو ہم نے نکال بھی لیا۔ آپ نے فرمایا مجھے خبر ہی نہیں ہوئی۔

مسلم بن یسار جب نماز پڑھتے تو گھر والوں سے کہدیتے کہ تم باتیں کرتے رہو مجھے تمھاری باتوں کا پتہ نہیں چلے گا۔

ربیع کہتے ہیں کہ میں جب نماز میں کھڑا ہوتا ہوں مجھ پر اس کا فکر سوار ہو جاتا ہے کہ مجھ سے کیا کیا سوال و جواب ہوگا۔

عامر بن عبد اللہ جب نماز پڑھتے تو گھر والوں کی باتوں کی تو کیا خبر ہوتی ڈھول کی آواز کا بھی پتہ نہ چلتا تھا۔ کسی نے پوچھا کہ تمھیں نماز میں کسی چیز کی بھی خبر ہوتی ہے؟۔ فرمایا ہاں مجھے اس کی خبر ہوتی ہے کہ ایک دن اللہ کی بارگاہ میں کھڑا ہونا ہوگا اور دونوں گھروں جنت یا دوزخ میں سے ایک میں جانا ہوگا۔ انہوں نے عرض کیا یہ نہیں پوچھتا۔ ہماری باتوں میں سے بھی کسی کی خبر ہوتی ہے؟ فرمایا کہ مجھ میں نیزوں کی بھالیں گھس جائیں یہ زیادہ اچھا ہے اس سے کہ مجھے نماز میں تمھاری باتوں کا پتہ چلے۔ ان کا یہ بھی ارشاد ہے کہ اگر آخرت کا منظر اس وقت میرے سامنے ہو جائے تو میرے یقین اور ایمان میں اضافہ نہ ہو کہ غیب پر ایمان اتنا ہی پختہ ہے جتنا

مشاہدہ پر ہوتا ہے)

ایک صاحب کا کوئی عضو خراب ہو گیا تھا جس کے لیے اس کے کاٹنے کی ضرورت تھی۔ لوگوں نے تجویز کیا کہ جب یہ نماز کی نیت باندھیں اُس وقت کاٹنا چاہیے۔ ان کو پتہ بھی نہ چلے گا۔ چنانچہ نماز پڑھتے ہوئے اس عضو کو کاٹ دیا گیا۔

ایک صاحب سے پوچھا گیا کہ تمھیں نماز میں دنیا کا بھی خیال آجاتا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ نہ نماز میں آتا ہے نہ بغیر نماز کے۔ ایک اور صاحب کا قصہ لکھا ہے کہ اُن سے کسی نے دریافت کیا کہ تمھیں نماز میں کوئی چیز یاد آجاتی ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ نماز سے بھی زیادہ کوئی محبوب چیز ہے جو نماز میں یاد آوے۔

بہجۃ النفوس میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ کی خدمت میں ایک شخص ملنے کے لیے آیا۔ وہ ظہر کی نماز میں مشغول تھے وہ انتظار میں بیٹھ گیا۔ جب نماز سے فارغ ہو چکے تو نفلوں میں مشغول ہو گئے اور عصر تک نفلیں پڑھتے رہے یہ انتظار میں بیٹھا رہا۔ نفلوں سے فارغ ہوئے تو عصر کی نماز شروع کر دی اور اس سے فارغ ہو کر ذکر میں مشغول ہو گئے اور مغرب تک مشغول رہے۔ پھر مغرب کی نماز پڑھی اور نفلیں شروع کر دیں۔ عشا تک اس میں مشغول رہے۔ یہ بے چارہ انتظار میں بیٹھا رہا۔ عشا کی نماز پڑھ کر پھر نفلوں کی نیت باندھ لی اور صبح تک اس میں مشغول رہے۔ پھر صبح کی نماز پڑھی اور ذکر شروع کر دیا۔ اوراد وظائف پڑھتے رہے اسی میں مصلے پر بیٹھے بیٹھے آنکھ جھپک گئی تو فوراً آنکھوں کو

ٹہلتے ہوئے اٹھے۔ استغفار و توبہ کرنے لگے اور یہ دعا پڑھی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ عَیْنٍ لَا تَشْبَعُ مِنَ النَّوْمِ (اللہ ہی سے پناہ مانگتا ہوں ایسی آنکھ سے جو نیند سے بھرتی ہی نہیں)

ایک صاحب کا قصہ لکھا ہے کہ وہ رات کو سونے لیٹتے تو کوشش کرتے کہ آنکھ لگ جائے مگر جب نیند نہ آتی تو اٹھ کر نماز میں مشغول ہو جاتے اور عرض کرتے یا اللہ تجھ کو معلوم ہے کہ جہنم کی آگ کے خوف نے میری نیند اُڑا دی اور یہ کہہ کر صبح تک نماز میں مشغول رہتے۔

ساری رات کو بے چینی اور اضطراب یا شوق و اشتیاق میں جاگ کر گذار دینے کے واقعات اس کثرت سے ہیں کہ ان کا احاطہ ممکن نہیں۔ ہم لوگ اس لذت سے اتنے دور ہو گئے کہ ہم کو ان واقعات کی صحت میں بھی تردد ہونے لگا۔ لیکن اول تو جس کثرت اور تواتر سے یہ واقعات نقل کیے گئے ہیں ان کی تردید میں ساری ہی تواریخ سے اعتماد اٹھتا ہے کہ واقعہ کی صحت کثرت نقل ہی سے ثابت ہوتی ہے۔

دوسرے ہم لوگ اپنی آنکھوں سے ایسے لوگوں کو آئے دن دیکھتے ہیں جو سنیما اور تھیٹر میں ساری رات کھڑے کھڑے گذار دیتے ہیں کہ نہ ان کو تعب ہوتا ہے نہ نیند ستاتی ہے۔ پھر کیا وجہ کہ ہم ایسے معاصی کی لذتوں کا یقین کرنے کے باوجود ان طاعات کی لذتوں کا انکار

کریں۔ حالانکہ طاعات میں اللہ تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے قوت بھی عطا ہوتی ہے۔ ہمارے اس تردد کی وجہ اس کے سوا اور کیا ہوسکتی ہے کہ ہم ان لذتوں سے ناآشنا ہیں اور نابالغ بلوغ کی لذتوں سے ناواقف ہوتا ہی ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ اس لذت تک پہنچادیں تو زہے نصیب۔

آخری گذارش

صوفیہ نے لکھا ہے کہ نماز حقیقت میں اللہ جل شانہٗ کے ساتھ مناجات کرنا اور ہم کلام ہونا ہے جو غفلت کے ساتھ ہو ہی نہیں سکتا۔ نماز کے علاوہ اور عبادتیں غفلت سے بھی ہوسکتی ہیں، مثلاً زکوٰۃ ہے کہ اس کی حقیقت مال کا خرچ کرنا ہے۔ یہ خود ہی نفس کو اتنا شاق ہے کہ اگر غفلت کے ساتھ ہو تب بھی نفس کو شاق گذرے گا۔ اسی طرح روزہ دن بھر کا بھوکا پیاسا رہنا، صحبت کی لذت سے رُکنا کہ یہ سب چیزیں نفس کو مغلوب کرنے والی ہیں غفلت سے بھی اگر متحقق ہوں تو نفس کی شدت و تیزی پر اثر پڑے گا، لیکن نماز معظم حصہ ذکر ہے قرأت قرآن ہے۔ یہ چیزیں اگر غفلت کی حالت میں ہوں تو مناجات یا کلام نہیں ہیں، ایسی ہی ہیں جیسے کہ بخار کی حالت میں ہذیان اور بکواس ہوتی ہے کہ جو چیز دل میں ہوتی ہے وہ زبان پر ایسے اوقات میں جاری ہوجاتی ہے نہ اس میں کوئی مشقت ہوتی ہے

نہ کوئی نفع۔ اسی طرح چونکہ نماز کی عادت پڑ گئی ہے اس لیے اگر توجہ نہ ہو تو
عادت کے موافق بلا سوچے سمجھے زبان سے الفاظ نکلتے رہیں گے جیسا کہ سونے
کی حالت میں اکثر باتیں زبان سے نکلتی ہیں کہ نہ سُننے والا اس کو اپنے
سے کلام سمجھتا ہے نہ اس کا کوئی فائدہ ہے۔ اسی طرح حق تعالیٰ شانہٗ
بھی ایسی نماز کی طرف التفات اور توجہ نہیں فرماتے جو بلا ارادہ
کے ہو۔ اس لیے نہایت اہم ہے کہ نماز اپنی وسعت اور ہمت کے موافق
پوری توجہ سے پڑھی جائے۔ لیکن یہ امر نہایت ضروری ہے کہ اگر یہ
حالات اور کیفیات جو پہلوں کی معلوم ہوئی ہیں حاصل نہ بھی ہوں تب
بھی نماز جس حال سے بھی ممکن ہو ضرور پڑھی جائے۔ یہ بھی شیطان
کا ایک سخت ترین مکر ہوتا ہے وہ یہ سمجھائے کہ بُری طرح پڑھنے سے تو نہ
پڑھنا ہی اچھا ہے، یہ غلط ہے۔ نہ پڑھنے سے بُری طرح کا پڑھنا ہی بہتر ہے
اس لیے کہ نہ پڑھنے کا جو عذاب ہے وہ نہایت ہی سخت ہے۔ حتٰی کہ علماء
کی ایک جماعت نے اس شخص کے کفر کا فتوےٰ دیا ہے جو جان بوجھ کر نماز
چھوڑ دے، جیسا کہ پہلے باب میں مفصل گذر چکا ہے۔ البتہ اس کی
کوشش ضرور ہونی چاہیے کہ نماز کا جو حق ہے اور اپنے اکابر اس
کے مطابق پڑھ کر دکھا گئے ہیں حق تعالےٰ شانہٗ اپنے لطف سے اس
کی توفیق عطا فرمائیں اور عمر بھر میں کم از کم ایک ہی نماز ایسی ہو جائے
جو پیش کرنے کے قابل ہو۔

آخر میں اس امر پر تنبیہ بھی ضروری ہے کہ حضرات محدثین

رضی اللہ عنہم اجمعین کے نزدیک فضائل کی روایات میں توسع ہے اور ر
معمولی ضعف قابل تسامح۔ باقی صوفیۂ کرام رحمہم اللہ کے واقعات تو
تاریخی حیثیت رکھتے ہی ہیں اور ظاہر ہے کہ تاریخ کا درجہ حدیث کے درجہ
سے کہیں کم ہے۔ وَمَا تَوْفِيْقِيْ إِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ
إِلَيْهِ أُنِيْبُ ۝ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَّمْ
تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝
رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَّسِيْنَا أَوْ أَخْطَأْنَا
رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ
عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا
لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ
لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلٰنَا
فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ
الْكٰفِرِيْنَ ۝

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سید الاولین والاخرین وعلیٰ آلہ
واصحابہ واتباعہم حملۃ الدین المتین برحمتک یا ارحم الراحمین

زکریا عفی عنہ کاندھلوی